(دن اور رات کے فرق سے مسجدِ نبوی ﷺ اور شہرِ تمنا کا ایک منظر)
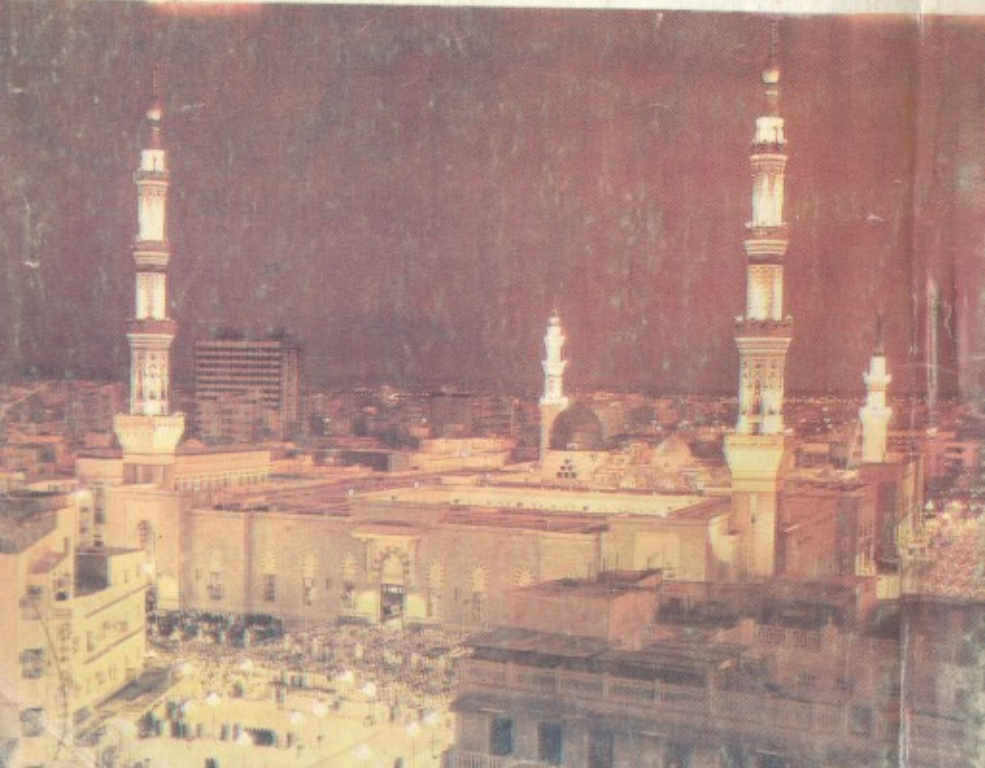
جلد ۱۱ مئی ۱۹۹۹ شمارہ ۵

مکّی زندگی کے مسلمان

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

مشیرِ خصوصی: چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ

ڈپٹی ایڈیٹر: شہناز کوثر
اظہر محمود

قیمت: ۱۵ روپے (فی شمارہ)
۲۰۰ روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے: ۱۰۰ ریال

مینیجر: اختر محمود

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہور
پبلشر: راجا رشید محمود
کمپیوٹر کمپوزنگ، نعت کمپوزنگ سنٹر
خطاط: منظر رقم
بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید۔ بک بائنڈنگ ہاؤس ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ
فون ۷۴۶۳۶۸۴ لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

مکّی زندگی کے مسلمان

شہناز کوثر

اجمال

اوّل المؤمنین: تبّع اوّل حُمیری، ورقہ بن نوفل، بُحیرا راہب، خدیجہ، علی، زید، ابوبکر، پانچواں، چھٹا، ساتواں، آٹھواں..... مومن۔ (صفحہ ۷ تا ۱۴)

اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن: (صفحہ ۱۴ تا ۱۸)

پہلے تین برسوں میں ایمان لانے والے: (صفحہ ۱۸ تا ۲۱)

ہجرتِ حبشہ کرنے والے مسلمان: (صفحہ ۲۱ تا ۲۳)

مکّی زندگی میں ایمان لانے والے مہاجر صحابہؓ: (صفحہ ۲۳ تا ۶۹) آنسہ، ابنِ اُمِ مکتوم، ابو الروم بن عُمیر، ابو احمد بن جحش، ابُو بُردہ اشعری، ابو برزہ اسلمی، ابوبکر صدیق، ابو حُذیفہ بن عتبہ، ابوذر جُندب بن جُنادہ غفاری، ابو رُہم اشعری، ابو سبرہ، ابو سلمہ، ابو سنان بن محصن، ابُو عُبیدہ بن الجراح، ابو کبشہ، ابو قیس بن حارث، ابو مرثد کنانہ، ابو مُوسیٰ اشعری، اربد بن حُمیرہ، ارقم بن ارقم، اُسامہ بن زید، اسود بن نوفل، انیس بن جُنادہ، ایاس بن بکیر، ایمن بن عُبید، بریدہ بن حصیب اسلمی، بشیر بن حارث، بلال بن رباح حبشی، تمام بن عبیدہ، ثملہ بن عدی، تمیث بن عمرو، جابر بن سفیان بن عمرو، جُبیر، جعفرِ طیّار ابنِ ابوطالب، جعیل (جعال)، جنادہ بن سفیان، جہم بن قیس، حاتم بن ابی بلتعہ، حارث بن ابی ہالہ، حارث بن حارث، حارث بن خالد، حارث بن عبدِ قیس، حارث بن عدی، حاطب بن ابی بلتعہ، حاطب بن حارث، حاطب بن عمرو، حُذیفہ بن یمان، حصین بن حارث، حصین، حمزہ بن عبدالمطلب، خالد بن بُکیر، خالد بن سعید، جناب مولیٰ عتبہ، خبّاب بن ارت، خطّاب بن حارث (حطّاب)، خُنیس بن حذامہ، خولی بن ابی خولی، رقیس بن جابر، زُہَیر بن عبیدہ، زبیر بن عوّام، زیاد بن لبید، زید بن حارثہ، زید بن خطّاب، سالم بن ابی حُذیفہ، سائب بن حارث، سائب بن عثمان، سعد بن ابی سرح، سعد بن ابی وقاص، سعد بن خولہ، سعد بن عامر، سعد بن عبدِ قیس، سعید بن حارث، سعید بن

رقیش، سعید بن زید، سعید بن عمرو، سُفیان بن معمر، سکران بن عمرو، سلمہ بن ہشام، سلیط بن عمرو، سنان بن ابی سنان، سنجرہ بن عُبیدہ، سویبط بن سعد، سہل بن بیضا، سہیل بن بیضا، شجاع بن وہب، شُرحبیل بن حسنہ، شقران صالح، شمّاس بن عثمان، صفوان بن عمرو، صُہیب بن سنان، طفیل بن حارث، طفیل بن عمرو دوسی، طلحہ بن عُبید اللہ، طلیب بن ازہر، طلیب بن عُمیر، عاقل بن بُکیر، عامر بن ابی وقاص، عامر بن بکیر، عامر بن ربیعہ، عامر بن فُہیرہ، عبّاس بن عُبادہ، عبد الرّحمان بن ازہر، عبد الرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن ابوبکر، عبداللہ بن جحش، عبداللہ بن حُذافہ، عبداللہ بن سُراقہ، عبداللہ بن سُفیان، عبداللہ بن سہیل، عبداللہ بن شہاب، عبداللہ بن عُمر، عبداللہ بن مخرمہ، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن مظعون، عبداللہ بن یاسر، عبید بن زید حبشی، عبیدہ بن حارث، عتبہ بن غزوان، عتبہ بن مسعود، عثمان بن ربیعہ، عُثمان بن عفّان، عثمان بن مظعون، عدی بن نضلہ، عُروہ بن عبد العزّیٰ، عفیف کندی، عقبہ بن وہب، عُکاشہ بن محصن، علی المرتضیٰ بن ابو طالب، عمّار بن یاسر، عمُر بن حارث، عمُر بن خطّاب، عمران بن حصین، عمرو بن ابی شُرَیح، عمرو بن اُمِّ مکتوم، عمرو بن جہم، عمرو بن حارث، عمرو بن سُراقہ، عمرو بن سعید، عمرو بن طریف، عمرو بن عثمان، عمرو بن عنبسہ اسلمی، عمرو بن عتبہ اسلمی، عمرو بن عوف، عمرو بن محصن، عُمیر بن ابی وقاص، عُمیر بن رباب، عیّاش بن ابی ربیعہ، عیاض بن زُہیر، فراس بن نضر، قدامہ بن مظعون، قیس بن حذافہ، قیس بن عبداللہ، کبشہ، کُلثوم بن ہِدم، مالک بن ابی خولی، مالک بن زمعہ، مالک بن عمرو، مجزر بن نضلہ، محمد بن حاطب، محمد بن عبداللہ بن جحش، محمید بن جزر، مدلج بن عمرو، مرثد بن ابی مرثد، مسطح بن اثاثہ، مسعود بن القاری، مسعود بن ربیع، مسعود بن ہنیدہ، مُصعب بن عُمیر، مطّلب بن ازہر، معتب بن عوف، معمر بن ابی سرح، معمر بن حارث، معمر بن عبداللہ، معیقیب بن ابی فاطمہ، مقداد بن اَسْوَد، منقذ بن نباتہ، نعمان بن عدی، نعیم بن عبداللہ النحّام، واقد بن عبداللہ، وہب بن سعد، ہاشم بن ابی حُذیفہ، ہبّار بن سفیان، ہشام بن ابو حُذیفہ، ہشام بن عاص بن وائل، یاسر، یزید بن رقیش، یزید بن زمعہ۔ رضی اللہ عنہم۔

مکی زندگی میں ایمان لانے والی مہاجر صحابیاتؓ: (صفحہ ۷۰ تا ۹۵) آمنہ بنتِ رقیس، آمنہ بنتِ قیس، اسماء بنتِ سلامہ، اسماء بنتِ عمیس، اُمُّ الفضل، اُمِّ ایمن، اُمِّ حبیب بن ثمامہ، اُمِّ حبیبہ بنتِ ابو سفیان، اُمِّ حبیبہ بنتِ جحش، اُمِّ رومان، اُمِّ سلمہ، اُمِّ شریک دوسیہ، اُمِّ عبد، اُمِّ عیس، اُمِّ عطیہ، اُمِّ قیس بنتِ محصن، اُمِّ کلثومؓ بنتِ رسُول اللہ ﷺ، اُمِّ کلثوم بنتِ عقبہ، اُمِّ کلثوم بنتِ سہیل، اُمِّ ہانی، اُمِّ ...قیذ بنتِ علقمہ، اروی بنتِ عبد المطّلب، اروی بنتِ کریز، اسماء بنتِ ابوبکر، امیمہ (امینہ) بنتِ خلف، امیمہ بنتِ عبد المطّلب، برکہ بنتِ یسار، جذامہ بنتِ جندل، حرملہ بنتِ عبد الاسود، حرملہ بنتِ مالک، حسانہ، حسنہ، حفصہ بنتِ عُمر، حملہ، حمنہ بنتِ جحش، حوّا بنتِ یزید، خدیجۃُ الکبریٰ، خُزیمہ بنتِ جہم، رقیّہ بنتِ رسُول اللہ ﷺ، رملہ بنتِ ابی عوف، ر...ہ بنت الحارث، زنیرہ، زینب بنتِ رسُول اللہ ﷺ، زینب بنتِ جحش، زینب بنتِ مظعون، سعدی بنتِ کریز، سلامہ بنتِ نبیہ، سلمیٰ بنتِ عمیس، سُمیّہ بنت خباط، سنجرہ بنتِ تمیم، سہلہ بنتِ سہیل، سَودہ بنتِ زمعہ، شفا بنتِ عبداللہ، شفا بنتِ عوف، شفا بنتِ وہب، صعبہ بنت الحضرمی، صفیہ بنتِ ربیعہ، صفیہ بنتِ عبدُ المطّلب، ضباعہ بنتِ عامر، عاتکہ بنتِ زید، عاتکہ بنتِ عبد المطّلب، عائشہ صدّیقہ، عُمیرہ (عمرہ) بنت السعدی، غزیہ، فارعہ بنتِ ابو سفیان، فاطمہ بنتِ اسد، فاطمہ بنتِ خطّاب، فاطمہ بنتِ رسُولُ اللہ ﷺ، فاطمہ بنتِ صفوان، فاطمہ بنتِ قیس، فاطمہ بنت المجلّل، فاطمہ بنتِ ولید، کہیمہ بنتِ یسار، قطم بنتِ علقمہ، لبیبہ، لیلیٰ بنتِ ابی حثمہ، نہدیہ، وعد بنتِ محدم، یقظہ بنتِ علقمہ۔ رضی اللہ عنہن۔

مکّی زندگی میں ایمان لانے والے انصار صحابہؓ: (صفحہ ۹۶ تا ۱۱۶) ابو اُسید مالک، ابو اُمامہ اسعد، ابو ایُّوب انصاری، ابو الہیثم، ابو الیسر کعب، ابو بردہ ہانی، ابو دُجانہ، ابو طلحہ زید، ابو عبد الرحمان، ابو عبس، ابو عمرہ بشیر، ابو عمارہ براء، ابو لبابہ، ابو مسعود عقبہ، اُبَی بن کعب، اُسید بن حضیر، انس بن مالک، اَنَس بن نضر، ایاس بن معاذ، براء بن مَعرُور، بشیر بن براء، بشیر بن سعد، ثابت بن الجذع، ثابت بن قیس، ثعلبہ بن غنمہ، جابر بن عبداللہ، جابر بن عمیر، حارث بن صمہ، حارث ابنِ قیس، حباب بن منذر،

حرام بن ملحان، حُذَیفہ بن یمان، حسیل الیمان، خارجہ بن زید، خالد بن عَمرو، خالد بن قیس، حبیب بن عدی، خُدَیج بن سلامہ، خُزَیمہ بن ثابت، خلاد بن سوید، خوات بن جُبَیر، ذکوان بن عبدِ قیس، رافع بن خدیج، رافع بن مالک، رفاعہ بن رافع، رفاعہ بن عَمرو، زیاد بن لبید، زید بن ارقم، زید بن ثابت، سعد بن خُثَیمہ، سعد بن ربیع، سعد بن زید، سعد بن عُبادہ، سعد بن معاذ، سلمہ بن سلامہ، سلیم بن عَمرو، سنان بن سیفی، سوید بن صامت، سہیل بن حُنَیف، سل بن سعد، سہل بن حتیک، سیفی بن سواد، ضحاک بن حارثہ، طفیل بن مالک، طفیل بن نُعمان، طلحہ بن براء، ظہیر بن رافع، عاصم بن ثابت، عباد بن بشیر، عباد قیس بن عامر، عُبادہ بن صامت، عبّاس بن عبادہ، عبداللہ بن اُنَیس، عبداللہ بن جُبَیر، عبداللہ بن رواحہ، عبداللہ بن زید، عبداللہ بن عبداللہ بن اُبَیّ، عبداللہ بن حتیک، عبداللہ بن عَمرو، عبس بن عامر، عتبان بن مالک، عثمان بن حُنَیف، عقبہ بن عامر، عقبہ بن وہب، عمّارہ بن حزم، عَمرو بن جموح، عَمرو بن حارث، عَمرو بن غزیہ، عَمرو بن عنمہ، عُمَیر بن حارث، عوف بن حارث، عویم بن ساعدی، فروہ بن عَمرو، قتادہ بن نعمان، قطبہ بن عامر، قیس بن سعد، قیس بن سعد، کعب بن مالک، کلثوم بن ہِدم، مالک بن سنان، محمد بن مسلمہ، محیصہ بن مسعود، مظہر بن رافع، معاذ بن جبل، معاذ بن حارث، معاذ بن عَمرو، معقل بن منذر، معن بن عدی، منذر بن عَمرو، نہیر بن الہیثم، ہلال بن امیّہ، یزید بن ثعلبہ، یزید بن حرام، یزید بن عامر، یزید بن منذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

مکّی زندگی میں ایمان لانے والی انصار صحابیاتؓ: (صفحہ ۱۱۶ تا ۱۲۰) اُمِّ حرام، اُمِّ حسن بنتِ زید، اُمِّ سلیم، اُمِّ منیع اسماء بنتِ عَمرو، امّہ بنتِ فارسیہ، رباب بنتِ کعب، ربیع بنتِ معوّذ، ربیع بنتِ نضر، شموس بنتِ نعمان، قرۃُ العَین بنتِ عُبادہ، کبشہ بنتِ رافع، ملیکہ بنتِ مالک، نُسَیبہ بنتِ کعب، ہند بنتِ عَمرو بن حرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اوّل المؤمنین

تُبّع اوّل حُمَیری:

ہمارے آقا و مولا ﷺ ابھی اِس دنیائے آب و گل میں تشریف نہیں لائے تھے۔ آپ ﷺ کے دنیائے انسانیت میں ورودِ مسعود سے قریباً" ایک ہزار سال پہلے یمن کے بادشاہ تُبّع اوّل حُمَیری نے نہ صرف آپ پر ایمان لانے کا اقرار کیا تھا بلکہ اپنے آپ کو پہلا مسلمان لکھا تھا۔

تُبّع نے یثرب پر حملہ کیا۔ اہلِ یثرب دن کو تو اس کے لشکر کے ساتھ لڑتے، شام کو اُن کی دعوت کرتے۔ چند دن یہ صورت دیکھنے کے بعد تُبّع نے ایسے اچھے لوگوں سے لڑنا مناسب نہ سمجھا۔ اور صلح کی بات چیت کے لیے اہلِ یثرب کو دعوت دی۔ یثرب کے ایک باسی نے جو تورات وغیرہ کا عالم تھا، تُبّع سے کہا کہ آپ نے جنگ بند کر کے اچھا کیا ہے، آپ کو اس لڑائی میں کامیابی تو نصیب نہیں ہونا تھی کیونکہ ہم نے کُتُبِ سماویہ میں پڑھا ہے کہ اِس خطّے پر صرف نبیِ آخر الزّماں ﷺ ہی کی حکومت ہونا ہے، اور کوئی یہاں حکمران ہو ہی نہیں سکتا۔

نعت کائنات میں ہے، اِس پر تُبّع اول حُمیری خوش ہوا، اس نے حضور ﷺ کی مدح میں شعر کہے۔ اپنے ساتھ آئے ہوئے علما کے لیے یثرب میں گھر تعمیر کروائے اور حضور سرورِ عالم ﷺ کے نام ایک خط لکھ کر سب سے بڑے عالم کو اس ہدایت کے ساتھ دیا کہ وہ خود، یا اس کی اولاد یہ عریضہ حضور باعثِ تخلیقِ عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کرے گی۔ اس خط میں اس نے اپنے آپ کو پہلا مسلمان لکھا تھا۔

تُبّع کا یہ خط اس بڑے عالم کی اولاد میں سے حضرت ابو ایّوب انصاریؓ تک پہنچا، اور انھوں نے ابو لیلیٰ کے ہاتھ یہ خط آقا حضور ﷺ کی بارگاہ تک پہنچایا تھا۔

ورقہ بن نوفل

مشہور ہے کہ حضور رسولِ اکرم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو اس کے احوال سن کر ورقہ بن نوفل نے حضور ﷺ کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ ورقہ حضور ﷺ کے اعلانِ نبوت سے پہلے انتقال کر چکے تھے۔ اس لیے سیرت نگار حضرات انھیں پہلا مسلمان قرار نہیں دیتے۔ مخدوم محمد ہاشم سندھی نے **عہدِ نبوّت کے ماہ و سال** میں لکھا ہے کہ سن ایک نبوی میں ورقہ بن نوفل اسلام لائے۔ **زرقانی شرحِ مواہب** میں کہتے ہیں کہ "ورقہ قطعاً صحابی ہیں"۔ انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ورقہ سن ۴ نبوی یا بقولِ بعض سن ۳ نبوی میں لاولد فوت ہوئے اور مکہ میں ان کی تدفین ہوئی۔

بُحیرا راہب

ترمذی، بیہقی فی الدلائل، ابنِ عساکر، حاکم، ابو نعیم، ابوبکر الخرائطی اور ابنِ ابی شیبہ نے حضرت **ابو موسیٰ اشعریؓ** سے روایت نقل کی ہے کہ بُحیرا راہب نے حضور ﷺ کو سید المرسلین اور رحمۃ للعالمین کہا۔ **حافظ ابنِ حجر** "اصابہ" میں لکھتے ہیں کہ بحیرا کی حضور ﷺ سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو اس نے کلمۂ شہادت پڑھا۔ اسی بنا پر **ابنِ مندہ** اور **ابو نعیم** نے بُحیرا کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور حافظ ذہبی نے **تجرید الصحابہ** میں لکھا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ پر ایمان لایا تھا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

سب سیرت نگار اس پر متفق ہیں کہ حضور رسولِ پاک ﷺ پر پہلی وحی نازل ہونے کے بعد سب سے پہلے امّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔

حضرت علی المرتضیٰؓ

محمد جعفر شاہ پھلواروی لکھتے ہیں کہ "جناب خدیجہؓ کی اوّلیتِ ایمان تو تقریباً سب کے نزدیک مسلّم ہے لیکن ان کے بعد مذہبی جانبداری کا جذبہ رکھنے والوں میں ایک گروہ جناب ابوبکرؓ کو اوّل المومنین کہتا ہے اور دوسرا جناب علیؓ کو اوّل مومن قرار دیتا ہے"۔ خود جناب پھلواروی نے امّ المومنینؓ کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہی کا ایمان تسلیم کیا ہے (ص ۲۷) **شاہ مصباح الدین شکیل** ابنِ کثیر کی **البدایہ والنہایہ** کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا۔ "تم میرے ساتھیوں میں سے میری رسالت کی تصدیق کرنے والے پہلے شخص ہو"۔ **ابنِ عساکر** کا بیان ہے کہ خود بقولِ حضرت علیؓ مسلمان مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے صحابی ابوبکرؓ تھے اور رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے خود حضرت علیؓ تھے۔

ابوالجلال ندوی اپنے مضمون "فخرِ موجودات ﷺ: آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی" (مشمولہ نقوش رسول ﷺ نمبر۔ جلد ۲) میں لکھتے ہیں۔ "حضرت علیؓ کو ناز تھا کہ حضرت رسولِ خدا ﷺ کے بعد پہلا مسلمان میں ہوں۔ ان کا ناز غلط نہ تھا لیکن چونکہ وہ بچے تھے۔ اہلِ مکہ نے ان کے اسلام کو کوئی اہمیت نہ دی۔ حضرت ابوبکرؓ نے واقعی حضرت علیؓ اور زید بن حارثہؓ کے بعد اسلام قبول کیا تھا لیکن خود عہدِ صحابہؓ میں انھی کو "اول الناس صدق الرسلا" کہا جاتا تھا۔ یعنی پہلا شخص جس نے رسولوں کی تصدیق کی۔ پہلے مردِ مسلم جنھوں نے علانیہ دلیری کے ساتھ اپنے اسلام کا اعلان کیا، حضرت ابوبکرؓ ہی تھے۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے روزِ اوّل ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے دل نے چپکے سے پہلی ہی وحی سن کر آپ ﷺ کی تصدیق کر دی ہو۔ لیکن اس تصدیق کو زبان سے ظاہر کرنے میں انھوں نے بھی کچھ دنوں تأمل سے کام لیا۔ سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ کے مضمون سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے"۔..... ابوالجلال ندوی نے "حتی اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین سنۃ" کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس

آیت میں صریحاً" ایک ایسے انسان کا ذکر ہے جس نے چالیس برس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوبکر سن ۵۱ ق ھ میں پیدا ہوئے۔ سن ۱۱ ق ھ میں چالیس برس کے ہوئے تو انھوں نے علانیہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے سوا' شرکاءِ بدر میں کوئی ایسا نہ تھا جس کی عمر ابتدائی ایام تبلیغ میں چالیس برس رہی ہو"۔

ابنِ ہشام' مُلّا معین واعظ کاشفی' محمد حسین ہیکل' محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' فوق بلگرامی اور **ڈاکٹر ڈاکٹر نصیر احمد ناصر** حضرت خدیجہؓ کے بعد حضرت علیؓ ہی کے اسلام کے قائل ہیں۔ **طبری** نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ والی روایات بھی درج کردی ہیں اور سلیمان بن یسار' عمران بن ابی انیس اور عُروہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہؓ ایمان لائے۔

حضرت زید بن حارثہؓ

تاریخِ طبری میں درج روایات کا ذکر ہو چکا۔ **الرحیق المختوم** نے بھی حضرت خدیجہؓ کے بعد دوسرا نمبر حضرت زید بن حارثہؓ کو دیا ہے۔ **سیرتِ ابنِ ہشام' معارج النبوت' اسوۃُ الرسول** (فوق بلگرامی) **سیرۃُ المصطفیٰ** ﷺ (ابراہیم میر سیالکوٹی) **حیاتِ محمدؐ** (ہیکل) اور **پیغمبرِ اعظم و آخر** ﷺ (نصیر احمد ناصر) میں اُمّ المؤمنینؓ' حضرت علیؓ کے بعد حضرت زیدؓ کے ایمان لانے کا ذکر ہے۔ **عبداللہ بن محمد** بن عبدالوہاب اور ڈاکٹر **محمد طاہر القادری** انھیں چوتھا نمبر دیتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ

اصحابِ بدر (قاضی سلمان منصور پوری) **تاریخِ طبری** میں شامل کچھ روایتیں' **مختصر سیرۃُ الرسول** کی روایت اور ڈاکٹر **محمد طاہر القادری** اور

پیر محمد کرم شاہ کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ ایمان لائے۔ **ابوالجلال ندوی** کے نزدیک ان کا نمبر تیسرا ہے۔ اور **ابنِ ہشام' معین واعظ کاشفی' محمد حسین ہیکل' صفی الرحمان** مبارکپوری اور ڈاکٹر **نصیر احمد ناصر** کے نزدیک چوتھا۔ **ابراہیم میر سیالکوٹی** چوتھے نمبر پر حضرت اُمِّ ایمنؓ کے ایمان کا ذکر کرتے ہیں' ان کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ پانچویں نمبر پر ایمان لائے۔ **تاریخِ طبری** میں محمد بن سعد کے والد کا قول لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سے پہلے پچاس آدمی اسلام لا چکے تھے۔

رحمت للعالمین ﷺ میں قاضی محمد سلیمان منصورپوری لکھتے ہیں کہ چاروں (خدیجہؓ' علیؓ' زیدؓ اور ابوبکرؓ) پہلے ہی دن مسلمان ہو گئے تھے۔ ہمارے نزدیک یہ بات یوں درست نہیں کہ حضرت ابوبکرؓ حضور رسولِ اکرم ﷺ کے دوست سہی لیکن باہر کے آدمی تھے۔ حضرت خدیجہؓ' علیؓ اور زیدؓ گھر کے آدمی تھے۔ **ابراہیم میر سیالکوٹی** کی بات بھی سمجھ میں آتی ہے کیونکہ حضرت اُمِّ ایمنؓ بھی گھر کی فرد تھیں۔ (اگرچہ اس وقت ان کی شادی ہو چکی تھی)۔ اس لیے سب سے پہلے یہی لوگ ایمان لائے ہوں گے۔ گھر کے باہر کے لوگوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے آدمی ہیں جنھیں ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔

پانچواں مومن

اگر **ابراہیم میر سیالکوٹی** کی بات مان لی جائے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ پانچویں مومن ہیں۔ **طبری** مختلف روایتیں بیان کرتے ہیں کہ خالد بن سعید بن العاص یا عمرو بن عبسہ السلمی' ابوذر یا زبیر بن عوّامؓ پانچویں مسلمان ہیں۔ **سِیَرُ الصّحابہ** میں حضرت زبیر بن عوّامؓ' ڈاکٹر **محمد طاہر القادری** کی کتاب میں عفیف کندیؓ اور **محمد ہاشم سندھی** کی تالیف میں خالد بن سعیدؓ کو پانچواں مومن کہا گیا ہے۔ **نور بخش توکّلی**

نے حضرت بلالؓ کو یہ نمبر دیا۔

چھٹا مومن

طبری نے خالد بن سعیدؓ یا ابوذر غفاریؓ کو اور ڈاکٹر **طاہر القادری** نے خالد بن سعید کو چھٹا مومن کہا ہے۔ **سِیَرُ الصحابہ** میں ہے کہ "بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ پانچویں یا چھٹے مسلمان تھے لیکن یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ **شبلی نعمانی** نے ابوذرؓ کو چھٹا یا ساتواں نمبر دیا ہے۔

ساتواں مومن

سِیَرُ الصحابہ میں **طبقاتِ ابن سعد** کے حوالے سے لکھا ہے کہ "جن معدودے چند بزرگوں نے داعیٔ حق کو لبیک کہا تھا، ان میں صرف سات آدمیوں کو اس کے اعلان کی توفیق ہوئی تھی، ان میں ایک حضرت بلال تھے"۔ **اصحابِ بدر** میں قاضی سلمان منصورپوری بھی لکھتے ہیں کہ حضرت بلالؓ ان سات سابقین میں سے ہیں جو ابتداءِ اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے لیکن حضرت سعد بن ابی وقاص قریشی الزہریؓ کے بارے میں واضح طور پر لکھتے ہیں کہ اسلام میں یہ ساتویں ہیں۔ ان سے پہلے صرف چھے کس مسلمان ہوئے تھے۔ **بخاری** میں حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ ان سے پہلے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوا تھا۔ ایک دوسری روایت میں وہ اپنے کو تیسرا مسلمان بتاتے ہیں لیکن یہ باتیں متحقق نہیں۔

آٹھواں مومن

طبقاتِ ابنِ سعد میں ہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ ان آٹھ آدمیوں میں سے ہیں جو ابتدائے اسلام میں مسلمان ہوئے۔ **طاہر القادری** نے یہ نمبر عبد الرحمان بن عوفؓ کو دیا ہے۔ **مخدوم محمد ہاشم سندھی** مقداد بن اسودؓ کو "آٹھواں مومن" قرار دیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد **طاہر القادری** نے سعد بن ابی وقاص کو نواں اور اصحاب بدر میں قاضی **سلمان منصورپوری** نے ارقمؓ کو گیارھواں مومن لکھا ہے۔ **سِیَر الصحابہ** میں شاہ معین الدین احمد ندوی نے ارقمؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ گیارہ یا بارہ اصحابؓ کے بعد ایمان لائے۔ **اُسُدُ الغابہ فی معرفتِ الصّحابۃ** میں ابنِ اثیر کا کہنا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ سے پہلے صرف تیرہ اصحاب ایمان لائے تھے۔ یہی بات **اصحابِ بدر** اور **سِیَر الصحابہ** میں درج ہے۔ قاضی سلمان منصورپوری نے لکھا ہے کہ صہیب رومیؓ سے پیشتر تیس اور چند کس مسلمان ہو چکے تھے۔ **سیر الصحابہ** اور ان کی تقلید میں **جرنیل صحابۃ** میں ہے کہ جعفرِ طیّار بن ابوطالبؓ سے پہلے ۳۱، ۳۲ آدمی ایمان کی سعادت سے مشرف ہو چکے تھے۔

محمد جعفر شاہ پھلواروی نے **پیغمبرِ انسانیت** ﷺ میں پہلے تو بالترتیب حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ اور حضرت ابوذرؓ کے ایمان کا ذکر کیا ہے۔ پھر اوّلیتِ اسلام کی بحث کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اگر واقعی فرق تقدّم و تأخر کا ہے تو یہ وہی فرق ہے جو قرآنِ کریم نے قائم کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ فتحِ مکہ سے پہلے اور بعد، مالی و جانی جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے ..... ارشادِ قرآنی ہے کہ والسّٰبقون الاولون من المھجرین والانصار .... قرآن نے کسی ایک دو فرد کی بجائے پورے گروپ ہی کو "سابقون اولون" قرار دیا ہے۔

البتہ امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب یہ تطبیق عام طور پر تسلیم کی جاتی ہے کہ مردوں میں ابوبکرؓ، خواتین میں خدیجہؓ، بچوں میں علیؓ اور غلاموں میں زیدؓ پہلے ایمان لائے۔ اس میں **نور بخش توکلی** نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آزاد کیے ہوئے غلاموں میں زیدؓ اور غلاموں میں حضرت بلالؓ پہلے ہیں۔ **ابراہیم میر سیالکوٹی** کی بات بھی دل کو لگتی ہے، اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ کنیزوں میں امِ ایمنؓ پہلے اسلام لائیں۔

السّابِقُونَ الاوّلُون

سیرت کی مختلف کتابوں میں کچھ صحابۂ کرامؓ کو "السّابقون الاوّلون" یا "قدیم مسلمان" یا اوّلین مسلمان یا "قدیم الاسلام" قرار دیا گیا ہے۔ نور بخش توکّلی نے **سیرتِ رسولِ عربی** ﷺ میں یہ نام لکھے ہیں۔ ابوبکر صدیق۔ علی المرتضیٰ۔ خدیجۃ الکبریٰ۔ زید بن حارثہ۔ بلال بن رباح۔ عثمانِ غنی۔ سعد بن ابی وقاص۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ عبد الرحمان بن عوف۔ زبیر بن عوّام۔ سعید بن زید۔ ابوذر غفاری۔ ارقم۔ عبد اللہ بن مسعود۔ عثمان بن مظعون۔ ابو عبیدہ۔ عبیدہ بن حارث۔ حصین۔ عمّار بن یاسر۔ خبّاب بن الارت۔ خالد بن سعید بن عاص۔ صہیب رومی (رضی اللہ عنھم)

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے محوّلہ بالا ناموں میں سے ابوعُبیدہ بن الجرّاح۔ حصین اور خالد بن سعید بن عاص کے علاوہ باقی نام درج کیے ہیں۔ آگے اُن صحابہؓ کے نام درج کیے ہیں جو اِن صحابہؓ کی تبلیغ کے زیرِ اثر مسلمان ہوئے۔ مگر لطیفہ یہ ہے کہ ان میں عثمان بن مظعون، ارقم، عمّار، خبّاب، سعد بن ابی وقاص، طلحہ اور سعید بن زید کے نام دوبارہ لکھ دیئے ہیں۔ گویا اپنی تبلیغ سے یہ خود ہی مسلمان ہوئے۔

الرحیق المختوم میں مندرجہ ذیل نام بھی لکھے ہیں۔ ابُوسلمہ۔ قدامہ بن مظعون۔ عبد اللہ بن مظعون۔ فاطمہ بنتِ خطّاب۔

ضیاءُ النبی ﷺ میں درجِ ذیل نام بھی ہیں: اسماء بنتِ ابوبکر۔ عائشہ بنتِ ابوبکر۔ عُمیر بن ابی وقاص۔ مسعود بن القاری۔ سلیط بن عمر۔ حاطب بن عمر۔ عیّاش بن ربیعہ، عیاش کی بیوی اسماء۔ خُنیس بن حذافہ۔ عامر بن ربیعہ۔ عبد اللہ بن جحش۔ ابو احمد بن جحش۔ اسما بنتِ عمیس۔ حاطب بن الحارث (رضی اللہ عنھم)

ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی نے لکھا ہے کہ ابوذر دار ارقم میں پہنچے تھے۔ انھوں نے جو مزید نام درج کیے ہیں، یہ ہیں: عمرو بن عبسہ۔ سائب بن عثمان بن مظعون۔ فاطمہ بنت مجلّل۔ خطّاب بن حارث۔ خطّاب کی بیوی فُکیہہ بنتِ یسار) عمر بن حارث۔ نعیم بن عبد اللہ۔ واقد بن عبد اللہ تمیمی۔ بنو بکر بن عبد مناة / کنانہ کے خالد، عامر، عاقل اور ایاس۔ عامر بن فُہیرہ۔ مُطّلب بن ازہر۔ مُطّلب کی بیوی رملہ بنتِ عوف۔ خالد بن سعید کی بیوی امینہ۔ ابوحُذیفہ بن عتبہ (یہاں مطّلب بن ازہر کی اہلیہ نام رملہ کے بجائے غلطی سے "زملہ" لکھا ہے)

مختصر سیرۃُ الرّسُول ﷺ میں عبد اللہ بن محمد نے **ابنِ سعد** کے حوالے سے حضرت عبّاسؓ کی اہلیہ اُمّ فضل کا نام بھی لکھا ہے۔ نیز امینہ بنتِ خالد خزاعیہ۔ یاسر۔ عتبہ بن مسعود بھی۔ **جوامع السیرۃ** کی طرح اس کتاب میں بھی بنو بکر بن عبد مناة / کنانہ کے خالد، عامر، عاقل اور ایاس چاروں کو بکیر کا بیٹا لکھا ہے۔ **طبقاتِ ابنِ سعد** میں اُمِّ فضلؓ کے بارے میں ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے بعد عورتوں میں ان کا ایمان سب پر مقدّم تھا۔ **عہدِ نبوت کے ماہ و سال** میں علماءِ سیرت کا یہ قول درج کیا گیا ہے کہ فاطمہ بنتِ خطّاب پہلی عورت ہیں جو خدیجہؓ کے بعد ایمان لائیں۔ **ابوالجلال ندوی** نے عمّار کی والدہ سُمیّہ کا نام بھی لکھا ہے، جو اسلام کی پہلی شہید خاتون ہیں۔

شبلی نعمانی نے ابو فُکیہہؓ کا نام لکھا ہے۔ **پیر محمد کرم شاہ** نے حصین اور عمران بن حصین کو اِس فہرست میں درج کیا ہے۔ شاہ مصباح الدین شکیل نے **سیرتِ احمدِ مجتبیٰ** ﷺ میں پہلے حضرت خدیجہؓ کا نام لکھا ہے، پھر حضور ﷺ کی چاروں بیٹیوں کا ذکر کیا ہے، پھر زید، علی، ابوبکر کی بات کی ہے۔

سِیَر الصحابہ میں جن صحابۂ کرامؓ کے ذکر میں یہ لکھا گیا ہے کہ انھوں نے ابتداء ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا، ان میں شجاع بن وہب، شمّاس بن عثمان (بحوالہ استیعاب)

اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن

سیرت کی مختلف کتابوں میں کچھ صحابۂ کرامؓ کو "السابقون الاولون" یا "قدیم مسلمان" یا اولین مسلمان یا "قدیم الاسلام" قرار دیا گیا ہے۔ نور بخش توکلی نے **سیرتِ رسولِ عربی** ﷺ میں یہ نام لکھے ہیں۔ ابوبکر صدیق۔ علی المرتضیٰ۔ خدیجۃ الکبریٰ۔ زید بن حارثہ۔ بلال بن رباح۔ عثمانِ غنی۔ سعد بن ابی وقاص۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ عبدالرحمان بن عوف۔ زبیر بن عوّام۔ سعید بن زید۔ ابوذر غفاری۔ ارقم۔ عبداللہ بن مسعود۔ عثمان بن مظعون۔ ابوعبیدہ۔ عبیدہ بن حارث۔ حصین۔ عمّار بن یاسر۔ خبّاب بن الارت۔ خالد بن سعید بن عاص۔ صہیب رومی (رضی اللہ عنہم)

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے محوّلہ بالا ناموں میں سے ابوعُبیدہ بن الجراح۔ حصین اور خالد بن سعید بن عاص کے علاوہ باقی نام درج کیے ہیں۔ آگے اُن صحابہؓ کے نام درج کیے ہیں جو اِن صحابہؓ کی تبلیغ کے زیرِ اثر مسلمان ہوئے۔ مگر لطیفہ یہ ہے کہ ان میں عثمان بن مظعون، ارقم، عمّار، خبّاب، سعد بن ابی وقاص، طلحہ اور سعید بن زید کے نام دوبارہ لکھ دیئے ہیں۔ گویا اپنی تبلیغ سے یہ خود ہی مسلمان ہوئے۔

الرحیق المختوم میں مندرجہ ذیل نام بھی لکھے ہیں۔ ابوسلمہ۔ قدامہ بن مظعون۔ عبداللہ بن مظعون۔ فاطمہ بنتِ خطّاب۔

ضیاءُ النبی ﷺ میں درج ذیل نام بھی ہیں: اسماء بنتِ ابوبکر۔ عائشہ بنتِ ابوبکر۔ عُمیر بن ابی وقاص۔ مسعود بن القاری۔ سلیط بن عمر۔ حاطب بن عمر۔ عیّاش بن ربیعہ، عیاش کی بیوی اسماء۔ خُنیس بن حذافہ۔ عامر بن ربیعہ۔ عبداللہ بن جحش۔ ابواحمد بن جحش۔ اسما بنتِ عمیس۔ حاطب بن الحارث (رضی اللہ عنہم)

ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی نے لکھا ہے کہ ابوذر دارِ ارقم میں پہنچے تھے۔ انھوں نے جو مزید نام درج کیے ہیں، یہ ہیں: عمرو بن عبسہ۔ سائب بن عثمان بن مظعون۔ فاطمہ بنت مجلّل۔ خطّاب بن حارث۔ خطّاب کی بیوی فُکیہہ بنتِ یسار) عمر بن حارث۔ نعیم بن عبداللہ۔ واقد بن عبداللہ تمیمی۔ بنو بکر بن عبد مناۃ / کنانہ کے خالد، عامر، عاقل اور ایاس۔ عامر بن فُہیرہ۔ مُطّلب بن ازہر۔ مُطّلب کی بیوی رملہ بنتِ عوف۔ خالد بن سعید کی بیوی امینہ۔ ابوحُذیفہ بن عتبہ (یہاں مطّلب بن ازہر کی اہلیہ نام رملہ کے بجائے غلطی سے "زطہ" لکھا ہے)

مختصر سیرۃُ الرّسول ﷺ میں عبداللہ بن محمد نے **ابنِ سعد** کے حوالے سے حضرت عبّاسؓ کی اہلیہ اُمِّ فضل کا نام بھی لکھا ہے۔ نیز امینہ بنتِ خالد خزاعیہ۔ یاسر۔ عتبہ بن مسعودؓ بھی۔ **جوامع السیرۃ** کی طرح اس کتاب میں بھی بنو بکر بن عبد مناۃ / کنانہ کے خالد، عامر، عاقل اور ایاس چاروں کو بکیر کا بیٹا لکھا ہے۔ **طبقاتِ ابنِ سعد** میں اُمِّ فضلؓ کے بارے میں ہے کہ اُمّ المومنین حضرت خدیجہؓ کے بعد عورتوں میں ان کا ایمان سب پر مقدم تھا۔ **عہدِ نبوت کے ماہ و سال** میں علماءِ سیرت کا یہ قول درج کیا گیا ہے کہ فاطمہ بنت خطّاب پہلی عورت ہیں جو خدیجہؓ کے بعد ایمان لائیں۔ **ابوالجلال ندوی** نے عمّار کی والدہ سُمیّہ کا نام بھی لکھا ہے جو اسلام کی پہلی شہید خاتون ہیں۔

شبلی نعمانی نے ابو فُکیہہ کا نام لکھا ہے۔ **پیر محمد کرم شاہ** نے حصین اور عمران بن حصین کو اِس فہرست میں درج کیا ہے۔ شاہ مصباح الدین شکیل نے **سیرتِ احمدِ مجتبیٰ** ﷺ میں پہلے حضرت خدیجہؓ کا نام لکھا ہے، پھر حضور ﷺ کی چاروں بیٹیوں کا ذکر کیا ہے، پھر زید، علی، ابوبکر کی بات کی ہے۔

سِیَر الصحابہ میں جن صحابۂ کرامؓ کے ذکر میں یہ لکھا گیا ہے کہ انھوں نے ابتداء ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا، ان میں شجاع بن وہب، شمّاس بن عثمان (بحوالہ استیعاب)

اور سالمؓ مولیٰ ابی حُذیفہ (بحوالہ طبقاتِ ابنِ سعد) شامل ہیں۔

مخدوم محمد ہاشم سندھی لکھتے ہیں کہ ابوذرؓ پہلے سال ہی اور ان سے بھی چند دن پہلے ان کے بڑے بھائی انیس بن جُنادہ ایمان لائے تھے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ کی والدہ اُمِّ عبد، معیقیب بن ابی فاطمہ اور عتبہ بن غزوان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ پہلے سالِ نبوت میں اسلام لائے۔

نور بخش توکُّلی نے "السابقات الی الاسلام" کے نام سے جن صحابیاتؓ کے نام درج کیے ہیں، یہ ہیں: خدیجہ۔ فاطمہ بنتِ خطّاب۔ اسما بنت ابوبکر۔ اسماء بنتِ سلامہ ۰ اسما بنتِ عمیس۔ فاطمہ بنت المجلّل۔ فکیہہ بنتِ یسار۔ رملہ بنتِ ابی عوف۔ امینہ یا امیمہ بنتِ خلف خزاعیہ۔ رضی اللہ عنہن (**مختصر سیرۃ الرَّسُول** ﷺ میں امینہ / امیمہ کا نام امیہ لکھا ہے جو درست نہیں۔ **سیرۃ رسولِ عربی** اور **سیرتِ سرورِ عالم** ﷺ میں ان کے والد کا نام خالد کے بجائے خلف لکھا ہے۔

سب سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیقؓ ایمان لاتے ہی تبلیغِ دین میں مشغول ہو گئے اور عثمانِ غنی، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عُبید اللہ، عبد الرّحمان ابن عوف اور زبیر بن عوّام انھی کی تبلیغ کے زیرِ اثر ایمان لائے۔ البتہ پیر **محمد کرم شاہ** نے لکھا ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح، ابو سلمہ، ارقم اور عثمان بن مظعون بھی حضرت صدّیقِ اکبرؓ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے تھے۔

سیرتِ احمدِ مجتبٰی ﷺ میں اوّلین مسلمانوں میں حضورِ اکرم ﷺ کی چاروں بیٹیوں کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ **حضور ﷺ کی رشتہ دار خواتین** میں راقمہ نے لکھا ہے کہ حضرت زینب حضور ﷺ کی تیس سال کی عمر میں پیدا ہوئیں یعنی اُس وقت دس برس کی تھیں۔ حضرت رقیہؓ کی پیدائش کے وقت سرکار ﷺ کی عمر مبارک ۳۳ برس تھی۔ مطلب یہ کہ وہ سات برس کی بنیں۔ حضرت اُمِّ

کلثومؓ کی ولادت نزولِ وحی سے چھے سال قبل ہوئی اور حضرت فاطمہؓ بھی اس وقت پیدا ہو چکی تھیں۔------- **مخدوم محمد ہاشم سندھی** بھی آغاز ہی میں چاروں بیٹیوں کے ایمان کے قائل ہیں۔ سید **ابو الاعلیٰ مودودی** نے البتہ لکھا ہے کہ فاطمہؓ اس وقت تک پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ البتہ پہلی تین صاحبزادیوں کا شمار ابتدائی مسلمانوں میں ہونا چاہیے۔ لیکن لطیفہ یہ ہے کہ مودودی صاحب نے پہلے تین برسوں میں اسلام لانے والوں کی جو فہرست دی ہے، اس میں خود انھیں شامل نہیں کیا۔

شیخ محمد رِضا مصری، **پیر محمد کرم شاہ** اور ڈاکٹر **یاسین مظہر صدّیقی** نے اوّلین مومنات میں حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا نام لکھا ہے۔ اُمُّ المؤمنین سیّدہ عائشہؓ کی عمر کے بارے میں اب تک بہت کچھ کہا جاتا رہا ہے۔ **اصل گڑبڑ تو بخاری شریف** میں بیان کردہ روایات نے پیدا کی ہے۔ بہرحال، اگر بخاری کی روایات اور ان پر انحصار کرنے والے قلم کاروں کی بات مانیں تو وہ نزولِ وحی کے وقت پیدا نہیں ہوئی تھیں۔

سعید احمد انصاری، **طالب ہاشمی** اور حافظ **افروغ حسن** کا خیال ہے کہ نزولِ وحی کے چار سال بعد پیدا ہوئیں۔ کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ انھیں اوّلین مسلمانوں میں شامل کرنے والوں نے کس روایت پر انحصار کیا ہے۔

سچ یہ ہے کہ "السّابقون الاوّلون"، "اوّلین مسلمان"، "قدیم الاسلام" یا "قدیم مسلمان" کے الفاظ تو بعض شخصیتوں کے بارے میں استعمال کیے جا رہے ہیں لیکن ان کے لیے کسی مدت کا تعیّن نہیں کیا جا سکا۔ لطیفہ یہ ہے کہ **نقوش** (رسول ﷺ نمبر۔ جلد ۷) میں "کاتبانِ وحی" کے عنوان سے جس مضمون کا ترجمہ حافظ محمد سعد اللہ نے کیا ہے، اس میں حضرت ابواَیّوب انصاریؓ کو "سابقون الاوّلون" میں لکھا ہے۔ ساتھ ہی تحریر ہے۔ "یعنی آپ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ آپ بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں موجود تھے"۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ حضرت ابو اَیّوب انصاری نے بیعتِ عَقبۂ کبریٰ میں سن ۱۲ ہجری کے

آخری ماہ اسلام قبول کیا تھا۔ اگر ہجرتِ مدینہ تک مسلمان ہونے والے "السابقون الاوّلون" ہی تھے، تو بعد کے کون سے ہیں۔

ایک اور لائقِ توجہ بات یہ ہے کہ **شبلی نعمانی** کے بقول چالیس سے زیادہ آدمی ایمان لا چکے تھے کہ حضور ﷺ نے حرمِ کعبہ میں جاکر توحید کا اعلان کیا۔ ہر طرف سے لوگ آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑے۔ آنحضرت ﷺ کے ربیب حضرت حارث ابن ابی ہالہؓ گھر میں تھے۔ انھیں خبر ہوئی تو دوڑے ہوئے آئے اور آنحضرت ﷺ کو بچانا چاہا لیکن ہر طرف سے ان پر تلواریں برس پڑیں اور وہ شہید ہو گئے۔ **اصابہ** میں ہے کہ اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون تھا جس سے زمین رنگین ہوئی۔ اس میں لطیفے کی بات یہ نکلتی ہے کہ پہلے چالیس مسلمانوں میں حارث ابنِ ابی ہالہؓ (حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے پہلے خاوند سے بیٹے) ہیں، اسلام کے پہلے مردِ شہید بھی یہی ہیں لیکن "السابقون الاوّلون" میں کوئی ان کا نام نہیں لیتا۔

پہلے تین برسوں میں ایمان لانے والے

ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی نے اسلام کی خفیہ تبلیغ کے زمانے کے تین برسوں میں اسلام لانے والوں کی تعداد سو کے قریب لکھی ہے (نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد ۵۔ ص ۴۰۳) اگرچہ چند سطروں کے بعد وہ اسے بھول کر یہ لکھ بیٹھے ہیں کہ سن ۶ نبوی میں جب حضرت حمزہؓ نے اسلام قبول کیا "اس وقت تک غالباً" مکّی مسلمانوں کی تعداد تیس چالیس سے اوپر ہو چکی تھی۔ یعنی سن ۳ نبوی تک جو تعداد ایک سو کے قریب تھی، سن ۶ نبوی میں وہ گھٹ کر تیس چالیس تک رہ گئی۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے خفیہ دعوت کے پہلے تین سالہ دور میں اسلام

قبول کرنے والے ۱۳۳ خواتین و حضرات کی فہرست مرتّب کی ہے اور شروع میں لکھا ہے کہ "ذیل میں ہم ان کی وہ فہرست دیتے ہیں جو بڑی تلاش و تجسس کے بعد ہم نے جمع کی ہے کیونکہ ان کی پوری فہرست کسی جگہ سے یک جا نہیں ملتی"۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ **الاستیعاب** میں ابنِ عبد البر نے اور **اُسُدُ الغابہ** میں ابنِ اثیر نے حضرت عباسؓ کی بیوی اُمّ الفضلؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ پہلی عورت تھیں جو حضرت خدیجہؓ کے بعد مسلمان ہوئیں۔ اگر یہ قول صحیح ہے تو تعداد ۱۳۴ ہو جاتی ہے۔

اس سے چند صفحے پہلے (سیرتِ سرورِ عالم ﷺ۔ ص ۱۳۴۔ حاشیہ) میں لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک حضور ﷺ کی پہلی تین صاحبزادیوں (حضرت زینبؓ۔ حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ) کا شمار ابتدائی مسلمانوں میں کیا جانا چاہیے۔ اور حضرت فاطمہؓ کے متعلق یہ سمجھنا چاہیے کہ انھوں نے ہوش ہی ایک مسلمہ و مومنہ کی حیثیت سے سنبھالا"۔ لیکن ۱۳۴ کی فہرست میں انھوں نے خود حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کے نام نہیں لکھے۔

۱۳۴ کی اِس فہرست میں ۲۹ صحابیات ہیں: خدیجۃ الکبریٰ (اُمّ المومنین)۔ اسماء بنتِ عمیس (حضرت جعفرِ طیّار کی اہلیہ)۔ صفیہ بنتِ عبد المطلب (حضور ﷺ کی پھوپھی + زبیر بن عوّام کی والدہ)۔ اروی بنتِ عبد المطلب (حضور ﷺ کی پھوپھی + طلیب بن عمیر کی والدہ)۔ سہلہ بنتِ سہیل (ابو حذیفہ کی اہلیہ) اروی بنتِ کریز (عثمانِ غنی کی والدہ) امیمہ یا امینہ بنتِ خلف خزاعیہ۔ خالد بن سعید کی اہلیہ)۔ اُمّ حبیبہ بنتِ ابو سفیان (اس وقت عبید اللہ بن جحش کی بیوی تھیں۔ عبید اللہ حبشہ میں عیسائی ہو کر مرا۔ بعد میں اُمّ حبیبہ کو مومنوں کی ماں بننے کا شرف حاصل ہوا)۔ اسماء بنتِ ابو بکر۔ اُمّ رومان (ابو بکر کی اہلیہ)۔ صعبہ بنت الحضرمی (طلحہ بن عبید اللہ کی والدہ)۔ شفا بنتِ عوف (عبد الرحمٰن بن عوف کی والدہ)۔ رملہ بنتِ ابی عوف (مُطّلب بن ازہر کی اہلیہ)۔ فاطمہ بنتِ خطّاب (حضرت عمر کی بہن + سعید بن زید بن عمرو کی

الہیہ)۔ لیلیٰ بنتِ ابی حثمہ (عامر بن ربیعہ کی بیوی)۔ فاطمہ بنت مجلّل (حاطب بن حارث کی الہیہ)۔ فکیہہ بنتِ یسار (حطّاب بن حارث کی الہیہ)۔ اُمِّ سلمہ (ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد کی الہیہ جو بعد میں اُمُّ المؤمنین بنیں)۔ اسماء بنتِ سلامہ تمیمیہ (عیّاش بن ابی ربیعہ کی الہیہ)۔ اُمِّ کلثوم بنت سہیل (ابو سبرہ بن ابی رہم کی الہیہ + ابو جندل کی بہن)۔ سودہ بنتِ زمعہ (سکران بن عمرو کی الہیہ، جو ان کی وفات کے بعد اُمُّ المؤمنین بنیں)۔ بقدیا فاطمہ بنتِ علقمہ (سلیط بن عمرو کی الہیہ)۔ اُمِّ ایمن برکہ (جو حضور ﷺ کی منہ بولی ماں تھیں)۔ زنّیرہ رومیہ۔ حمامہ (بلالِ حبشی کی والدہ)۔ لبیبہ۔ اُمِّ عیس۔ سُمیّہ (عمّارِ یاسر کی والدہ۔ اسلام کی پہلی شہید خاتون)۔ اُمِّ فضل لبابہ بنتِ حارث (حضرت عباسؓ کی الہیہ + ام المؤمنین حضرت میمونہ کی بہن) رضی اللہ عنہن و رضی اللہ عنہم۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ **شیخ محمد رضا**، **پیر محمد کرم شاہ** اور ڈاکٹر **یاسین مظہر صدیقی** نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نام پہلے مسلمانوں میں لکھا ہے جسے ثابت کرنا مشکل ہے۔ شاید اسی لیے **سیرتِ سرورِ عالم** ﷺ میں ان کا نام نہیں ہے۔

مخدوم محمد ہاشم سندھی نے نبوت کے پہلے سال ایمان لانے والی صحابیات میں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی والدہ اُمِّ عبد کا نام لیا ہے۔ ان کا نام مولانا مودودی کی مذکورہ بالا فہرست میں نہیں ہے۔

پیر محمد کرم شاہ اور **یاسین مظہر صدیقی** نے مسعود بن القاری کا نام سابقینِ اسلام میں لکھا ہے۔ پیر محمد کرم شاہ نے عمرو بن عتبہ السلمی، حصین اور عمران بن حصین کے نام اور **یاسین مظہر صدیقی** نے عمرو بن عبسہ ازدی اور عمر بن حارث کے نام بھی اسی فہرست میں درج کیے ہیں۔ محمد **طاہر القادری** نے عفیف کندی کا ذکر پانچویں نمبر پر کیا ہے۔ اگرچہ یہ بھی لکھا ہے کہ انھوں نے اپنا ایمان چھپائے رکھا۔ **معین الدین** **ندوی** نے شجاع بن وہب، شمّاس بن عثمان اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ کو پہلے ایمان لانے والوں میں لکھا ہے۔ **نور بخش توکّلی** اور ڈاکٹر **نصیر احمد ناصر** نے ابوذر کا اور **مخدوم محمد ہاشم سندھی** نے ان کے علاوہ ان سے چند دن پہلے ایمان لانے والے انیس بن جُنادہ کے ایمان کا ذکر کیا ہے۔ ہاشم سندھی نے **عہدِ نبوّت کے ماہ و سال** میں معیقیب بن ابی فاطمہ اور عتبہ بن غزوان کو بھی نبوت کے پہلے سال میں ایمان لانے والوں میں شمار کیا ہے۔ **سیرتِ سرورِ عالم** ﷺ کی محولہ بالا ۱۰۵ صحابہؓ کی فہرست میں یہ نام نہیں ہیں۔ اگر واقعی یہ لوگ بھی پہلے تین برسوں میں مسلمان ہو چکے ہوں تو تعداد ڈیڑھ سو (۱۵۰) تک پہنچ جاتی ہے۔

ہجرتِ حبشہ کرنے والے مسلمان

پہلی ہجرتِ حبشہ اعلانِ نبوّت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں ہوئی اور دوسری چھٹے سال کے آغاز میں۔ پہلی بار ۱۸ یا بقولِ **ابنِ اسحاق** ۳۶ اور دوسری مرتبہ ۱۰۸، ۱۰۹ خواتین و حضرات نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ کچھ لوگ دونوں ہجرتوں میں شامل رہے۔ یوں، ایک سو سے زاید مومنین و مومنات نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

حبشہ کی طرف جن صحابیاتؓ نے ہجرت کی، ان کے اسماءِ گرامی یہ ہیں: حضرت رقیہؓ (بنتِ رسولِ کریم ﷺ + عثمانِ غنی کی الہیہ)۔ حضرت اُمِّ سلمہ (ابو سلمہؓ کی الہیہ جنھیں بعد میں ہماری ماں بننے کا شرف نصیب ہوا)۔ سہلہ بنتِ سہیل بن عمرو (ابو حُذیفہ کی الہیہ۔ **غلام ربانی عزیز** نے ان کا نام سیلہ لکھا ہے جو درست نہیں)۔ لیلیٰ بنتِ ابی حثمہ (عامر بن ربیعہ کی الہیہ۔ **رفیع اللہ شہاب** نے سیرۃ ابنِ اسحاق کا ترجمہ کرتے ہوئے لیلیٰ کو مصعب بن عوف کی الہیہ لکھ دیا ہے جو غلط ہے۔ **ابنِ اسحٰق** کی کتاب میں یہ غلطی نہیں

ہے۔ اُمِّ ایمن (حضور ﷺ کی کنیز/ منہ بولی ماں۔ **ابنِ عبدالبر**' **ابنِ اثیر** اور **مرتضیٰ حسین فاضل** انھیں مہاجرین میں شامل گردانتے ہیں) اُمِّ کلثوم بنتِ سہیل بن عمرو (ابو سبرہ بن ابی رُہم کی اہلیہ۔ **عیون الاثر**' **شرحِ مواہب**' **اُسد الغابہ** اور **تذکارِ صحابیات** میں انھیں ہجرت کرنے والوں میں لکھا ہے' **ابنِ اسحاق** اور **عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب** نے نہیں) **ابنِ اسحاق** نے لکھا ہے کہ حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں سے قبل مکّہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے ۳۶ تھے۔ انھوں نے مذکورہ بالا صحابیات کے علاوہ اُمِّ یقظہ بنتِ علقمہ' سودہ بنتِ زمعہ (سکران بن عمرو کی اہلیہ جو ان کی وفات کے بعد اُمّ المؤمنین بنیں) کے نام بھی لکھے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھم و رضی اللہ تعالیٰ عنھن)

ان کے علاوہ جو صحابیات دوسری ہجرتِ حبشہ میں شریک تھیں' ان کے اسماء یہ ہیں:
اسماء بنتِ عمیس (جعفرِ طیّار کی اہلیہ)۔ فاطمہ بنتِ صفوان (عمرو بن ابو اُحیحہ کی اہلیہ)۔ امینہ یا امیمہ بنتِ خلف خزاعیہ (خالد بن سعید بن العاص کی اہلیہ۔ **مختصر سیرۃ الرسول** ﷺ میں ان کا نام نہیں ہے) اُمِّ حبیبہ بنتِ ابوسفیان (جو بعد میں مسلمانوں کی ماں بنیں)۔ برکہ بنتِ یسار (قیس بن عبداللہ کی اہلیہ)۔ حرملہ بنتِ عبدالاسود (جہم بن قیس کی اہلیہ۔ **ابنِ حبیب** نے ان کا نام حرملہ لکھا ہے' **ابوعمر** اور **طبری** نے حریملہ۔ ابو الاعلیٰ مودودی نے اُمِّ حرملہ لکھا ہے جو درست نہیں۔ **مختصر سیرۃ الرسول** ﷺ میں ان کے والد کا نام عبدالدار لکھا ہے جو درست نہیں) رملہ بنتِ ابی عوف (مُطّلب بن ازہر کی اہلیہ۔ **مختصر سیرۃ الرسول** ﷺ میں ان کے والد کا نام ابی عون لکھا ہے اور انھیں قبیلہ بنو زہرہ سے بتایا ہے' دونوں باتیں درست نہیں)۔ ریطہ بنت الحارث (حارث بن خالد بن صخر کی اہلیہ)۔ فکیہہ بنتِ یسار (خطّاب بن حارث کی اہلیہ۔ **اسد الغابہ**' **طبقاتِ ابنِ سعد**' **مختصر سیرۃ الرسول** ﷺ اور **سِیَرُ الصّحابہ** میں ان کے خاوند کا نام خطّاب لکھا ہے' **ابو الاعلیٰ مودودی** نے حطّاب)

حسنہ (جنادہ بن سفیان کی اہلیہ) عمرو بنت السعدی (حضرت سودہؓ کے بھائی مالک بن زمعہ کی بیوی۔ بعض لوگوں نے ان کا نام عمیرہ لکھا ہے۔ **اُسد الغابہ** کے ترجمے میں غلطی سے ان کے سسر کا نام زمعہ کے بجائے ربیعہ لکھا گیا ہے) حرملہ بنتِ مالک (ان کا نام **عبداللہ بن محمد** نے مختصر سیرۃ الرسول ﷺ میں **ابنِ اسحاق** کے حوالے سے لکھا ہے لیکن **سیرتِ ابنِ اسحاق** میں حرملہ کا نام نہیں ہے)۔ خُزیمہ بنت جہم (ابنِ اثیر نے انھیں لڑکی لکھا ہے' **ابنِ اسحاق** اور **سیّد مودودی** نے لڑکا)۔ **مختصر سیرۃ الرّسُول** ﷺ میں فاطمہ' عائشہ اور زینب نام کی تین دیگر صحابیات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ رضی اللہ عنھن و رضی اللہ عنھم۔

حبشہ کی طرف کی جانے والی دو ہجرتوں میں جن صحابہ و صحابیاتؓ نے حصہ لیا' ان کی تفصیلات میری کتاب "ہجرتِ حبشہ" میں موجود ہے۔

مکّی زندگی میں ایمان لانے والے مہاجر صحابہؓ

آنسہؓ (غلامِ مُصطفٰی ﷺ): حضرت آنسہؓ حضور اکرم ﷺ کے غلام تھے اور **معین الدین ندوی** طبقاتِ ابنِ سعد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ دعوتِ اسلام کی ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ **ابنِ ہشام** نے انھیں مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام آنسہؓ اور کبشہ نے حضرت حمزہؓ کے ساتھ مدینہ ہجرت کی۔

ابنِ اُمِّ مکتومؓ: انھوں نے دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضور ﷺ نے جب مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا تو یہ بھی مدینہ ہجرت کر گئے۔ حضور ﷺ نے ہجرت کے بعد ان کو مؤذن کے منصب پر مامور کر دیا اور رمضان میں ان کی اذان پر لوگ کھانا پینا بند کر دیتے تھے۔ حضرت ابنِ اُمِّ مکتومؓ نابینا تھے مگر جہاد میں شرکت کا بہت شوق تھا۔ یہ کبھی کبھی غزوات میں بھی شریک ہوئے اور **اصابہ** اور **استیعاب** میں

ہے' کہتے تھے کہ مجھے جھنڈا دے کر دو صفوں کے درمیان کھڑا کر دو۔ میں نابینا ہوں اس لیے بھاگنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ نابینا ہونے کے باوجود مسجدِ نبوی ﷺ میں نماز ادا کرنے کے لیے آیا کرتے تھے۔ حالانکہ ان کا گھر مسجدِ نبوی سے دور تھا۔ انھیں حضور ﷺ نے ۱۳ بار نیابت کا اعزاز بخشا جس میں وہ مسجدِ نبوی ﷺ میں امامت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ حافظِ قرآن تھے اور مدینہ آنے والوں کو قرائت سکھاتے تھے۔

ابو الروم بن عُمَیر بن ہاشمؓ: ابنِ ہشام نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں یہ بھی دوسرے صحابۂ کرام کے ساتھ گئے تھے۔

ابو احمد بن جحشؓ: حضرت ابو احمدؓ حضورِ اکرم ﷺ کی پھوپھی حضرت امیمہ بنتِ عبد المطلب کے بیٹے تھے۔ حضرت ابو احمد بن جحش اوّل ایمان لانے والوں میں سے تھے۔ یہ نابینا تھے مگر مکّہ کے نشیب و فراز میں بغیر کسی ساتھی کے گھومتے پھرتے تھے۔ عبد اللہؓ بن جحش نے اپنے اہل و عیال اور بھائی ابو احمد بن جحش کے ساتھ مدینہ ہجرت کی اور مدینہ میں حضرت بشیر بن عبد المنذر کے ہاں ٹھہرے۔ حضرت ابو احمد کی مدینہ ہجرت کے بعد ابو سفیان نے ان کا مکان بیچ ڈالا جس کا انھیں دکھ پہنچا۔ جب فتحِ مکہ کے دن مسلمان فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت ابو احمد ﷺ نے اپنے مکان کا سب کے سامنے مطالبہ کر دیا۔ اس موقع پر حضور ﷺ نے حضرت عثمان کے ذریعے ان کو چپکے سے کچھ کہلا بھیجا۔ اس کے بعد انھوں نے آخر دم تک اس مکان کے متعلق کوئی لفظ نہ کہا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آقا حضور ﷺ نے حضرت عثمان کے ذریعے کہلایا تھا کہ تم اس مکان کو جانے دو۔ اس کے عوض تم کو خلدِ بریں میں قصر ملے گا۔

ابو بردہ اشعریؓ: حضرت ابو بردہؓ کا اصل نام عامر تھا مگر یہ ابو بردہؓ کی کُنیت سے مشہور ہوئے۔ یہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے بھائی ہیں اور ابنِ اثیر کے مطابق یہ اپنے بھائی کے ساتھ ہی مسلمان ہوئے اور ان کے ساتھ ہی حبشہ گئے تھے۔ اور پھر وہاں سے حضرت جعفرِ طیّار کے ہمراہ مدینہ آئے۔

ابو برزہ اسلمیؓ: ان کا اصل نام فضلہ تھا مگر کُنیت ابو برزہؓ سے مشہور تھے۔ حضرت ابو برزہؓ

دعوتِ اسلامی کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت ابو برزہؓ صبح شام فقرا و مساکین کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

ابو بکر صدّیقؓ: حضرت ابو بکر صدیق مردوں میں سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ پر ایمان لائے اور ہر مشکل اور نازک موقع پر حضور ﷺ کا ساتھ دیا۔ حضور ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کے موقع پر حضرت ابو بکر صدّیق کے علاوہ کسی کو ساتھ نہ لیا۔ ایک بار حضور ﷺ نے رات کو آسمان کی طرف نگاہ دوڑائی اور فرمایا کہ حضرت عمرؓ کی نیکیاں آسمان کے تاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کو اپنے والد کی یاد آئی۔ عرض کی یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے والد کے بارے میں کیا خیال ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "ابو بکرؓ کی غار والی نیکی ان سب پر بھاری ہے"۔

ابو حُذیفہ بن عتبہؓ: حضرت ابو حذیفہ کا باپ عتبہ بن ربیعہ مسلمانوں اور اسلام کا سخت مخالف تھا مگر ان کے بیٹے حضرت ابو حُذیفہ اس وقت مسلمان ہوئے جب حضور ﷺ ابھی دارِ ارقم میں نہیں گئے تھے۔ انھوں نے دو بار حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنتِ سہیل بھی شریک تھیں۔ حبشہ میں محمد بن ابو حذیفہ پیدا ہوئے۔ جب ابو حذیفہ حبشہ سے واپس آئے تو مکہ میں مدینہ کی طرف ہجرت کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اس پر وہ حضرت سالمؓ کو لے کر مدینہ پہنچے۔ اور حضرت عبادہ بن بشر کے مہمان بنے۔

ابو ذر غفاریؓ: حضرت ابو ذرؓ کا قبیلہ رہزنی کرتا تھا اور اسی طرح یہ بھی بہت مشہور راہزن تھے۔ اور نہایت جرأت اور دلیری سے تنہا ہی قبائل کو لُوٹتے تھے مگر کچھ عرصہ بعد ان کی زندگی میں ایک تبدیلی آئی اور انھوں نے سب کچھ چھوڑ کر خدا کی پرستش شروع کر دی۔ یہ بُتوں کی پوجا نہیں کرتے۔ جب حضورِ اکرم ﷺ کی نبوّت کا اعلان ان تک پہنچا تو یہ آپ ﷺ کی تلاش میں مکّہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ حضور ﷺ نے اسلام چُھپانے کے لیے فرمایا تو کہنے لگے کہ میں اسلام نہیں چُھپا سکتا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ایک بار ان کے بارے میں فرمایا کہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ابو ذرؓ سے زیادہ سچّا کوئی نہیں ہے۔ حضرت ابو ذرؓ غفاری اوّلین اسلام لانے والوں میں تھے۔

ابو رہم اشعریؓ: یہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے بھائی ہیں۔ انھوں نے بھائی کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا اور ان ہی کے ساتھ حبشہ گئے اور وہاں سے حضرت جعفرِ طیّار کے ساتھ خیبر کے زمانہ میں مدینہ پہنچے۔ **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ خیبر میں یہ شریک نہ تھے مگر حضور ﷺ نے خیبر کے مالِ غنیمت میں ان کا حصہ بھی لگایا اور فرمایا۔ تم لوگ دوہرے مہاجر ہو' ایک مکّہ سے حبشہ کی ہجرت اور دوسری حبشہ سے مدینہ کو۔

حضرت ابو سبرہؓ: حضرت ابو سبرہؓ قدیم الاسلام تھے اور حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شامل تھے۔ ہجرتِ حبشہ دُوم میں ان کی بیوی اُمّ کلثوم بنتِ سہیل بھی ان کے ساتھ تھیں۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد دوسرے مہاجرین کے ساتھ حبشہ سے مدینہ آئے اور مقدر بن محمد کے ہاں اترے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ واپس مکہ آ گئے اور حضرت عثمان کے عہد میں فوت ہوئے۔

ابو سلمہؓ: حضرت ابو سلمہؓ حضور ﷺ کی پھوپھی برّہ بنت عبد المطّلب کے بیٹے تھے۔ حضرت ابو سلمہؓ کا اسلام لانے والوں میں گیارھواں نمبر بتایا جاتا ہے۔ **ابنِ اسحاق** ان کے اسلام لانے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو سلمہؓ بن عبد الاسد' حضرت ابو عبیدہ بن حارث' حضرت ارقم بن ابو ارقم اور حضرت عثمان بن مظعون اکٹھے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو ان حضرات نے فوراً" اسلام قبول کر لیا۔ غزوۂ اُحد میں حضرت ابو سلمہؓ زخمی ہو گئے۔ ایک ماہ تک علاج کروایا۔ زخم بظاہر ٹھیک ہو گیا مگر یہ مکمل صحت یاب نہ ہو سکے۔ محرّم ۴ ہجری میں ایک سریّہ پر گئے اور کامیاب لوٹے مگر زخم عود کر آیا۔ اور جمادی الآخر ۴ ہجری میں فوت ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی تو خلافِ معمول نو تکبیریں کہیں۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ یہ تو ہزار تکبیروں کے مستحق تھے۔ حضرت ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد ان کی بیوی حضرت اُمّ سلمہؓ حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

ابو سنان بن محصنؓ: حضرت ابو سنان بن محصن حضرت عکاشہ بن محصن کے بھائی ہیں۔ **معین الدین ندوی** کے مطابق حضرت ابو سنان کے زمانہ اسلام کا صحیح تعیّن نہیں ہو سکا مگر

یہ بات مسلّم ہے کہ یہ اذنِ ہجرت سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے اور جنگِ بدر سے پہلے مدینہ آ گئے تھے۔ یہ بنو قریظہ کے محاصرہ کے دوران انتقال کر گئے تھے۔

ابو عبیدہ بن الجراحؓ: حضرت ابو عبیدہؓ کے بارے میں **ابنِ سعد** لکھتے ہیں کہ یہ حضرت ابو بکر صدّیق کی تبلیغ پر مسلمان ہوئے تھے۔ اس وقت تک حضور ﷺ حضرت ارقم کے گھر نہیں گئے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر سب صحابہ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ غزوۂ اُحد میں جب حضور ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور زرہ کی دو کڑیاں چُبھ گئیں تو حضرت ابو عُبیدہ نے دانت سے پکڑ کر کھینچا جس کی وجہ سے ان کے دو دانت شہید ہو گئے۔

ابو فکیہہؓ: ان کا اصل نام یسار تھا اور ابو فکیہہ کُنیت تھی۔ یہ بنو عبد الدّار کے غلام تھے۔ اور دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کا آقا کافر تھا اس لیے اس نے ان پر بہت مظالم کیے۔ ایک دن صفوان بن اُمیّہ ان کو سزائیں دے رہا تھا کہ حضرت ابو بکر نے انھیں خرید اور آزاد کر دیا۔ آزادی کے بعد یہ ہجرتِ حبشہ دُوم میں دوسرے صحابہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ مگر مظالم سہتے سہتے کمزور ہو چکے تھے اس لیے بدر سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔

ابو قیس بن حارثؓ: حضرت ابو قیسؓ کا باپ اسلام کا دشمن تھا اور قرآن کا مذاق اڑاتا تھا۔ مگر انھوں نے دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں اسلام قبول کر لیا اور مسلمان ہونے کے بعد حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ اُحد' خندق وغیرہ سب غزوات میں شریک ہوئے۔

ابو مرثد کنانہ بن حصینؓ: حضرت ابو مرثدؓ نے دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور اذنِ ہجرت کے بعد مدینہ گئے۔ یہ حضرت حمزہؓ کے حلیف اور ان کے ہم عصر تھے۔ حضرت ابو بکر کے زمانہ میں ۱۲ ہجری میں فوت ہوئے۔

ابو موسیٰ اشعریؓ: حضرت ابو موسیٰ اشعری یمن کے رہنے والے تھے۔ جب ان کے کانوں میں اسلام کے بارے میں آواز پڑی تو یہ یمن سے مکہ پہنچے اور مسلمان ہو گئے۔ پھر اپنے علاقہ میں تبلیغ کے لیے گئے۔ ان کے قبیلہ کے تقریباً" پچاس آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا تو یہ ان کو بحری راستے سے لے کر مکّہ کی طرف چل پڑے۔ مگر ایک طوفان کی وجہ سے یہ کشتی حبشہ

کی طرف چلی گئی۔ جہاں حضرت جعفرؓ اور دوسرے صحابۂ کرام ہجرت کر کے پہلے سے موجود تھے۔ جب یہ مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو حضرت ابو مُوسیٰ اور ان کے آدمی قافلے میں شریک ہو کر مدینہ پہنچے۔ جب یہ مدینہ پہنچے تو حضور ﷺ خیبر فتح کر کے واپس آ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ابو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی دیا۔

اربد بن حمیرہؓ: ان کا نام اربد اور کنیت ابو مخشی تھی۔ اور یہ بنو اسد بن خُزیمہ سے تھے۔ **ابنِ اثیر** کے مطابق یہ مکہ میں مسلمان ہوئے اور ہجرت کر کے حبشہ گئے اور وہاں سے ہجرت کے زمانہ میں مدینہ آئے۔ **ابنِ ہشام** نے حضورِ اکرم ﷺ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے افراد کے ناموں میں حضرت اربد بن حمیرہ کا ذکر بھی کیا ہے۔

ارقم بن ارقمؓ: حضرت ارقمؓ سے پہلے دس یا گیارہ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت ارقم کے اسلام لانے کے بعد حضور ﷺ ان کے گھر میں تبلیغ اسلام کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ بھی ان کے گھر ہی میں مسلمان ہوئے تھے، اور حضرت عمرؓ کے اسلام لانے تک کم و بیش چالیس آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ جب ہجرتِ مدینہ کے موقع پر صحابۂ کرام ہجرت کرنے لگے تو یہ بھی ان کے ساتھ مدینہ پہنچے۔ وہاں حضور ﷺ نے انھیں بنی زریق کے محلّہ میں ایک زمین عطا فرمائی۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ ۵۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

اُسامہ بن زیدؓ: حضرت اُسامہؓ کے والد زید بن حارثہ حضور ﷺ کے محبوب غلام تھے اور منہ بولے بیٹے بھی تھے۔ حضور ﷺ نے ان کی شادی حضرت اُمّ ایمن سے کی جو حضور ﷺ کی کھلائی تھیں اور حضور ﷺ ان کو ماں کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ حضرت زید بن حارثہ اور حضرت اُمّ ایمن کے بیٹے اُسامہؓ سے بھی حضور ﷺ بہت محبّت فرماتے تھے۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں اگر کسی کو سفارش کروانی ہوتی تو وہ حضرت اُسامہ کے حوالے سے کی جاتی۔ حضرت اُسامہؓ کو حضور ﷺ کی خدمت کا زیادہ موقع ملتا کیونکہ یہ جب چاہتے آپ ﷺ کے نزدیک رہتے۔

اَسوَد بن نوفلؓ: حضرت اسودؓ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے اور ورقہ بن نوفل کے

بھائی تھے۔ ان کے والد نوفل اسلام کے سخت دشمن تھے۔ مگر حضرت اسودؓ نے اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں سے حضور ﷺ کے مدینہ جانے کے بعد وہاں گئے۔

انیس بن جُنادہؓ: حضرت انیس بن جنادہ کے بارے میں **مخدوم محمد ہاشم سندھی** لکھتے ہیں کہ حضرت ابوذر پہلے ایمان لائے اور ان سے چند دن پہلے ان کے بڑے بھائی انیس بن جنادہ مسلمان ہوئے تھے۔

ایاس بن بُکیرؓ: حضرت ایاسؓ بن بکیر حضور ﷺ کی ہجرتِ مدینہ سے پہلے مدینہ جانے والے مسلمانوں سے شامل تھے اور ان کے ساتھ ان کے بھائی عاقل، عامر اور خالد بھی تھے۔

ایمن بن عُبیدؓ: حضرت ایمنؓ کے والد حضرت عبیدؓ حبشی تھے۔ ان کی والدہ حضرت اُمّ ایمنؓ ہیں جو حضور ﷺ کی کھلائی تھیں۔ حضرت ایمنؓ کے والد کی وفات کے بعد حضرت اُمّ ایمن انھیں لے کر مدینہ سے مکہ واپس حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئیں تو حضرت ایمنؓ بن عبیدؓ کو حضور ﷺ نے اپنی زیرِ کفالت رکھا۔ یہ حضور ﷺ کے خدمت گاروں میں سے تھے۔ **ابنِ اسحاق** کے مطابق حضرت ایمنؓ کے ذمّے حضور ﷺ کی خدمت تھی۔ یہ ضرورت کے وقت حضور ﷺ کو پانی پیش کرتے تھے۔ **ابنِ اثیر** کے مطابق یہ آپ ﷺ کو لوٹا دینے پر مامور تھے۔ **ابنِ اسحاق** نے انھیں شہدائے حُنین میں شامل کیا ہے۔

بریدہ بن حصیب اسلمیؓ: یہ اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ حضورِ اکرم ﷺ مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے اور ان کے قبیلے کے پاس سے گزرے تو یہ انعام کے لالچ میں آپ ﷺ کے پاس آئے مگر آپ ﷺ کی نظرِ کرم کی وجہ سے اپنے ستّر ساتھیوں سمیت مسلمان ہو گئے۔ جب انھوں نے اسلام قبول کر لیا تو اس بات کی خواہش کا اظہار کیا کہ حضورِ اکرم ﷺ جب مدینہ کی بستی قبا میں داخل ہوں تو ایک جھنڈا ضرور ہونا چاہیے۔ اجازت پر انھوں نے اپنی دستار کو نیزہ پر باندھا اور پرچم بنا لیا۔ **ابنِ سعد** لکھتے ہیں کہ انھوں نے کچھ دنوں تک قرآن کی تعلیم حاصل کی اور واپس اپنے گھر لوٹ گئے۔ حضرت

کی طرف چلی گئی۔ جہاں حضرت جعفرؓ اور دوسرے صحابۂ کرام ہجرت کر کے پہلے سے موجود تھے۔ جب یہ مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو حضرت ابو مُوسیٰ اور ان کے آدمی قافلے میں شریک ہو کر مدینہ پہنچے۔ جب یہ مدینہ پہنچے تو حضور ﷺ خیبر فتح کر کے واپس آرہے تھے۔ آپ ﷺ نے ابو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی دیا۔

اربد بن حمیرہؓ: ان کا نام اربد اور کنیت ابو مخشی تھی۔ اور یہ بنو اسد بن خُزیمہ سے تھے۔ **ابنِ اثیر** کے مطابق یہ مکہ میں مسلمان ہوئے اور ہجرت کر کے حبشہ گئے اور وہاں سے ہجرت کے زمانہ میں مدینہ آئے۔ **ابنِ ہشام** نے حضورِ اکرم ﷺ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے افراد کے ناموں میں حضرت اربد بن حمیرہ کا ذکر بھی کیا ہے۔

ارقم بن ارقمؓ: حضرت ارقمؓ سے پہلے دس یا گیارہ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت ارقم کے اسلام لانے کے بعد حضور ﷺ ان کے گھر میں تبلیغ اسلام کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ بھی ان کے گھر ہی میں مسلمان ہوئے تھے، اور حضرت عمرؓ کے اسلام لانے تک کم و بیش چالیس آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ جب ہجرتِ مدینہ کے موقع پر صحابۂ کرام ہجرت کرنے لگے تو یہ بھی ان کے ساتھ مدینہ پہنچے۔ وہاں حضور ﷺ نے انھیں بنی زریق کے محلہ میں ایک زمین عطا فرمائی۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ ۵۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

اُسامہ بن زیدؓ: حضرت اُسامہؓ کے والد زید بن حارثہ حضور ﷺ کے محبوب غلام تھے اور منہ بولے بیٹے بھی تھے۔ حضور ﷺ نے ان کی شادی حضرت اُمِّ ایمن سے کی جو حضور ﷺ کی کھلائی تھیں اور حضور ﷺ ان کو ماں کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ حضرت زید بن حارثہ اور حضرت اُمِّ ایمن کے بیٹے اُسامہؓ سے بھی حضور ﷺ بہت محبّت فرماتے تھے۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں اگر کسی کو سفارش کروانی ہوتی تو وہ حضرت اُسامہ کے حوالے سے کی جاتی۔ حضرت اُسامہؓ کو حضور ﷺ کی خدمت کا زیادہ موقع ملتا کیونکہ یہ جب چاہتے آپ ﷺ کے نزدیک رہتے۔

اَسْوَد بن نوفلؓ: حضرت اسودؓ امّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے اور ورقہ بن نوفل کے

بھائی تھے۔ ان کے والد نوفل اسلام کے سخت دشمن تھے۔ مگر حضرت اسودؓ نے اسلام قبول کیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں سے حضور ﷺ کے مدینہ جانے کے بعد وہاں گئے۔

انیس بن جُنادہؓ: حضرت انیس بن جنادہ کے بارے میں **مخدوم محمد ہاشم سندھی** لکھتے ہیں کہ حضرت ابوذر پہلے ایمان لائے اور ان سے چند دن پہلے ان کے بڑے بھائی انیس بن جنادہ مسلمان ہوئے تھے۔

ایاس بن بُکیرؓ: حضرت ایاسؓ بن بکیر حضور ﷺ کی ہجرتِ مدینہ سے پہلے مدینہ جانے والے مسلمانوں سے شامل تھے اور ان کے ساتھ ان کے بھائی عاقل، عامر اور خالد بھی تھے۔

ایمن بن عُبیدؓ: حضرت ایمنؓ کے والد حضرت عبیدؓ حبشی تھے۔ ان کی والدہ حضرت اُمِّ ایمنؓ ہیں جو حضور ﷺ کی کھلائی تھیں۔ حضرت ایمنؓ کے والد کی وفات کے بعد حضرت اُمِّ ایمن انھیں لے کر مدینہ سے مکہ واپس حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئیں تو حضرت ایمنؓ بن عبیدؓ کو حضور ﷺ نے اپنی زیرِ کفالت رکھا۔ یہ حضور ﷺ کے خدمت گاروں میں سے تھے۔ **ابنِ اسحاق** کے مطابق حضرت ایمنؓ کے ذمّے حضور ﷺ کی خدمت تھی۔ یہ ضرورت کے وقت حضور ﷺ کو پانی پیش کرتے تھے۔ **ابنِ اثیر** کے مطابق یہ آپ ﷺ کو لوٹا دینے پر مامور تھے۔ **ابنِ اسحاق** نے انھیں شہدائے حُنین میں شامل کیا ہے۔

بریدہ بن حصیب اسلمیؓ: یہ اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ حضورِ اکرم ﷺ مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے اور ان کے قبیلے کے پاس سے گزرے تو یہ انعام کے لالچ میں آپ ﷺ کے پاس آئے مگر آپ ﷺ کی نظرِ کرم کی وجہ سے اپنے ستّر ساتھیوں سمیت مسلمان ہو گئے۔ جب انھوں نے اسلام قبول کر لیا تو اس بات کی خواہش کا اظہار کیا کہ حضورِ اکرم ﷺ جب مدینہ کی بستی قبا میں داخل ہوں تو ایک جھنڈا ضرور ہونا چاہیے۔ اجازت پر انھوں نے اپنی دستار کو نیزہ پر باندھا اور پرچم بنالیا۔ **ابنِ سعد** لکھتے ہیں کہ انھوں نے کچھ دنوں تک قرآن کی تعلیم حاصل کی اور واپس اپنے گھر لوٹ گئے۔ حضرت

بریدہ تمام غزوات میں شریک ہے۔ انھیں حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پذیرائی
حاصل تھی۔ آپ ﷺ ان سے بے تکلّف تھے اور ان کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے۔

بشیر بن حارث بن قیسؓ: حضرت بشیر بن حارث قریشی تھے اور حبشہ کی طرف ہجرت
کرنے والوں میں شریک تھے۔ **ابنِ ہشام** کے مطابق ہجرتِ حبشہ دُوُم میں شامل تھے۔ **ابنِ
اثیر** کہتے ہیں کہ یہ حبشہ سے غزوۂ بدر کے بعد حضور ﷺ کے پاس مدینہ پہنچے تو آپ
ﷺ نے انھیں بدر کے مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی دیا۔

بلالِ حبشیؓ: حضرت بلالؓ بنی جمح کے غلام تھے۔ اسلام کی ابتدا میں جن کمزور صحابۂ کرام پر
کفّار نے مظالم ڈھائے۔ ان میں حضرت بلال اور ان کی والدہ حمامہ بھی شامل تھیں۔ حضرت
بلالؓ کو کبھی انگاروں پر لٹایا جاتا اور کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں بٹھایا جاتا۔ غرض ان پر
مظالم کے لیئے نئے نئے طریقے ایجاد ہوتے اور کُفّار بار بار انھیں اسلام کو چھوڑنے کے لیے
کہتے مگر یہ صرف اَحَد اَحَد پکارتے رہتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انھیں آزاد کرا لیا اور یہ ہمیشہ کے
لیے حضورِ اکرم ﷺ کی غلامی میں آ گئے۔ **معارِجُ النبوت** میں لکھا ہے کہ حضرت
ابو سلمہؓ کے بعد اور حضورِ اکرم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے، مسلمان ٹولیوں
کی صورت میں مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو حضرت بلالؓ نے عمّار بن یاسر اور عبداللہ
بن مسعود کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور ان کے بعد حضرت عمرؓ نے بیس صحابۂ کرام
کے ہمراہ ہجرت کی تھی۔ **معارِجُ النبوّت** میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مدینہ جانے والے افراد
میں حضرت بلالؓ اور ان کے دونوں ساتھیوں کے نام بھی شامل ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ
نے انھیں مدینہ میں اذان دینے کے لیے مقرّر فرمایا تھا۔ ان کی آواز نہایت دلکش تھی۔

تمام بن عبیدہؓ: حضرت تمامؓ بن عبیدہ حضرت زبیر بن عبیدہ کے بھائی ہیں۔ یہ غنم بن
دودان بن اسد بن خزیمہ کی اولاد سے ہیں اور یہ ان لوگوں میں شامل ہیں جنھوں نے حضورِ اکرم
ﷺ کے ہمراہ مدینہ ہجرت کی تھی۔ **ابنِ اثیر** کے علاوہ ابنِ اسحاق بھی یہی لکھتے ہیں کہ
جب مسلمان رفتہ رفتہ مدینہ ہجرت کرنے لگے تو یہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ ہجرت
کر گئے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں۔

ثمامہ بن عدیؓ: حضرت ثمامہؓ کا نسبی تعلّق قریش سے تھا۔ **اصابہ** میں لکھا ہے کہ ان
کے زمانہ اسلام کے بارے میں تعیّن نہیں ہو سکا مگر اتنا معلوم ہے کہ یہ ابتدا ہی میں مسلمان ہو
گئے تھے۔ چنانچہ انھیں اہلِ سِیَر نے مہاجرینِ اوّل میں شامل کیا ہے۔

ثقیف بن عمروؓ: یہ بنی غنم بن دودان سے تھے اور حضرت صفوان کے بھائی تھے۔ **ابنِ
اثیر** کے مطابق انھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور اپنے حلف پر قائم رہے۔ ثقیف کے
ذکر میں **ابنِ اثیر** ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ نہیں لکھتے مگر ان کے بھائی حضرت صفوان کے ذکر
میں لکھتے ہیں کہ صفوان ان کے بھائیوں ثقیف، مدلج اور مالک نے اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ
ہجرت سے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور حضور ﷺ کے حکم پر دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ
مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

جابر بن سفیان بن معمرؓ: حضرت جابرؓ بن سفیان کے بارے میں ہے کہ انھوں نے اپنے
بھائی جنادہ، والد سفیان والدہ حسنہ اور اخیافی بھائی شُرَحْبیل کے ساتھ حبشہ ہجرت کی تھی۔ **ابنِ
اسحاق** نے لکھا ہے کہ حبشہ سے یہ اپنے گھر والوں کے ساتھ سرزمین حبش سے دو کشتیوں
میں سوار ہو کر آئے تھے اور وہ دونوں کشتیاں حضرت عمرؓ کے عہد میں غرق ہو گئی تھیں۔

جُبَیرؓ: حضرت جُبَیرؓ ایک یہودی عامر بن الحضرمی کے غلام تھے۔ حضور ﷺ کے قیامِ
مکّہ میں اکثر یہ آپ ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے اور پسِ پردہ اسلام قبول کر لیا تھا مگر ایک
تو اُن کے آقا مسلمان نہ ہوئے تھے اور دوسری بات یہ تھی کہ غلاموں پر مظالم کی وجہ سے بھی
انھوں نے اپنا اسلام ظاہر نہ کیا۔ حضرت جُبَیرؓ چونکہ حضور ﷺ کی خدمت میں آتے
رہتے تھے۔ اس لیے شُبہہ کی بنا پر کفار نے ان سے اسلام کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں
نے اسلام کا انکار کر دیا۔ مگر فتحِ مکّہ کے وقت یہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور اپنے اسلام اور گزشتہ مصائب کا حال بیان کیا۔ حضور ﷺ نے انھیں خرید کر آزاد
کر دیا۔

جعفرِ طیّارؓ: حضرت جعفرِ طیّار حضور ﷺ کے شفیق چچا حضرت ابو طالبؓ کے بیٹے اور
حضرت علیؓ کے بڑے بھائی تھے۔ حضور ﷺ ابھی دارِ ارقم میں مقیم نہیں ہوئے تھے کہ

یہ مسلمان ہو گئے۔ اس وقت صرف تیس آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ ان کے ساتھ ہی ان کی بیوی حضرت اسماء بنتِ عمیس نے بھی اسلام قبول کیا۔ جب مسلمان حبشہ کو ہجرت کر گئے اور نجاشی کے پاس پناہ لی، ان میں حضرت جعفرؓ اور اسماء بنتِ عمیس بھی تھے۔ جب کفّار مسلمانوں کے پیچھے تحائف لے کر نجاشی کے پاس پہنچے تو اس موقع پر مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفرؓ نے جو تقریر کی، وہ تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ اس تقریر کو سن کر نجاشی اس قدر رویا کہ اس کی ڈاڑھی تر ہو گئی اور اس نے کفّار کو مسلمان واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ اور ساتھ ہی اعلان کیا کہ جو شخص ان مہاجرین میں سے کسی کو ستائے گا، اس پر چار درہم جرمانہ کیا جائے گا۔ حضرت جعفر جب حبشہ سے واپس آئے تو انھیں معلوم ہوا کہ حضور ﷺ غزوۂ خیبر کے لیے تشریف لے گئے ہیں۔ اس لیے حضرت جعفرؓ بھی خیبر کے مقام پر پہنچے۔ انھیں دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ "میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے خیبر کی خوشی زیادہ ہے یا جعفرؓ کے آنے کی"۔ حضرت جعفرِ طیارؓ غزوۂ مُوتہ میں شہید ہوئے۔

جعیلؓ: حضرت جعالؓ قدیم الاسلام ہیں۔ **ابنِ اثیر** ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا نام جعیل بن سراقہ غفاری ہے جبکہ بعض ضمیری بعض لوگ ثعلبی اور بعض انھیں بنی سواد کے خاندان سے کہتے ہیں جو بنی سلمہ کی ایک شاخ ہے۔ **ابنِ اسحاق** کے سوا اور لوگوں نے ان کا نام جعال بتایا ہے۔ حضرت جعالؓ کی آنکھ قرینہ میں جاتی رہی تھی اور بظاہر بہت بدصورت اور کالے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کی تعریف کر کے ان کے ایمان پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔
ایک بار حضور ﷺ نے اقرع بن حابس کو اور عُیَینہ بن حصن کو سو سو اونٹ دیئے تو کسی نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت جعیلؓ کو تو آپ ﷺ نے کچھ نہیں دیا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تمام رُوئے زمین پر عُیَینہ اور اقرع جیسے لوگ جمع ہو جائیں تو جعیل مجھے ان سب سے زیادہ محبوب ہے۔ **ابنِ اسحاق** کے مطابق شعبان ۶ ہجری میں بنو مُصطلق کی طرف جہاد کیا تو حضور ﷺ نے حضرت جعیلؓ کو مدینہ کا خلیفہ مقرر فرمایا۔

جنادہ بن سفیان بن معمرؓ: **ابنِ ہشام** نے حضرت جنادہ بن سفیان اور ان کے بھائی جابر

بن سُفیان کے بارے میں لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے والدین کے ساتھ حبشہ ہجرت کی تھی۔ اور ان کے ساتھ ان کے اخیافی بھائی کی شُرَحبیل بن حسنہ بھی تھے۔

جہم بن قیسؓ: ان کی والدہ کا نام رہیمہ تھا۔ یہ دعوتِ اسلام کے شروع میں ہی ایمان لے آئے تھے اور ہجرتِ حبشہ دوم میں بیوی بچوں سمیت گئے تھے۔ وہیں ان کی بیوی حرملہ نے وفات پائی تھی۔

حاتم بن ابی بلتعہؓ: ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے جن صحابہ کرام نے مدینہ کو ہجرت کی ان میں حضرت حاتم بن ابی بلتعہ کا نام بھی شامل ہے۔

حارث بن ابی ہالہؓ: حضرت حارث بن ابی ہالہ حضور ﷺ کے ربیب تھے یعنی اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے پہلے شوہر کے بیٹے تھے۔ **اصابہ** میں لکھا ہے کہ جب پہلی مرتبہ علانیہ نماز باجماعت حرم کعبہ میں ہوئی تو کفّار نے ہنگامہ کر دیا اور حضور ﷺ پر حملہ کر دیا۔ اس موقع پر حضرت حارث حضور ﷺ کو بچاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ یہ اسلام کے پہلے شہید ہیں۔ **شبلی نعمانی** لکھتے ہیں کہ ان کی شہادت کے وقت چالیس افراد مسلمان ہو چکے تھے۔

حارث بن حارثؓ: حضرت حارث بن حارث قریشی سہمی تھے اور دوسری ہجرتِ حبشہ میں اپنے بھائیوں بشیر بن حارث اور معمر بن حارث کے ساتھ گئے تھے۔ **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ ان کے والد طبیب اور حکیم تھے اور اپنی قوم کے شریف لوگوں میں سے تھے۔

حارث بن خالدؓ: حضرت حارث بن خالد بنی تیم سے تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ یہ دعوتِ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسلمان ہوئے اور ہجرتِ حبشہ دُوم میں اپنی بیوی کے ہمراہ شریک ہوئے۔ **اصابہ** میں لکھا ہے کہ حبشہ میں ان کے ہاں ایک بیٹا مُوسیٰ بن حارث اور تین بیٹیاں عائشہ، زینب اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ یہ اپنے بیوی بچوں کو لے کر حبشہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو راستے میں ایک مقام پر پانی پیا۔ اس پانی کو پینے سے ان کے سوا سب گھر والے فوت ہو گئے اور یہ اکیلے مدینہ طیّبہ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس پہنچے اور حضور ﷺ نے ان کی شادی حضرت یزید بن ہاشم کے غلام کی بیٹی سے

کردی۔

حارث بن عبدِ قیسؓ: حضرت حارثؓ بن عبد قیس کو **ابنِ ہشام** نے ہجرتِ حبشہ دُوم میں شامل افراد کی فہرست میں شامل کیا ہے۔ اور ان کے ساتھ ان کے بھائی سعد بن عبد قیس کا نام بھی لکھا ہے۔

حارث بن عدیؓ: **ابنِ ہشام** نے حارث بن عدی کو ہجرتِ حبشہ دوم کے افراد میں شامل کیا ہے۔ ان کے ساتھ ان کے بیٹے بشیر بن حارث بن قیس کا بھی ذکر ہے۔

حاطب بن ابی بلتعہؓ: حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کا آبائی وطن یمن تھا مگر مکہ میں غلامی یا حلیفانہ تعلق کی وجہ سے غنم رہتے تھے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ بعض انھیں بنو غنم بن عدی کا فرد بتاتے ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ بنو اسد کے حلیف تھے۔ **ابنِ سعد** کے مطابق حضرت حاطبؓ نے ہجرت سے پہلے اسلام قبول کیا اور جب مدینہ ہجرت کا حکم ملا تو یہ اپنے غلام حضرت سعدؓ کے ساتھ مدینہ ہجرت کر گئے اور حضرت منذر بن محمد انصاری کے گھر ٹھہرے۔

حاطب بن حارثؓ: حضرت حاطب بن حارث دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرتِ حبشہ دوم میں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ گئے تھے۔ مگر یہ حبشہ ہی میں فوت ہو گئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی بیوی بچے حبشہ سے مدینۂ طیبہ ہجرت کر گئے۔

حاطب بن عَمْرو بن عبدِ شمسؓ: حضرت حاطبؓ بن عمْرو حضورِ اکرم ﷺ کے ارقم کے گھر تشریف لانے سے پہلے مسلمان ہوئے۔ ہجرتِ حبشہ اوّل میں حضرت حاطبؓ بن عمْرو کی شرکت کے بارے میں **ابنِ اسحاق** کہتے ہیں کہ یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے حبشہ ہجرت کی۔ **ابنِ سعد** نے **واقدی** کے حوالے سے ان کا نام شامل کیا ہے اور **ابنِ ہشام** لکھتے ہیں کہ حضرت ابو سبرہؓ نہیں تھے بلکہ یہ تھے۔ **شبلی نعمانی** نے اصابہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ سب سے پہلے انہی نے ہجرت کی۔ **ابنِ سعد** لکھتے ہیں کہ یہ حبشہ سے مدینہ گئے اور رفاعہ بن عبد المنذر کے ہاں ٹھہرے۔

حُذیفہ بن یمانؓ: حضرت حذیفہؓ کے والد مکّی تھے اور ایک قتل کرنے کی وجہ سے مدینہ جا کر آباد ہو گئے تھے۔ وہیں حذیفہؓ پیدا ہوئے۔ حضرت حذیفہ نے شروع ہی میں اسلام قبول کر

لیا تھا۔ جب یہ حضور ﷺ کی خدمت میں مکّہ پہنچے تو آپ ﷺ نے عرض کیا کہ یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! میں مہاجر ہوں یا انصاری؟ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ مہاجر کہلاؤ یا انصاری، تمھیں اختیار ہے۔ انھوں نے عرض کی میں انصاری بننا پسند کروں گا۔ اور جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ جانے لگے تو یہ بھی مدینہ چلے گئے۔

حصین بن حارث بن مُطّلبؓ: حضرت حصینؓ بن حارث، عُبیدہ بن حارث اور طفیل بن حارث کے بھائی ہیں۔ ان کے بارے میں **ابنِ ہشام** لکھتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے صحابۂ کرام کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا اور تمام مسلمان یکے بعد دیگرے آہستہ آہستہ مدینہ جانے لگے تو یہ تینوں بھائی بھی مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ اور تینوں بھائی بدر میں شریک تھے۔ **ابنِ اسحاق** لکھتے ہیں کہ عبیدہ جنگِ بدر میں شہید ہوئے۔ حصین تمام غزوات میں شریک رہے۔

حصینؓ: **پیر محمد کرم شاہ** نے حضرت حصینؓ کو سابقینِ اسلام میں لکھا ہے لیکن ان کے والد یا قبیلے کے بارے میں کوئی معلومات نہیں دیں۔

حمزہ بن عبد المطّلبؓ: حضرت حمزہؓ حضور ﷺ کے چچا تھے۔ یہ اس وقت مسلمان ہوئے جب حضور ﷺ دارِ ارقم میں تھے۔ ان کے ایمان لانے کا واقعہ یوں ہے کہ ایک دن حسبِ معمول شکار سے واپس آئے تو ایک لونڈی نے کہا۔ اے ابو عمارہ! آپ کے بھتیجے محمد ﷺ کا وعظ سن کر ابو جہل نے تھوڑی دیر پہلے انھیں گالیاں دیں اور بُری طرح ستایا ہے۔ آپ کے بھتیجے خاموشی سے چلے گئے۔ یہ سن کر حضرت حمزہؓ کو جوش آگیا۔ وہ سیدھے ابو جہل کے پاس پہنچے اور کمان اس کے سر پر زور سے ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ اور پھر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت حمزہؓ کو غزوہ اُحد میں وحشی نے قتل کیا اور جب حضور ﷺ نے ان کے ناک اور کان کٹے ہوئے دیکھے تو آپ کی چیخیں نکل گئیں اور فرمایا مجھ پر ایسی مصیبت کبھی نہیں آئی اور میں نے ایسا دردناک منظر کبھی نہیں دیکھا۔ حضور ﷺ نے ان کا ستّر سے زیادہ بار جنازہ پڑھا۔

خالد بن بُکیرؓ: **ابنِ ہشام** نے حضرت خالد بنؓ بُکیر کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ حضور

کر دی۔

حارث بن عبدِ قیسؓ: حضرت حارثؓ بن عبد قیس کو **ابنِ ہشام** نے ہجرتِ حبشہ دُوم میں شامل افراد کی فہرست میں شامل کیا ہے۔ اور ان کے ساتھ ان کے بھائی سعد بن عبد قیس کا نام بھی لکھا ہے۔

حارث بن عدیؓ: ابنِ ہشام نے حارث بن عدی کو ہجرتِ حبشہ دوم کے افراد میں شامل کیا ہے۔ ان کے ساتھ ان کے بیٹے بشیر بن حارث بن قیس کا بھی ذکر ہے۔

حاطب بن ابی بلتعہؓ: حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کا آبائی وطن یمن تھا مگر مکہ میں غلامی یا حلیفانہ تعلق کی وجہ سے غنم رہتے تھے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ بعض انھیں بنو غنم بن عدی کا فرد بتاتے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں قبیلہ بنو اسد کے حلیف تھے۔ **ابنِ سعد** کے مطابق حضرت حاطبؓ نے ہجرت سے پہلے اسلام قبول کیا اور جب مدینہ ہجرت کا حکم ملا تو یہ اپنے غلام حضرت سعدؓ کے ساتھ مدینہ ہجرت کر گئے اور حضرت منذر بن محمد انصاری کے گھر ٹھہرے۔

حاطب بن حارثؓ: حضرت حاطب بن حارث دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرتِ حبشہ دوم میں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ گئے تھے۔ مگر یہ حبشہ ہی میں فوت ہو گئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی بیوی بچے حبشہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے۔

حاطب بن عمرو بن عبدِ شمسؓ: حضرت حاطبؓ بن عمرو حضورِ اکرم ﷺ کے ارقم کے گھر تشریف لانے سے پہلے مسلمان ہوئے۔ ہجرتِ حبشہ اوّل میں حضرت حاطبؓ بن عمرو کی شرکت کے بارے میں **ابنِ اسحاق** کہتے ہیں کہ یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے حبشہ ہجرت کی۔ **ابنِ سعد** نے **واقدی** کے حوالے سے ان کا نام شامل کیا ہے اور **ابنِ ہشام** لکھتے ہیں کہ حضرت ابو سبرہؓ نہیں تھے بلکہ یہ تھے۔ **شبلی نعمانی** نے اصابہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ سب سے پہلے انھی نے ہجرت کی۔ **ابنِ سعد** لکھتے ہیں کہ یہ حبشہ سے مدینہ گئے اور رفاعہ بن عبد المنذر کے ہاں ٹھہرے۔

حُذَیفہ بن یمانؓ: حضرت حذیفہؓ کے والد مکّی تھے اور ایک قتل کرنے کی وجہ سے مدینہ جا کر آباد ہو گئے تھے۔ وہیں حذیفہؓ پیدا ہوئے۔ حضرت حذیفہ نے شروع ہی میں اسلام قبول کر

لیا تھا۔ جب یہ حضور ﷺ کی خدمت میں مکہ پہنچے تو آپ ﷺ نے عرض کیا کہ یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! میں مہاجر ہوں یا انصاری؟ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ مہاجر کہلاؤ یا انصاری، تمھیں اختیار ہے۔ انھوں نے عرض کی میں انصاری بننا پسند کروں گا۔ اور جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ جانے لگے تو یہ بھی مدینہ چلے گئے۔

حصین بن حارث بن مُطّلبؓ: حضرت حصینؓ بن حارث، عُبیدہ بن حارث اور طفیل بن حارث کے بھائی ہیں۔ ان کے بارے میں **ابنِ ہشام** لکھتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے صحابۂ کرام کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا اور تمام مسلمان یکے بعد دیگرے آہستہ آہستہ مدینہ جانے لگے تو یہ تینوں بھائی بھی مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ اور تینوں بھائی بدر میں شریک تھے۔ **ابنِ اسحاق** لکھتے ہیں کہ عبیدہ جنگِ بدر میں شہید ہوئے۔ حصین تمام غزوات میں شریک رہے۔

حصینؓ: پیر محمد کرم شاہ نے حضرت حصین کو سابقینِ اسلام میں لکھا ہے لیکن ان کے والد یا قبیلے کے بارے میں کوئی معلومات نہیں دیں۔

حمزہ بن عبد المطّلبؓ: حضرت حمزہؓ حضور ﷺ کے چچا تھے۔ یہ اس وقت مسلمان ہوئے جب حضور ﷺ دارِ ارقم میں تھے۔ ان کے ایمان لانے کا واقعہ یوں ہے کہ ایک دن حسبِ معمول شکار سے واپس آئے تو ایک لونڈی نے کہا۔ اے ابُو عمّارہ! آپ کے بھتیجے محمد ﷺ کا وعظ سن کر ابو جہل نے تھوڑی دیر پہلے انھیں گالیاں دیں اور بُری طرح ستایا ہے۔ آپ کے بھتیجے خاموشی سے چلے گئے۔ یہ سن کر حضرت حمزہؓ کو جوش آگیا۔ وہ سیدھے ابو جہل کے پاس پہنچے اور کمان اس کے سر پر زور سے ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ اور پھر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت حمزہؓ کو غزوہ اُحد میں وحشی نے قتل کیا اور جب حضور ﷺ نے ان کے ناک اور کان کٹے ہوئے دیکھے تو آپ کی چیخیں نکل گئیں اور فرمایا مجھ پر ایسی مصیبت کبھی نہیں آئی اور میں نے ایسا دردناک منظر کبھی نہیں دیکھا۔ حضور ﷺ نے ان کا ستّر سے زیادہ بار جنازہ پڑھا۔

خالد بن بُکیرؓ: ابن ہشام نے حضرت خالد بنُ بکیر کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ سے پہلے مدینہ ہجرت کرنے والے مسلمانوں میں شامل تھے اور ان کے ہمراہ ان کے بھائی عاقل، عامر اور الیاس شامل تھے۔ **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں حضرت عمرؓ کے دادا سے حضرت خالد کے دادا عبد یالیل کی دوستی تھی۔ اس وجہ سے یہ بنی عدی کے حلیف تھے۔

خالد بن سعیدؓ: حضرت خالدؓ بن سعید مشہور دشمنِ اسلام سعید بن عاص کے بیٹے تھے جو حالت کفر ہی میں مرا۔ حضرت خالد ابتدا میں ہی ایمان لے آئے تھے۔ ایمان لانے کے بارے میں **ابنِ اثیر** کہتے ہیں کہ انھوں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ ان کا باپ سعید بن عاص انھیں ایک گڑھے میں دھکیل رہا ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں بچا رہے ہیں۔ حضرت خالد نے یہ خواب حضرت ابو بکرؓ کو سنایا تو انھوں نے فرمایا کہ تم اسلام قبول کر لو گے اور گڑھے میں گرنے سے بچ جاؤ گے۔ حضرت خالد بن سعید نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ **ابنِ سعد** لکھتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے پر ان کے والد اور بھائیوں نے انھیں بہت مارا پیٹا تھا۔ ہجرتِ حبشہ دوم میں یہ اپنی بیوی امیمہ کے ہمراہ گئے تھے۔

خباب مولیٰ عتبہؓ: حضرت خبابؓ مشہور صحابی حضرت عتبہ بن غزوان کے غلام تھے اور ان کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ **ابنِ سعد** لکھتے ہیں کہ ان کے اسلام لانے کا زمانہ متعیّن نہیں مگر یہ قیاس ہے کہ یہ اپنے آقا کے ساتھ ایمان لائے ہوں گے۔ کیونکہ انھوں نے اپنے آقا کے ساتھ ہی مدینہ ہجرت کی تھی۔ عتبہؓ قدیم الاسلام تھے۔ **معین الدین ندوی** نے انھیں مہاجرین کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

خبّاب بن ارتؓ: حضرت خبابؓ بن ارت اسلام لانے والوں میں چھٹے نمبر پر تھے اور اسی وجہ سے "سادس الاسلام" کہلاتے تھے۔ اسلام قبول کرنے پر کفّار نے جن کمزور صحابہؓ یعنی لونڈیوں اور غلاموں پر مظالم کیے ان میں حضرت خبّاب بن ارت بھی شامل تھے۔ انھیں کفّار نے جسمانی سزاؤں کے علاوہ مالی نقصان بھی پہنچایا۔ **صحیح بخاری (کتاب التفسیر)** میں لکھا ہے کہ عاص بن وائل کے ذمّہ ان کا قرض تھا۔ جب حضرت خبابؓ اس

سے تقاضا کرتے تو وہ کہتا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ دو تو میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر حضرت خبّابؓ فرماتے کہ جب تک تم مر کر دوبارہ زندہ نہیں ہو جاؤ گے میں ایسا نہیں کروں گا یعنی یہ ناممکن ہے۔ **معارج النبوت** میں لکھا ہے کہ حضرت ابو سلمہؓ کے بعد جن افراد نے ہجرت کی، ان میں حضرت خبّاب بھی شامل تھے۔ **سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر مبارک** میں لکھا ہے کہ حضرت خبّاب نے مدینہ ہجرت کی تو حضرت کلثوم بن ہدم کے گھر مہمان بنے۔ اور جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو بستی قبا میں حضرت کلثومؓ کے گھر ہی میں قیام فرمایا۔ **مسند ابنِ حنبل** میں لکھا ہے کہ حضرت خبّابؓ کہا کرتے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خالصتہً "لوجہِ اللہ ہجرت کی تھی۔

خطّاب بن حارثؓ: حضرت خطّاب بن حارث حاطبؓ بن حارث کے بھائی ہیں۔ حضرت خطابؓ اور ان کی بیوی نے ہجرتِ حبشہ دوم میں شرکت کی تھی۔ **ابنِ سعد** کے مطابق یہ دعوتِ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں ہی ایمان لے آئے تھے (بعضوں نے ان کا نام "حطّاب" لکھا ہے)

خُنَیس بن حذامہ بن قیسؓ: حضرت خنیس بن حذامہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارقم کے گھر میں قیام سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ یہ اُمّ المؤمنین حضرت حفصہؓ بنتِ عمرؓ فاروق کے پہلے شوہر تھے۔ **سیرتِ ابنِ اسحاق** میں ۳۶ صحابۂ کرام کے نام لکھے ہیں جنھوں نے حضرت جعفرِ طیّار اور ان کے ساتھیوں کی حبشہ ہجرت سے پہلے ہجرت کی تھی۔ ان افراد میں حضرت خُنَیس کا نام بھی درج ہے۔ **ابنِ سعد** لکھتے ہیں کہ ہجرتِ حبشہ دوم میں حضرت خنیس شامل تھے اور انھوں نے وہاں سے مدینہ ہجرت کی تھی۔ **ہجرتِ مصطفیٰؐ** میں ہے کہ حضرت عمرؓ کی ہجرت کے بعد ان کے دوسرے کنبہ والوں نے بھی مدینہ ہجرت کی تو ان میں حضرت خنیس بھی موجود تھے۔ یہ مدینہ میں حضرت رفاعہ بن عبد المنذر کے ہاں ٹھہرے۔ غزوۂ اُحد میں زخمی ہوئے اور ۳ھ میں فوت ہوئے۔

خولی بن ابی خولیؓ: حضرت خولی بن ابی خولی کو **ابنِ ہشام** نے ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مدینہ ہجرت کرنے والوں میں لکھا ہے۔ **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ خولی بن ابی خولی بنی عدی بن

کعب کے حلیف تھے اور پھر حضرت عمر کے والد کے حلیف ہوئے۔ **طبری** کہتے ہیں کہ خولی بن ابی خولی بدر اور تمام مشاہد میں حضور ﷺ کے ہمراہ شریک تھے اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں وفات پائی۔

رقیس بن جابرؓ: جب حضور ﷺ نے مکہ کے مسلمانوں کو مدینہ جانے کی اجازت دی اور مسلمان جوق در جوق مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو **ابنِ ہشام** کے مطابق حضرت رقیس بن جابر بھی مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

زبیر بن عبیدہؓ: حضرت زبیرؓ بن عبیدہ کے بارے میں **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ مہاجرینِ اوّلین میں سے ہیں کہ جب مہاجرین مدینہ میں ہجرت کر کے یکے بعد دیگرے آئے تو اس وقت بنی غنم بن دودان بھی مدینہ میں اپنے بال بچوں سمیت ہجرت کر کے آئے۔ یہ لوگ پہلے سے مسلمان ہو چکے تھے۔

زبیر بن عوّامؓ: حضرت زبیر بن عوّام حضورِ اکرم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ کے بیٹے تھے اور حضرت اسماء بنتِ ابوبکر کے شوہر تھے۔ حضورِ اکرم ﷺ انھیں پیار سے "ابن صفیہ" کہ کر بلاتے تھے۔ حضرت زبیرؓ نے سولہ بس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے پر ان کا چچا نوفل بن خویلد ان کو چٹائی میں لپیٹ دیتا اور چٹائی میں آگ کی دُھونی دیتا اور کفر کی طرف بلاتا۔ مگر یہ جواب دیتے کہ اب میں کبھی کافر نہیں بنوں گا۔

زیاد بن لبیدؓ: حضرت زیادؓ بن لبید "مہاجرین انصار" میں سے ہیں۔ جنھوں نے اسلام قبول کیا اور پھر مکہ ہی میں حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں ہجرت تک رہے اور پھر حضور ﷺ کے حکم پر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

زید بن حارثہؓ: حضرت زید بن حارثہ یمن کے ایک معزز قبیلہ بنو قضاعہ سے تعلّق رکھتے تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں ڈاکوؤں نے انھیں پکڑ کر عکاظ کے بازار میں بیچ دیا۔ وہاں حضرت حکیم بن حزامؓ نے خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کو دے دیا۔ جب یہ حضور ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کی غلامی میں آئے تو اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔ جب ان کے والد اور چچا ان کو لینے پہنچے تو انھوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں حضور ﷺ کو چھوڑ کر

کہیں نہیں جاؤں گا۔ اس لیے کہ یہ مجھے باپ اور چچا سے بڑھ کر ہیں۔ اس بات سے خوش ہو کر حضور ﷺ نے انھیں لے جا کر خانہ کعبہ میں اعلان کیا کہ میں زیدؓ کو آزاد کرتا ہوں اور آج سے یہ میرا بیٹا ہے۔ یہ ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئے۔ محققین کا فیصلہ ہے کہ وہ غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ جب حضرت حمزہ نے اسلام قبول کیا تو حضور ﷺ نے ان دونوں کے درمیان بھائی چارہ کروا دیا۔ **ابنِ ہشام** نے زید بن حارثہ کی ہجرت کے بارے میں لکھا ہے کہ انھوں نے حضرت حمزہ کے ساتھ ہی مدینہ ہجرت کی تھی۔

زید بن خطّابؓ: حضرت زیدؓ بن خطاب حضرت عمرؓ کے سوتیلے بھائی تھے اور عمر میں بڑے تھے۔ حضرت عمرؓ ان سے بہت محبّت کرتے تھے۔ **استیعاب** میں ہے کہ حضرت زیدؓ حضرت عمرؓ سے بہت پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور مہاجرین کے پہلے قافلے میں ہجرت کی تھی۔ مدینہ تشریف لانے کے بعد حضورِ اکرم ﷺ نے ان میں اور حضرت معین بن عدی عجلانی میں بھائی چارہ کروا دیا۔

سالم بن ابی حُذیفہؓ: جب حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تو حضرت سالمؓ حضرت ابو حُذیفہ کے ساتھ ہجرت کر کے قبا میں پہنچے۔ حضرت ابوحذیفہؓ نے انھیں اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا اور اپنی بھتیجی کی شادی ان سے کی تھی۔ حضرت سالمؓ کو زیادہ قرآن پاک حفظ تھا اور خوش الحان بھی تھے، اس لیے مسجدِ قُبا میں امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ حضور ﷺ نے ایک بار فرمایا کہ قرآن کو چار شخصیتوں سے حاصل کرو۔ ان میں ایک سالم بھی تھے۔

سائب بن حارث بن قیسؓ: حضرت سائب بن حارث کو **ابنِ ہشام** نے ہجرتِ حبشہ دُوُم کے مہاجرین میں شامل کیا ہے۔ **ابنِ اثیر** نے انھیں قریشی سہمی لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ طائف میں شہید ہوئے تھے۔

سائب بن عثمانؓ: حضرت سائب بن عثمان حضرت عثمان بن مظعون کے بیٹے ہیں اور یہ دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اور ہجرتِ حبشہ دُوُم میں اپنے والد کے ساتھ شریک تھے۔ اہلِ مکّہ کے مسلمان ہونے کی افواہ سن کر مکّہ آ گئے اور بدر سے پہلے اپنے

پورے کنبہ کے ساتھ مدینہ چلے گئے۔

سعد بن ابی سرحؓ: جب حضور ﷺ نے صحابۂ کرام کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو مسلمان آہستہ آہستہ مدینہ کی طرف جانے لگے۔ ان صحابۂ کرام میں حضرت سعد بن ابی سرح بھی شامل تھے۔

سعد بن ابی وقاصؓ: حضرت سعد بن ابی وقاص کے والد کا اصل نام مالک تھا مگر وہ ابو وقاص کی کنیت سے مشہور تھے۔ حضرت سعدؓ کی والدہ زہری خاندان سے تھیں۔ اور حضور ﷺ کی والدہ بھی زہری خاندان سے تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رشتہ میں حضور ﷺ کے ماموں تھے۔ اور اس رشتہ کا خود بھی حضور ﷺ نے اقرار کیا تھا۔ **بخاری** میں ہے کہ حضرت سعدؓ نے کہا کہ ان سے پہلے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اور ایک بار کہا کہ وہ تیسرے شخص تھے۔ مگر محدّثینِ عظام کی تحقیق کے مطابق چھ سات اشخاص ان سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ انھوں نے کفّار کے خوف سے اپنے ایمان کا اعلان نہیں کیا تھا۔ حضرت سعدؓ نے اپنی ماں کے کہنے کے باوجود اسلام کو نہیں چھوڑا۔ یہ ہجرتِ نبوی تک مکّہ ہی میں رہے۔ اور جب حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی تو یہ بھی مدینہ چلے گئے۔ اور مدینہ میں اپنے سگے بھائی عتبہ بن ابو وقاص کے گھر ٹھہرے۔ عتبہ نے زمانۂ جاہلیت میں ایک قتل کر دیا تھا اور انتقام کے خوف سے مدینہ جا بسے تھے۔

سعد بن خولہؓ: حضرت سعدؓ بن خولہ نے دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت جعفرِ طیارؓ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں سے مدینہ آئے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر ان کی عمر ۲۵ سال تھی۔ **ابنِ سعد** کے مطابق حضرت سعدؓ بن خولہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضورِ اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ یہ مکّہ میں بیمار ہو گئے اور وہیں وفات پا گئے۔ حضور ﷺ مہاجرین کا مکہ میں فوت ہونا پسند نہ کرتے تھے اس لیے ان کی وفات پر بہت محزوں ہوئے۔

سعد بن عامرؓ: ان کے سر پر حضور ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا اور برکت کی دعا دی تھی۔

ان کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ انھیں مسجدِ قُبا کے مؤذن اور مسجدِ نبوی ﷺ میں حضرت بلالؓ کے نائب کی حیثیت حاصل تھی۔ یہ مسجدِ قُبا میں مستقل اور مسجدِ نبوی میں حضرت بلالؓ کی غیر موجودگی میں اذان دیا کرتے تھے۔ اور جب حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت بلالؓ نے مسجدِ نبوی میں اذان دینی بند کر دی تو حضرت ابوبکر صدّیق نے انھیں مسجدِ نبوی ﷺ کا مستقل مؤذّن بنا دیا۔ یہ اپنی تمام عمر یہ خدمت انجام دیتے رہے اور ان کے بعد ان کی اولاد نے یہ خدمت انجام دی۔

سعد بن عبدِ قیسؓ: حضرت سعد بن عبد قیس ہجرتِ حبشہ میں اپنے بھائی حارث بن عبد قیس کے ہمراہ شامل تھے۔

سعید بن حارثؓ: حضرت سعید بن حارث ہجرتِ حبشہ دُوُم میں اپنے بھائیوں سمیت حاضر ہوئے تھے۔ اس بات کا ذکر **ابنِ ہشام** اور **ابنِ اثیر** نے کیا ہے۔ یہ یرموک کے واقعہ میں شہید ہوئے تھے **ابنِ اسحاق** نے لکھا ہے کہ یہ بے اولاد تھے۔

سعید بن رقیشؓ: حضرت سعید بن رقیس اور ان کے بھائی حضرت یزید بن رقیش کے بارے میں **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنے گھر بار سمیت مدینہ کو ہجرت کی تھی۔ یہ پہلے مہاجرین ہیں۔ **ابنِ اسحاق** کہتے ہیں کہ بنو غنم بن دودان کے جو مسلمان مرد اور عورتیں تھیں، وہ پے در پے حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف اُمڈ پڑے۔ انھی میں سعیدؓ بن رقیش بھی تھے۔

سعید بن زیدؓ: حضرت سعیدؓ بن زید حضرت عمرؓ کے بہنوئی ہیں۔ حضرت سعید اور ان کی بیوی فاطمہ بنتِ خطّاب شروع اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اور یہی بہن فاطمہ حضرت عمرؓ کے اسلام کا سبب بنی تھیں۔ یہ مہاجرینِ اوّلین میں سے ہیں۔ غزوۂ بدر کے موقع پر یہ شام گئے تھے اُس وجہ سے غزوہ میں شریک نہ ہو سکے مگر حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے بعد ان کا حصّہ اور اجر بھی لگایا۔

سعید بن عمروؓ: حضرت سعید بن عمرو کا تعلّق بنی تمیم سے تھا۔ اور انھوں نے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہجرتِ حبشہ دُوُم میں شرکت کی تھی۔

سفیان بن معمرؓ: حضرت سفیان بن معمر نے اپنے دونوں بیٹوں جابر بن سفیان اور جنادہ بن سفیان اور اپنی بیوی حسنہ کے علاوہ اپنے سوتیلے بیٹے شُرحبیل بن عبداللہ جو شُرحبیل بن حسنہ کے نام سے مشہور تھے، ساتھ لے کر حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ حضرت سفیان انصار سے تھے مگر معمر نے ان کو مکّہ میں اپنا متبنّیٰ کیا تھا اور یہ مکّہ ہی میں رہتے تھے۔ یہیں انھوں نے حضرت حسنہ سے شادی کرلی تھی۔ یہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں فوت ہوئے۔

سکران بن عمروؓ: حضرت سکران بن عمرو نے دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ امّ المومنین حضرت سودہؓ کے پہلے شوہر تھے اور یہ حضرت سودہؓ کے ہمراہ ہجرتِ دوم میں حبشہ ہجرت کر گئے تھے۔ **ابنِ اسحاق** نے لکھا ہے کہ یہ حبشہ سے مکّہ آئے اور مدینہ جانے سے پہلے ہی مکہ میں فوت ہوگئے اور انھی کی وفات کے بعد حضرت سودہ سے حضورِ اکرم ﷺ نے نکاح کرلیا۔ ان کے بارے میں **پیر محمد کرم شاہ** لکھتے ہیں کہ یہ بھی عبیداللہ بن جحش کی طرح عیسائی ہو گئے تھے۔ اور حضرت سودہ انھیں حبشہ ہی میں چھوڑ کر مکہ واپس آگئیں۔ **موسیٰ بن عقبہ** کا بیان ہے کہ سکران کا انتقال حبشہ ہی میں ہو گیا تھا مگر **واقدی** اور **ابنِ اسحاق** کی روایت ہے کہ یہ اپنے آبائی شہر مکّہ ہی میں فوت ہوئے۔ **سیَرُ الصحابہ** میں بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ سکران کا ارتداد کے ساتھ کوئی تعلق ہو۔ پتا نہیں '**ضیاء النبی** ﷺ' میں یہ نئی بات کہاں سے نکالی گئی۔

سلمہ بن ہشامؓ: حضرت سلمہؓ بن ہشام مشہور دشمنِ اسلام ابو جہل کے بھائی تھے۔ یہ دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے۔ جب اہلِ مکہ کے اسلام کی غلط خبر سنی تو دوسرے مہاجرین کے ہمراہ مکہ واپس آگئے۔ ہجرتِ حبشہ دوم میں ابو جہل نے جانے نہ دیا، انھیں بیڑیاں ڈال دیں اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں۔ ان مشکلات کی وجہ سے حضور ﷺ دعا فرماتے کہ خدایا ولیدؓ بن ولید، سلمہؓ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ کو مشرکین مکہ کی سختیوں سے نجات دلا۔ **ابنِ سعد** لکھتے ہیں کہ عرصہ بعد ولید بن ولید کفار سے بچ کر مدینہ پہنچ گئے تو حضور ﷺ نے انھیں فرمایا کہ تم واپس جاؤ اور وہاں کا لوہار مسلمان ہو چکا ہے، اس کے ہاں ٹھہرو۔ قریش کی آنکھ بچا کر کسی طرح سے عیاش

اور سلمہ تک پہنچو اور انھیں لے آؤ۔ اس فرمان کے مطابق یہ عیاش اور سلمہ تک پہنچے اور ان دونوں کو لے کر مدینہ پہنچ گئے۔

سلیط بن عمروؓ: حضرت سلیطؓ بن عمرو حضرت سہیلؓ بن عمرو کے بھائی تھے۔ یہ دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ **اصابہ** میں لکھا ہے کہ انھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینہ آئے۔ ہجرتِ حبشہ دوم میں یہ اپنی بیوی یقظہ بنت علقمہ کے ساتھ شریک تھے۔ حضور ﷺ کے مدینہ آنے کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ان کی اولاد میں صرف ایک بیٹا سلیط بن سلیط ہے۔

سنان بن ابی سنانؓ: حضرت سنان بن ابی سنان حضرت عکاشہ بن محصن کے بھتیجے تھے اور ابوسنان بن محصن کے بیٹے تھے۔ ان کے والد کے اسلام قبول کرنے کا زمانہ متعیّن نہیں ہو سکا مگر **معین الدین ندوی** لکھتے ہیں کہ یہ بات مسلّم ہے کہ یہ اذنِ ہجرت سے پہلے ایمان لا چکے تھے اور بدر سے پہلے مدینہ پہنچ گئے تھے۔ اور حضرت سنان کے اسلام لانے کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کے زمانۂ اسلام اور ہجرت متعیّن نہیں ہے۔ یہ غالباً اپنے والد حضرت ابوسنان کے ساتھ اسلام لائے ہوں گے اور ان کے ساتھ ہی ہجرت کی ہوگی۔

سنجرہ بن عبیدہؓ: حضرت سنجرہؓ ہجرتِ نبوی سے قبل اپنے بھائیوں زُہیر بن عبیدہ، تمام بن عبیدہ کے ساتھ مدینہ ہجرت کر گئے تھے۔

سو-لبط بن سعدؓ: حضرت سو-لبط بن سعد کو **ابنِ ہشام** ہجرتِ حبشہ دوم کے افراد میں شامل کرتے ہیں۔ حضرت سو-لبط نے ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

سہل بن بیضاؓ: حضرت سہلؓ کے والد کا نام وہب تھا مگر یہ اپنی ماں کی نسبت سے سہیل بن بیضا کے نام سے مشہور تھے۔ **معین الدین ندوی** ان کے اسلام لانے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ شعبِ ابی طالب کی محصوری تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر یہ اس معاہدہ کے سخت خلاف تھے اور اس معاہدہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے والوں میں سے تھے۔ اور معاہدہ ٹوٹنے کے کچھ دنوں بعد ہی یہ مسلمان ہو گئے تھے۔ مگر انھوں نے اپنے اسلام کا اعلان نہیں کیا

اور جب غزوہ بدر میں گرفتار ہوئے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ان کے اسلام کی شہادت دی اور حضرت سہلؓ کو رہائی مل گئی۔ رہائی کے بعد یہ مدینہ ہی میں رہنے لگے اور **ابنِ سعد** کے مطابق بعض غزوات میں بھی شریک ہوئے۔ انؓ کے بھائی سہیل بن بیضا ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہوئے اور حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی۔

سہیل بن بیضاؓ: حضرت سہیلؓ بن بیضا دعوتِ اسلام کی ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک تھے اور عرصہ تک وہاں رہے۔ پھر مکہ آئے اور **استیعاب** میں ہے کہ پھر یہ حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ گئے۔ یہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوۂ تبوک میں ان کی سواری حضور ﷺ کی سواری مبارک کے قریب تھی۔ حضور ﷺ نے انھیں دو تین بار بلند آواز سے پکارا۔ انھوں نے برابر جواب دیا۔ سب لوگ حضور ﷺ کے گرد جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جس شخص نے خدا کی توحید کی شہادت دی، اس پر خدا آتش دوزخ حرام کردے گا اور جنت یقینی ہو جائے گی"۔

شجاع بن وہبؓ: حضرت شجاعؓ بن وہب نے ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ **اصابہ** میں ہے کہ ہجرتِ حبشہ دوم میں انھوں نے بھی شرکت کی تھی۔ **استیعاب** میں لکھا ہے کہ جب حبشہ یہ خبر گئی کہ کفّار نے اسلام قبول کر لیا ہے تو مکہ واپس آنے والوں میں یہ بھی شامل تھے اور چند روز مکہ میں قیام کے بعد انھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ **زاد المعاد** میں لکھا ہے کہ غزوۂ حُدَیبیہ سے واپس آنے کے بعد حضورِ اکرم ﷺ نے اکثر سلاطینِ عالم کو دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجے تو دمشق کی طرف حضرت شجاع بن وہب کو سفیر بنا کر بھیجا تھا۔

شُرَحبیل بن حسنہؓ: حضرت شُرَحبیلؓ کے والد کا نام عبداللہؓ تھا۔ شُرَحبیل کے والد ان کے بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے اور ان کی والدہ نے سفیان بن معمر سے دوسری شادی کر لی تھی، اس لیے یہ اپنی ماں کے نام سے مشہور ہوئے۔ **ابنِ سعد** کے مطابق یہ شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرتِ حبشہ دوم میں اپنی والدہ، اپنے سوتیلے والد سفیان بن معمر اور بھائیوں جنادہ بن سفیان اور جابر بن سفیان کے ساتھ حبشہ ہجرت کی تھی۔ حضرت شُرَحبیل حبشہ سے مدینہ آئے تو بنی زریق میں قیام کیا کیونکہ حضرت سفیان بن معمر انصاری تھے۔

معین الدین ندوی کے مطابق ہجرت سے لے کر حضور ﷺ کے وصال تک ان کا کوئی واقعہ قابلِ ذکر نہیں ہے۔ ان کے کارناموں کا آغاز حضرت ابوبکر صدیق کے عہد سے ہوتا ہے۔

شُقران صالحؓ: سیرت کی کسی کتاب میں ان کا اسلام لانے کا واقعہ بیان نہیں کیا گیا۔ لیکن ان کی اسلام کے لیے خدمات کا ذکر کیا ہے۔ حضرت شقرانؓ حضور ﷺ کے غلام تھے۔ ان کے متعلق **ابنِ قُتَیبہ** لکھتے ہیں کہ مجھے زید بن اخزم نے بتایا، انھوں نے عبداللہ بن داؤد سے سنا تھا کہ حضرت شقران حضور ﷺ کو اپنے والد حضرت عبداللہ کے ترکہ میں ملے تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ انھیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضور ﷺ کی خدمت میں دیا تھا یا آپ ﷺ نے ان سے انھیں خرید لیا تھا۔ **اصابہ** میں ہے کہ غزوۂ بدر میں انھیں قیدیوں کی دیکھ بھال پر متعیّن کیا گیا تھا اور غزوہ مریسیع میں مالِ غنیمت جمع کرنے پر مامور کیا گیا۔ اس لیے لگتا ہے کہ یہ بھی مکہ ہی میں اسلام کی دولت سے فیض یاب ہوئے تھے۔

شمّاس بن عثمانؓ: حضرت شماسؓ بن عثمان بنی مخزوم سے تھے اور مشہور دشمنِ اسلام عتبہ بن ربیعہ کے بھانجے تھے۔ ان کے اصل نام کے بارے میں **ہشام کلبی** کہتے ہیں کہ اصل نام عثمان تھا مگر یہ اپنی خوبصورتی کی وجہ سے شمّاس کے نام سے مشہور تھے۔ **استیعاب** میں ہے کہ حضرت شماسؓ اور ان کی والدہ صفیّہ بنتِ ربیعہ نے ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ **طبقاتِ ابنِ سعد** میں لکھا ہے کہ یہ دونوں ماں بیٹا پہلے حبشہ گئے اور پھر وہاں سے واپس آ کر انھوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت مبشّر بن عبدالمنذر کے ہاں ٹھہرے۔ **معارج النبوت** میں ہے کہ حضرت ابوسلمہ کی مدینہ ہجرت کے بعد عامر، لیلیٰ، قدامہ، عبداللہ بن مظعون اور خبّابؓ بن ارت کے بعد حضرت شمّاس نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ ان کے ساتھ ان کی والدہ کا ذکر نہیں کرتے۔

صفوان بن عمروؓ: حضرت صفوانؓ بن عمرو بنی غنم بن دودان سے تعلق رکھتے تھے اور جب مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا تو بنی غنم بن دودان کے مسلمان بھی آہستہ آہستہ

مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ان میں حضرت صفوانؓ بھی شامل تھے۔ بنی غنم کے بارے میں **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ یہ اپنے مردوں اور عورتوں سمیت حضور ﷺ کے ہمراہ مدینہ ہجرت کر گئے۔ ان میں صفوانؓ کے علاوہ ان کے بھائی مالک، ثقیف اور مدلج بھی شامل تھے۔

صُہَیب بن سنانؓ: حضرت صہیب بن سنان عبداللہ بن جُدعان کے غلام تھے۔ عبداللہ بن جُدعان حضرت ابوبکر کے قریبی رشتہ دار تھا۔ اس حوالے سے یہ حضورِ اکرم ﷺ سے متعارف تھے اور حضور ﷺ سے بہت مانوس تھے، اور اکثر آپ ﷺ کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب حضور ﷺ دارِ ارقم میں تھے تو یہ حضرت عمّار بن یاسر کے ہمراہ مسلمان ہوئے۔ ان سے پہلے تیس افراد مسلمان ہو چکے تھے۔ انھوں نے مکہ میں تجارت سے بہت دولت حاصل کی تھی۔ حضرت صُہیب کے ساتھ بھی کفّار نے زبردستی کی۔ یہ فرماتے ہیں کہ جب حضورِ اکرم ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تو میں نے بھی جانے کا ارادہ کیا مگر قریش نے مجھے روک لیا۔ جب پہرے دار سو گئے تو میں وہاں سے نکل بھاگا۔ مگر ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ان میں سے کچھ افراد نے مجھے آلیا۔ انھوں نے کہا کہ "تم ہمارے پاس مفلس اور محتاج آئے تھے اور یہاں قیام کے دوران تم نے کافی دولت جمع کر لی ہے۔ اب تم یہ دولت ساتھ لے کر جا رہے ہو۔ ایسا کبھی نہیں ہو گا"۔ حضرت صہیبؓ نے ترکش نکال کر کہا کہ جب تک میرے پاس تیر ہیں، تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے اور تیروں کے بعد میں تلوار سے لڑوں گا مگر کیا تم میرا مال و دولت لے کر مجھے جانے دو گے۔ کفّار نے رضامندی ظاہر کی تو انھوں نے سب مال و دولت ان کے حوالے کیا اور خود خالی ہاتھ آقا حضور ﷺ کے پاس قُبا میں پہنچے اور تمام واقعہ سنایا۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر کہا "ابو یحیٰ تمہاری تجارت فائدہ مند رہی"۔

طفیل بن حارثؓ: حضرت طفیل کے بارے میں **ابنِ ہشام** لکھتے ہیں کہ یہ عُبَیدہ بن حارث کے بھائی ہیں اور عبیدہ اور دوسرے بھائی حصین بن حارث کے ساتھ ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مدینہ ہجرت کر گئے۔ ابنِ سعد نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بدر سے پہلے مسلمان ہوئے اور ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ یہ ۳۱ ہجری یا ۳۲ ہجری میں فوت

ہوئے۔ پہلے طفیل فوت ہوئے اور چار ماہ بعد ان کے بھائی حصین فوت ہو گئے۔

طفیل بن عمرو دوسیؓ: حضرت طفیلؓ بن عمرو قبیلہ دوس کے رئیس تھے۔ یہ قبیلہ یمن کے ایک گوشہ میں آباد تھا اور نہایت طاقتور تھا۔ اس کے پاس ایک قلعہ بھی تھا۔ ایک بار یہ تجارت کی غرض سے مکّہ آئے تو ان دنوں میں حضورِ اکرم ﷺ لوگوں کو دعوت اسلام دے رہے تھے۔ کفّار نے ان کو حضور ﷺ کی باتیں سننے سے منع کیا اور یہ کفّار کی باتوں کے قائل ہو گئے۔ مگر ایک دن انھوں نے حضور ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا اور کچھ آیتیں ان کے کانوں تک پہنچیں تو ان کو یہ کلام بہت بھلا لگا۔ جب حضورِ اکرم ﷺ نے نماز ختم کی اور اپنے گھر کی طرف چل پڑے تو یہ بھی حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلے۔ آپ ﷺ کے گھر پہنچے تو حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں کفّار کی کہی ہوئی تمام باتیں بتائیں اور اسلام قبول کر لیا۔ گھر جا کر باپ اور بیوی سے بات کی تو وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ حضرت طفیلؓ نے قریش کی وجہ سے حضور ﷺ کو اپنے نہایت مضبوط قلعے میں آنے کی دعوت دی جس کو حضور ﷺ نے قبول نہ کیا۔

طلحہ بن عبید اللہ بن عثمانؓ: حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ ان آٹھ آدمیوں میں سے ہیں جو ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اُسد الغابہ میں **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے پر ان کے سگے بھائی عثمان بن عبید اللہ نے ان کو رسّی سے باندھ کر مارا تھا۔ **ابنِ سعد** کہتے ہیں کہ بعد میں حضرت طلحہؓ تجارت میں مصروف رہے اور جب حضورِ اکرم ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے تو یہ راستے میں ملے اور آپ ﷺ کو کچھ شامی کپڑے پیش کیے۔ جب حضور ﷺ مدینہ چلے گئے تو یہ مکّہ پہنچے اور تمام کاروباری مصروفیات سے فارغ ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اہلِ خانہ کو لے کر مدینہ پہنچے اور حضرت اسعد بن زُرارہ کے ہاں ٹھہرے۔

طلیب بن ازہرؓ: **ابنِ اثیر** کے مطابق یہ اپنے بھائیوں عبدالرحمٰن بن ازہر اور مُطّلب بن ازہر کے ساتھ سابقون اوّلون میں سے تھے اور تینوں ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے اور طلیبؓ بن ازہر اور ان کے دوسرے بھائی عبدالرحمٰن بن ازہر حبشہ ہی میں انتقال کر گئے۔

طلیب بن عمیرؓ: یہ حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی حضرت اروی بنتِ عبد المطلب کے بیٹے تھے۔ یہ اس زمانے میں ایمان لائے جب حضورِ اکرم ﷺ ارقم کے گھر میں تھے۔ ایمان لانے کے بعد طلیب حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔ **ابنِ اسحاق** نے انھیں مہاجرینِ حبشہ میں شامل کیا ہے۔ اور **واقدی** اور **ابنِ اسحاق** نے اصحابِ بدر میں بھی ان کو شامل کیا۔ **زبیر بن بکار** کہتے ہیں کہ یہ اوّلین مہاجرین میں سے ہیں۔ **ابنِ سعد** کہتے ہیں کہ یہ ہجرتِ حبشہ دُوُم میں شریک ہوئے اور وہاں سے مدینہ آئے اور عبد اللہ بن سلمہ عجلانی کے مہمان بنے۔ ابولہب حضرت طلیبؓ کا ماموں تھا اور اسلام کا بد ترین دشمن بھی۔ اس نے ایک بار چند مسلمانوں کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں قید کر لیا تو حضرت طلیبؓ کو غصہ آ گیا اور انھوں نے ابولہب کو خوب مارا۔ ابولہب کو مارنے کی وجہ سے کفّار نے انھیں قید کر لیا مگر چونکہ یہ بڑے معزز خاندان کے فرد تھے اس لیے تھوڑی دیر کے بعد انھیں چھوڑ دیا۔ ابولہب نے اپنی بہن کے پاس جا کر ان کی شکایت کی تو انھوں نے کہا کہ "طلیب کی زندگی کا بہترین وقت وہی ہے جو وہ محمد (ﷺ) کی مدد کرے"۔ ایک بار حضرت طلیبؓ کو خبر ہوئی کہ ابواہاب بن عزیز دارمی نے حضور ﷺ کو نعوذ باللہ مارنے کا منصوبہ بنایا ہے تو یہ گئے اور اسے قتل کر آئے۔ ماں نے خوشنودی کا اظہار کیا۔

عاقل بن بُکیرؓ: جب حضور اکرم ﷺ ارقم کے گھر تشریف لائے تو سب سے پہلے حضرت عاقل بن بکیر اور ان کے تین بھائیوں ایاس بن بکیر، خالد بن بکیر اور عامر بن بکیر نے اسلام قبول کیا تھا اور جب مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا تو یہ چاروں اپنے بال بچوں سمیت مکّہ سے مدینہ ہجرت کر گئے اور چاروں بھائی حضرت رفاعہ بن عبد المنذر کے گھر اترے۔ حضرت عاقلؓ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔

عامر بن ابی وقاصؓ: حضرت عامرؓ بن ابی وقاص، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔ ان کا نانا ابوسفیان بن اُمیّہ تھا جو اسلام اور پیغمبر اسلام کا سخت دشمن تھا۔ اول ایمان لانے والوں میں حضرت عامرؓ کا نام بھی شامل ہے۔ یہ دسویں نمبر پر مسلمان ہوئے۔ **ابنِ اثیر** کے مطابق ان کی والدہ نے ان کے ایمان لانے پر قسم کھائی کہ جب تک یہ اسلام سے تائب نہیں

ہوں گے، اس وقت تک نہ میں کھانا کھاؤں گی اور نہ سایہ میں بیٹھوں گی۔ ماں کی اس بے جا ضد پر ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک افراد کے ساتھ حبشہ چلے گئے اور پھر حضرت جعفر طیارؓ کے ساتھ مدینہ پہنچے تھے۔

عامر بن بُکیرؓ: حضرت عامرؓ اپنے بھائیوں کے ساتھ ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے مدینہ ہجرت کر گئے۔

عامر بن ربیعہؓ: حضرت عامرؓ نے اس وقت اسلام قبول کیا۔ جب حضور ﷺ ابھی دارِ ارقم میں نہیں گئے تھے۔ یہ اپنی بیوی لیلیٰ بنتِ حُثمہ کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئے اور وہاں سے مدینہ پہنچے۔ ان کی بیوی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں پہلی خاتون ہیں۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت عثمان کے عہد میں فوت ہوئے۔

عامر بن فُہیرہؓ: حضرت عامر بن فہیرہ اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ کے اخیافی بھائی تھے اور اُمّ رومان کے بیٹے تھے۔ یہ طفیل بن عبد اللہ کے غلام تھے۔ جب حضرت عامر نے اسلام قبول کیا تو کفّار نے ان پر سختیاں کیں مگر حضرت عامر کی اسلام پر ثابت قدمی میں کوئی فرق نہ آیا۔ حضرت ابوبکر نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔ آزاد ہونے کے بعد بھی وہ حضرت ابوبکر کے پاس رہے اور ان کی بکریاں چرانے کی ذمہ داری لے لی۔ حضرت عامر نے حضور ﷺ کی ہجرت کے دوران حضور ﷺ کی معاونت کی تھی۔ یہ دن بھر بکریاں چراتے۔ جب رات کا ایک حصّہ گزر جاتا تو بکریاں لے کر غار میں پہنچ جاتے۔ جب صبح ہو جاتی تو بکریاں ہانک کر اس جگہ پہنچ جاتے جہاں دوسرے لوگوں کے چرواہے ہوتے۔ اس کے علاوہ جب حضرت عبد اللہ بن ابوبکر غار سے واپس جاتے تو یہ اپنی بکریوں کو ان کے قدموں کے نشانات پر چلاتے تاکہ سب نشان مٹ جائیں۔

عبّاس بن عُبادہؓ: **ابنِ سعد** نے حضرت عبّاسؓ بن عبادہ کو ایسے مدنی صحابہ میں شمار کیا ہے جو مہاجر بھی ہیں اور انصار بھی۔ **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ یہ بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں آئے۔ ان کے دوسرے ساتھی تو واپس مکہ چلے گئے مگر یہ حضور ﷺ کی خدمت ہی میں رہے۔ اور

جب حضور ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو انھوں نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

عبدالرحمٰن بن ازہرؓ: حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر کے بارے میں **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ یہ اپنے بھائیوں مطّلب بن ازہر اور طلیب بن ازہر کے ہمراہ حبشہ کی ہجرت میں شامل تھے۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ: یہ مشہور صحابیہ شفا کے بیٹے ہیں۔ **مستدرک حاکم** میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا اصل نام عَبدِ عمرو تھا۔ جب یہ مسلمان ہوئے تو حضورِ اکرم ﷺ نے بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا۔ **ابنِ سعد** کے مطابق حضورِ اکرم ﷺ ابھی ارقم بن ابی ارقم کے ہاں نہیں گئے تھے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ **بخاری** میں ہے کہ یہ پہلے حبشہ گئے اور وہاں سے واپس آئے اور سب کے ساتھ مدینہ ہجرت کر گئے۔ **سیرتِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ** میں لکھا ہے کہ یہ حضورِ اکرم ﷺ کے ننھیالی رشتہ دار تھے اور یہ مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔ **اُسد الغابہ** میں ہے کہ یہ ان مہاجرین اولین میں سے ہیں کہ جنھوں نے حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

عبداللہ بن ابوبکرؓ: یہ حضرت ابوبکر صدّیق کے بیٹے تھے اور غارِ ثور کے قیام کے دوران حضور ﷺ تک مکّہ کی خبریں پہنچاتے تھے۔ یہ ہر روز شام کے وقت نماز میں آتے اور ان تمام باتوں کی خبر دیتے جو مکہ میں ہوئیں۔ تمام رات غارِ ثور میں حضورِ اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں رہتے اور سحر کے وقت اٹھ کر مکّہ جاتے اور صبح ہونے تک قریش کے پاس پہنچ جاتے۔

عبداللہ بن جحشؓ: حضرت عبداللہ بن جحش نے جس وقت اسلام قبول کیا' اس وقت تک حضور ﷺ ابھی دارِ ارقم میں نہیں گئے تھے۔ انھوں نے دو دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ دوسری ہجرت میں ان کے دو بھائی ابو احمد اور عبیداللہ کے علاوہ تین بہنیں زینب' اُمِ حبیبہ اور حمنہ بنت جحش' عُبیداللہ کی بیوی اُمِّ حبیبہ بنتِ ابوسفیان بھی ساتھ تھے۔ وہاں سے یہ مکہ

واپس آئے۔ ان کے تمام قبیلہ والوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ اس لیے ان کو ساتھ لے کر مدینہ چلے گئے اور ان کا پورا محلّہ بے رونق ہو گیا۔ تمام مکانات مقفّل ہو گئے۔ یہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے اور اپنے ماموں حضرت امیر حمزہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن ہوئے۔

عبداللہ بن حُذافہؓ: حضرت عبداللہ بن حذافہ دعوتِ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان ہوئے۔ کچھ عرصہ حضور ﷺ کے ہمراہ رہے اور پھر دوسری ہجرت میں حبشہ چلے گئے۔ یہ حضرت عثمان کے عہد میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن سُراقہؓ: **ابنِ ہشام** کے مطابق حضرت عمرؓ کے بعد مدینہ ہجرت کرنے والوں میں سُراقہ بن معتمد کے بیٹے عبداللہ بن سراقہ اور عمرو بن سراقہ بھی شامل تھے۔ یہ حضور ﷺ کی ہجرت سے پہلے مدینہ گئے۔

عبداللہ بن سفیانؓ: حضرت عبداللہ بن سُفیان حضرت ہبّار بن سفیان کے بھائی تھے اور حضرت ابو سلمہ کے بھتیجے تھے۔ **ابنِ اثیر' ابنِ ہشام** اور **ابنِ اسحاق** کے مطابق یہ بھی اپنے بھائی ہبّار بن سفیان کے ہمراہ ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک مسلمانوں کے ساتھ حبشہ گئے تھے۔

عبداللہ بن سہیلؓ: حضرت عبداللہ' سہیل بن عمْرو کے بیٹے تھے جو اسلام کا سخت دشمن تھا۔ انھوں نے دعوتِ حق کے ابتدائی زمانہ میں اسلام قبول کیا اور ہجرتِ ثانیہ میں حبشہ چلے گئے۔ جب حبشہ سے واپس آئے تو باپ نے اسلام قبول کرنے پر انھیں قید کرلیا۔ انھوں نے یہ حالات دیکھ کر بظاہر باپ کا کہنا مان لیا۔ جب سب مسلمان مدینہ ہجرت کر گئے' اس وقت بھی بظاہر اپنے باپ کے ساتھ رہے مگر غزوۂ بدر کے موقع پر یہ کفّار کی فوج سے نکل کر مسلمانوں کے ساتھ مل گئے۔ پھر تمام غزوات میں شریک رہے۔ فتحِ مکّہ کے وقت سہیل کا نام بھی مجرموں میں تھا۔ یہیں سے باپ نے انھیں پیغام بھیجا کہ حضورِ اکرم ﷺ سے میری جان بخشی کروادو ورنہ میں قتل ہو جاؤں گا۔ حضرت عبداللہ بن سہیل نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو آپ ﷺ نے اسے امان دے دی۔

عبداللہ بن شہابؓ: حضرت عبداللہ بن شہاب مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود

کے بھانجے تھے۔ یہ دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرت کر کے حبشہ گئے۔ وہاں یہ وفات پا گئے۔

عبداللہ بن عمرؓ: یہ حضرت عمرؓ کے بیٹے تھے۔ حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کے وقت ان کی عمر چار پانچ سال تھی۔ **بخاری** میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر نے بتایا، جب میرے والدین نے اسلام قبول کیا تو اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ ہی حضرت عبداللہ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ غزوہ اُحد میں ان کی عمر چودہ سال سے کم تھی اس لیے انھیں جنگ میں شرکت کی اجازت نہیں ملی۔ یہ غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔

عبداللہ بن مخرمہؓ: حضرت عبداللہ دعوتِ حق کے آغاز میں مسلمان ہوئے۔ اور حبشہ ہجرت کر کے گئے۔ وہاں سے مدینہ آئے اور حضرت کلثوم بن ہدم کے ہاں ٹھہرے۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ: حضرت عبداللہ بن مسعود ایک دن مکہ میں عقبہ بن ابی مُعیط کی بکریاں چرا رہے تھے کہ وہاں سے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر گزرے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا۔ "تمھارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس نے ابھی بچے نہ دیئے ہوں"۔ انھوں نے ایک بکری دی۔ آپ ﷺ نے اس بکری کو دوہا تو تین آدمیوں نے اس دودھ کو سیر ہو کر پیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ نے اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں ہمیشہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے رہے اور آپ ﷺ نے ان کو اپنا خادم بنا لیا۔ یہ کفار کی سختیوں کی وجہ سے دو مرتبہ حبشہ اور تیسری مرتبہ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ان کو حضور ﷺ نے مسجدِ نبوی ﷺ سے متصل زمین بھی عنایت فرمائی۔

عبداللہ بن مظعونؓ: حضرت عثمان بن مظعون کے بھائی ہیں۔ یہ اپنے بھائیوں حضرت عثمان، قدامہ بن مظعون اور دوسرے مہاجرین کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے۔

عبداللہ بن یاسرؓ: حضرت عمار بن یاسر کے بھائی عبداللہ بن یاسر نے بھی دعوتِ اسلام کے شروع ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور اپنے باپ یاسر اور والدہ سُمیہؓ کی طرح کفار کے مظالم کی وجہ سے شہید ہو گئے تھے۔

عُبیداللہ بن جحش: عبیداللہ اور اس کے بہن بھائیوں نے شروع ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی تھی مگر یہ اپنا ایمان برقرار نہ رکھ سکا اور حبشہ میں مرتد ہو گیا اور وہیں مر گیا۔ اس کی بیوی اُمِّ حبیبہ بھی ساتھ حبشہ گئی تھیں۔ اس کے مرنے کے بعد نجاشی سے حضور ﷺ نے حضرت اُمِّ حبیبہ کا رشتہ مانگا۔ نجاشی نے حبشہ میں حضور ﷺ کا اُن سے نکاح کر دیا اور وہ اُمُّ المؤمنین بنیں۔

عبید بن زید حبشیؓ: حضرت عبیدؓ بن زید عوف بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے اور زمانۂ جاہلیت ہی میں مدینہ سے مکہ آکر مقیم ہو گئے تھے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے شادی کے بعد اپنی کنیز حضرت اُمِّ ایمنؓ کو آزاد کر دیا اور ان کا نکاح حضرت عبید بن زید سے کر دیا۔ جب حضورِ اکرم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو اوّل ایمان لانے والوں میں حضرت اُمِّ ایمن بھی شامل ہیں۔ یہ بھی حضرت اُمِّ ایمن کے ساتھ ہی ایمان لائے۔ **ابنِ اثیر** کے مطابق حضرت عبیدؓ کو صحابی اور انصاری لکھا جاتا ہے۔ حضرت عبیدؓ حضرت اُمِّ ایمنؓ کو اپنے ساتھ مدینہ لے گئے تھے اور وہیں ان کا بیٹا ایمنؓ پیدا ہوا۔ بیٹا ابھی چھوٹا ہی تھا کہ یہ فوت ہو گئے۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی مدینہ ہجرت سے کئی سال پہلے کا ہے۔ حضرت عبیدؓ کی وفات کے بعد حضرت اُمِّ ایمنؓ حضور ﷺ کے پاس ہی رہنے لگیں۔

عُبیدہ بن حارث بن مُطّلبؓ: حضرت عُبیدہ بن حارث کے بارے میں **ابنِ ہشام** لکھتے ہیں کہ یہ اپنے بھائیوں طفیل بن حارث اور حصین بن حارث کے ساتھ ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مدینہ ہجرت کر گئے تھے۔ **ابن سعد** کے مطابق حضرت عبیدہ بن حارث حضرت ابو سلمہؓ بن اسد، حضرت عبداللہ بن ارقم اور حضرت عثمان بن مظعون ایک ساتھ ایمان لائے تھے اور اس وقت تک حضور ﷺ ارقم کے گھر نہیں گئے تھے۔

عتبہ بن غزوانؓ: حضرت عتبہ بن غزوان ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ انھوں نے ایک بار تقریر میں اس بات کا دعویٰ کیا تھا کہ یہ اسلام لانے والوں میں ساتویں نمبر پر ہیں مگر **معین الدین ندوی** کے مطابق ان کے اسلام لانے تک صحابۂ کرام کا حلقہ زیادہ وسیع ہو چکا تھا۔ حضرت عتبہؓ ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک تھے اور کچھ عرصہ حبشہ رہنے کے بعد

مکّہ آ گئے۔ اس وقت تک حضورِ اکرم ﷺ مکہ ہی میں تشریف فرما تھے۔ **طبقاتِ ابنِ سعد** میں ہے کہ جب بہت سے صحابہؓ کرام مدینہ ہجرت کر گئے اور حضورِ اکرم ﷺ بھی مدینہ تشریف لے گئے تو بھی، حضرت عتبہ مکہ ہی میں ٹھہرے رہے۔ شوّال ۱ھ میں سریہّ رابغ میں مسلمانوں اور کفار کا آمنا سامنا ہوا تو حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت مقداد موقع پا کر کفار سے نکل کر مسلمانوں میں مل گئے۔ یہ دونوں مدینہ پہنچے تو حضرت عبداللہ بن سلمہ کے مہمان بنے۔

عتبہ بن مسعودؓ: حضرت عتبہؓ بن مسعود مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود کے حقیقی بھائی تھے۔ یہ اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرتِ حبشہ دُوم میں شریک تھے وہاں سے مدینہ پہنچے اور سب سے پہلے غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے اور پھر تمام غزوات میں حضورِ اکرم ﷺ کے ساتھ رہے۔

عثمان بن ربیعہؓ: حضرت عثمان بن ربیعہ ایمان لانے کے بعد ہجرتِ حبشہ دوم میں مسلمانوں کے ساتھ شامل تھے۔ اس ہجرت میں ان کے قبیلہ کے گیارہ آدمی شامل تھے۔

عثمان بن عبدؓ: یہ بنی حارث بن فہر سے تعلّق رکھتے ہیں۔ یہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شامل تھے اور ان کے ساتھ اس قبیلہ کے آٹھ افراد اور بھی تھے۔

عُثمان بن عفانؓ: حضرت عثمان بن عفان حضور ﷺ کے داماد تھے اور اپنی بیوی حضرت رقیہؓ بنتِ رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حضور ﷺ نے ان کی ہجرت کے بعد فرمایا کہ ابراہیم اور لوط کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنھوں نے خدا کی راہ میں اپنی بیوی کے ہمراہ ہجرت کی۔ حضرت رقیہؓ ۲ ہجری میں فوت ہو گئیں تو حضور ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی اُمِ کلثومؓ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا اور ان کے حُسنِ سلوک کے بارے میں فرمایا اگر میری سو بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

عثمان بن مظعونؓ: حضرت عثمان بن مظعون سے پہلے صرف تیرہ صحابہ مسلمان ہو چکے تھے۔ ۵ ہجری میں حبشہ جانے والے مسلمانوں کے گروہ کے ساتھ تھے۔ کفار کے اسلام کی غلط

خبر سن کر مکہ آئے۔ جب حضور ﷺ نے صحابۂ کرام کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو یہ بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ مدینہ چلے گئے۔ یہ غزوہ بدر میں شریک تھے مگر اسی سال بیمار ہوئے اور فوت ہو گئے۔

عدی بن نضلہؓ: حضرت عدیؓ دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرت حبشہ دوم میں شریک تھے۔ حبشہ ہی میں وفات پائی۔ **ابنِ سعد** کے مطابق مہاجرین میں حضرت عدیؓ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ارضِ حبشہ کو آرام گاہ بنایا۔ ہجرتِ حبشہ دوم میں ان کے ساتھ ان کے بیٹے نعمان بن عدی بھی شامل تھے۔

عُروہ بن عبدالعزیٰؓ: یہ بنی عدی بن کعب میں سے ہیں۔ یہ ہجرتِ حبشہ دوم میں شامل تھے۔ ان کے ساتھ ان کے قبیلے کے معمر بن عبداللہ، عدی بن نضلہ، نعمان بن عدی اور عامر بن ربیعہ اور عامر کی بیوی لیلیٰ بنت خُثیمہ شامل تھیں۔

عفیف کندیؓ: **ڈاکٹر محمد طاہر القادری** نے عفیف کندی کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ پانچویں نمبر پر مسلمان ہوئے تھے اور انھوں نے اپنے اسلام کو چُھپائے رکھا تھا۔

عقبہ بن وہبؓ: حضرت عقبہ بن وہب عَقبۂ اولیٰ اور عَقبۂ ثانیہ میں شریک تھے۔ **ابنِ اسحاق** کے مطابق یہ انصار میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے اور حضور ﷺ کے پاس ہی مکہ میں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حضور ﷺ نے مدینہ ہجرت کی تو انھوں نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ غزوہ اُحد میں شریک تھے۔ اور انھوں نے ابو عبیدہؓ کے ساتھ مل کر غزوہ اُحد میں حضور ﷺ کی کنپٹیوں سے خُود کے حلقے نکالے تھے۔ **ابنِ اثیر** کہتے ہیں کہ بعض کے خیال میں وہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح تھے یا یہ دونوں تھے۔

عُکاشہ بن محصنؓ: حضرت عُکاشہؓ بن محصن کے بارے میں **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ یہ مکّہ میں ہجرت مدینہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور حضور ﷺ مدینہ پہنچے تو یہ بھی دوسرے صحابۂ کرام کے ساتھ مدینہ پہنچے۔ **بخاری** میں ہے کہ ایک بار حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ستّر ہزار آدمی بغیر حساب کتاب کے بخش دیئے جائیں گے۔ تو حضرت عکاشہؓ نے فوراً عرض کی یا رسولُ اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم

بھی ان ہی میں ہو۔ یہ سن کر ایک اور صحابی نے اپنے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ عکاشہ ؓ تم پر سبقت لے گیا۔ اس واقعہ کے بعد یہ جملہ ضرب المثل بن گیا کہ جب کوئی کسی پر سبقت لے جاتا تو کہتے فلاں عکاشہ ؓ کی طرح سبقت لے گیا۔

علی بن ابو طالب ؓ: حضرت علی ؓ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ حضرت علی ؓ کی عمر چار یا پانچ برس کی تھی کہ حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب سے ہمیشہ کے لیے انھیں اپنی سرپرستی میں لے لیا تھا۔ اس کے بعد یہ ہر وقت حضور ﷺ کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔ ہجرتِ مدینہ کے وقت حضور ﷺ حضرت علی ؓ کو صرف اس لیے چھوڑ گئے تھے کہ حضور ﷺ کے پاس کفّار کی جو امانتیں رکھی ہوتی تھیں' وہ ان کے مالکوں تک پہنچا دیں۔ حضرت علی ؓ نے حکم کی تعمیل کی' مکّہ میں تین دن ٹھہر کر لوگوں کو ان کی امانتیں واپس کیں اور حضور ﷺ کے پاس پہنچے جو حضرت کلثوم بن ہدم کے یہاں تشریف فرما تھے۔

عمّار بن یاسر ؓ: حضرت عمار بن یاسر کے بارے میں **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ اسلام لانے میں ان کا ساتواں نمبر تھا۔ ان کا شمار نہایت جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان کے تمام گھر والوں کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں سزائیں دی گئیں۔ ان کی والدہ سُمیّہ ؓ اسلام کی پہلی شہیدہ ہیں جنھیں ابو جہل نے قتل کر دیا تھا۔ ان کی والد یاسر اور بھائی عبداللہ کو بھی کفار نے اسلام پر قائم رہنے کی وجہ سے اذیتیں دے کر شہید کر دیا تھا۔ جب حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو حضرت عمّار بھی دیگر مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کر گئے اور حضرت مبشر بن عبد المنذر کے مہمان بنے یہ مسجدِ قُبا کی تعمیر میں بھی شریک ہُوئے تھے۔

عمر بن حارث ؓ: حضرت عمر بن حارث کے بارے میں **ڈاکٹر یٰسین مظہر صدّیقی** نے لکھا ہے کہ یہ شروع دعوتِ اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔

عمر بن خطّاب ؓ: حضرت عمر ؓ نہایت جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ یہ شروع شروع میں اسلام کی بہت مخالفت کرتے تھے اور ہجرتِ حبشہ دوم کے بعد ایمان لائے۔ ان کے مسلمان ہونے کے بعد پہلی بار کعبہ میں مسلمانوں نے علانیہ نماز ادا کی اور کُفّار کو مخالفت کی جُرأت نہ

ہُوئی۔ جب مدینہ کی طرف ہجرت کا موقع آیا تو بھی حضرت عمر ؓ نے علانیہ ہجرت کی۔ پہلے کعبہ کے سات چکر لگائے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی اور کُفّار کو مخاطب کر کے کہا کہ جو شخص' اپنی بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنانا چاہے تو وہ مجھے ہجرت سے روکے۔ حضرت عمر ؓ کے یہ تیور دیکھ کر قریش کچھ نہ کر سکے۔ حضرت عمر ؓ نے حضور ﷺ کی ہجرت سے پندرہ دن پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

عمران بن حصین ؓ: **ضیاء النبی ﷺ** میں عمران بن حصین کا نام بھی ان افراد میں شامل ہے۔ جنھوں نے شروع ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

عمرو بن ابی شُرَیح بن ربیعہ ؓ: **ابنِ اسحاق** نے ۳۶ افراد کے نام گنوائے ہیں جنھوں نے ہجرتِ حبشہ اول کے بعد اور حضرت جعفرِ طیّار اور ان کے ساتھیوں سے قبل مکہ سے حبشہ ہجرت کی تھی۔ ان میں حضرت عمرو بن ابی شُریح کا بھی ذکر ہے۔ **ابنِ ہِشام** انھیں ہجرتِ حبشہ دوم میں شامل کرتے ہیں۔

عَمرو بن اُمِ مکتُوم ؓ: حضرت عمرو ؓ بن اُمِ مکتوم ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ حضرت حمزہ ؓ زید بن حارثہ' ابو مرثد اور حضور ﷺ کے غلام ابو کبشہ کے بعد مدینہ ہجرت کی۔ **استیعاب** میں ایک جگہ لکھا ہے کہ شاید عبداللہ بن ام مکتوم اور عمرو بن ام مکتوم ایک ہی شخصیت ہوں۔

عَمرو بن جہم ؓ: **ابنِ ہِشام** نے لکھا ہے کہ حضرت عَمرو بن جہم نے اپنے ماں باپ اور اپنی بہن خُزَیمہ بنت جہم کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

عَمرو بن حارث ؓ: حضرت عَمرو بن حارث نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ہجرتِ حبشہ اول کے مہاجرین میں ان کا نام شامل نہیں ہے مگر **ابنِ اسحاق** نے حضرت جعفر سے پہلے حبشہ ہجرت کرنے والوں میں ان کا نام بھی لکھا ہے۔ ہجرتِ حبشہ دوم میں بھی ان کا نام شامل ہے۔

عَمرو بن سُراقہ ؓ: دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ مکہ کے دوسرے مہاجرین کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئے اور حضرت رفاعہ بن عبد المنذر کے ہاں ٹھہرے۔

عَمْرو بن سعیدؓ: ابنِ اثیر کے مطابق یہ مسلمان ہوئے اور دونوں ہجرتیں کیں۔ یہ اپنے بھائی خالد بن سعید بن عاص سے کچھ دن پہلے ایمان لائے اور دونوں بھائیوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ عَمْرو کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بھی تھیں۔ یہ حبشہ سے مسلمانوں کے قافلہ کے ساتھ کشتی کے ذریعے غزوۂ خیبر کے دوران مدینہ پہنچے۔ پھر مدینہ آنے کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے۔

عَمْرو بن طریفؓ: یہ حدس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا بیٹا حضرت طفیل بن عَمْرو اس قبیلے کا رئیس تھا اور تجارت کی غرض سے مکہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔ **معین الدین ندوی** کے مطابق انھوں نے گھر جا کر اپنے باپ اور بیوی سے کہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اس لیے اب میرا آپ لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ باپ نے کہا بیٹا جو تمہارا دین' وہی میرا دین' اور مسلمان ہو گیا۔ بیوی نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

عَمْرو بن عثمانؓ: حضرت عَمْرو بن عثمان مکہ میں دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہوئے اور ہجرتِ حبشہ دوم میں دوسرے مہاجرین کے ساتھ حبشہ گئے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں معرکۂ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ یہ لاولد تھے۔

عَمْرو بن عنبسہ اسلمیؓ: حضرت عمرو بن عنبسہ کے بارے میں **ابنِ خلدون** لکھتے ہیں کہ یہ حضورِ اکرم ﷺ کے دوست تھے اور ان کے قبولِ اسلام کے وقت صرف حضرت ابوبکر اور حضرت بلال مسلمان ہوئے تھے۔ خود عمرو بن عنبسہ بھی کہتے ہیں کہ میں ان دنوں چوتھا مسلمان تھا۔ یہ قبیلہ بنو سلم کے رئیس تھے اور حضرت ابوذر غفاری کے ماموں تھے **جوامع السیرة** میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے نبوّت کا اعلان کیا تو یہ مکہ میں نہیں تھے۔ جب یہ مکہ میں آئے اور انھیں اسلام کا معلوم ہوا تو یہ فوراً مسلمان ہو گئے۔ **سیرتِ دحلانیہ** لکھا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عَمْرو بن عنبسہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں گزارش کی کہ اگر آپ ﷺ فرمائیں تو میں ہمیشہ کے لیے آپ ﷺ کے پاس ٹھہروں یا واپس چلا جاؤں۔ حضور ﷺ نے انھیں ان کے علاقے میں جانے کی اجازت دے دی۔

عَمْرو بن عتبہ اسلمیؓ: ضیاء النبی ﷺ میں لکھا ہے کہ حضرت عَمْرو بن عتبہ اسلمی دعوت اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور اس طرح یہ بھی سابقینِ اسلام میں شامل ہیں۔

عَمْرو بن عوفؓ: حضرت عمروؓ بن عوف ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ گئے۔

عَمْرو بن محصنؓ: حضور ﷺ کے حکم پر جب مسلمان مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو حضرت عَمْرو بن محصن نے بھی مدینہ کی راہ لی۔

عُمیر بن ابی وقاصؓ: حضرت عُمیر نے ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ ۱۴ سال کی عمر میں ہجرت کی اور مدینہ پہنچے۔ ۲ ہجری میں غزوہ بدر کے موقع پر یہ چھپتے پھر رہے تھے۔ ان کے بھائی سعد بن ابی وقاص نے دیکھا تو چھپنے کی وجہ پوچھی۔ کہنے لگے کہ میں جنگ میں شامل ہونا چاہتا ہوں کہ شاید مجھے شہادت نصیب ہو مگر مجھے خوف ہے کہ حضور ﷺ مجھے چھوٹا سمجھ کر نہیں جانے دیں گے۔ جب حضور ﷺ نے سب صحابہ کو دیکھا تو انھیں کم سن قرار دے کر واپس جانے کو کہا۔ یہ سن کر رونے لگے۔ ان کو روتا دیکھ کر حضور ﷺ نے نہ صرف ان کو جنگ میں شامل ہونے کی اجازت دی بلکہ اپنے دستِ مبارک سے ان کے تلوار باندھی۔ یہ اسی غزوہ میں شہید ہو گئے۔

عُمیر بن رباب رضی اللہ عنہ**:** حضرت عمیرؓ کے بارے میں **ابنِ سعد** لکھتے ہیں کہ یہ ہجرتِ حبشہ دوم میں شرک ہوتے تھے اور اذنِ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے تھے۔

عیّاش بن ابی ربیعہؓ: حضرت عیاش ابوجہل کے بھائی تھے۔ مگر دعوتِ حق کے ابتدائی دور میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرتِ حبشہ دوم میں اپنی بیوی اسماء کے ساتھ حبشہ گئے تھے۔ جہاں ان کے ہاں ایک بیٹا عبداللہ پیدا ہوا۔ پھر حبشہ سے مکہ آئے اور مکہ سے حضرت عمرؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

عیاض بن زُہیرؓ: ابنِ سعد کے مطابق حضرت عیاضؓ بن زُہیر ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک تھے اور یقیناً" اس سے پہلے مسلمان ہوئے۔

فراس بن نضر بن حارثؓ: حضرت فراس بن نضر نے ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور ہجرتِ حبشہ دوم میں شرکت کی تھی۔ ان کے مدنی حالات نہیں ملتے۔ **اصابہ** اور **استیعاب** میں لکھا ہے کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں شام کی لڑائیوں میں شرکت کی تھی اور غزوہ یرموک میں شہید ہوئے تھے۔

قدامہ بن مظعونؓ: حضرت قدامہ حضرت عمرؓ کے بہنوئی اور عبداللہ بن مظعون کے بھائی تھے۔ **ابنِ اثیر** کے مطابق یہ آغازِ اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور اپنے بھائیوں عثمان بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئے تھے۔ **سیرۃ ابنِ اسحاق** میں حضرت جعفرِ طیارؓ اور ان کے ساتھیوں سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے ۳۶ افراد کے نام لکھے ہیں۔ اور ان میں قدامہ بن مظعون کا نام بھی شامل ہے۔ تمام اہلِ سیَر ہجرتِ حبشہ اوّل میں ان افراد کو شامل نہیں کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ بعد میں اِکّا دُکّا صورت میں یہ بھی حبشہ پہنچتے رہے ہوں اور دوسری باقاعدہ ہجرت سے پہلے یہ حبشہ پہنچ چکے ہوں مگر ان کے بارے میں مزید تفصیلات نہیں مل سکیں۔ **مستدرک حاکم** میں ہے کہ یہ حبشہ سے مدینہ آئے اور سب سے پہلے غزوہ بدر میں شریک ہوتے۔

قیس بن حذافہؓ: حضرت قیسؓ بن حذافہ ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک تھے۔ **ابنِ ہشام** نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں ان کا نام بھی شامل کیا ہے۔ اور ان کا نسب یوں لکھا ہے۔ قیس بن حذام بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم۔

قیس بن عبداللہؓ: حضرت، قیسؓ ام المومنین حضرت امِ حبیبہؓ کے پہلے شوہر عُبیدُاللہ بن جحش کے خادم تھے۔ اور ان کی بیٹی آمنہ بنتِ قیس ام المومنین حضرت امِ حبیبہؓ کی دایہ تھیں۔ یہ ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور اپنے آقا کے ہمراہ اپنی بیوی برکہ بنتِ یسار کو لے کر حبشہ گئے تھے۔ وہاں ان کے آقا نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا مگر یہ اسلام پر قائم رہے۔

کبشہ (غلامِ مصطفیٰ ﷺ): حضرت کبشہؓ حضورِ اکرم ﷺ کے غلام تھے۔ ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ علاقہ دوس کے غیر خالص عربوں میں سے

تھے۔ بعض فارسی اور بعض مکّی بتاتے ہیں۔ انھیں حضور ﷺ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ متعیّن نہیں ہے مگر چونکہ یہ حضور ﷺ کے غلام تھے، اس لیے قیاس ہے کہ انھوں نے ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا ہو گا۔ **ابنِ ہشام** نے بھی لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے غلام ابو کبشہ اور آنسہؓ نے آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کے ساتھ مدینہ ہجرت کی اور یہ سب کُلثُوم بن ہِدم کے ہاں ٹھہرے۔ **ابن ہشام** کے مطابق حضرت حمزہؓ نے حضور ﷺ کی مدینہ ہجرت سے پہلے ہجرت کی تھی۔ انھیں کبشہ اور بعض لوگ ابو کبشہ لکھتے ہیں۔

کُلثُوم بن ہِدمؓ: حضرت کلثومؓ بن ہِدم قُبا میں رہتے تھے اور بہت بوڑھے تھے۔ جب حضور ﷺ مدینہ کی طرف چلے تو راستے میں قُبا کے مقام پر ان کے ہاں کچھ دن قیام کیا۔ اور ان کی زمین پر مسجدِ قبا بنائی جس کی تعمیر میں خود حضور ﷺ بھی شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ انھیں یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ حضور ﷺ کی ہجرت کے بعد سب سے پہلے حضرت کلثومؓ ہی نے وفات پائی اور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے والے بیشتر صحابہ کی میزبانی بھی حضرت کلثوم نے کی تھی۔

مالک بن ابی خولیؓ: **ابنِ ہشام** حضرت مالک بن ابی خولی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنے بھائی خولی بن ابی خولی کے ساتھ حضور ﷺ کے حکم پر ہجرتِ نبویؓ سے پہلے مدینہ ہجرت کی تھی۔ **ابنِ اسحاق** کے مطابق ان دونوں بھائیوں کی اولاد نہیں تھی۔

مالک بن زمعہؓ: حضرت مالکؓ بن زمعہ ام المومنین حضرت سودہؓ کے سگے بھائی تھے۔ **ابنِ سعد** کے مطابق یہ شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرتِ حبشہ دُوم میں اپنی بیوی عُمَیرہ کے ہمراہ شریک تھے۔

مالک بن عمروؓ: حضرت مالک بن عمرو کا تعلّق بنی غنم بن دودان سے تھا اور وہ پورا قبیلہ ہجرتِ مدینہ سے پہلے مسلمان ہو چکا تھا۔ جب حضورِ اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کی اجازت دی تو بنی غنم کے تمام مرد اور عورتوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ **ابنِ**

فراس بن نضر بن حارثؓ: حضرت فراس بن نضر نے ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور ہجرتِ حبشہ دوم میں شرکت کی تھی۔ ان کے مدنی حالات نہیں ملتے۔ **اصابہ** اور **استیعاب** میں لکھا ہے کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں شام کی لڑائیوں میں شرکت کی تھی اور غزوہ یرمُوک میں شہید ہوئے تھے۔

قدامہ بن مظعونؓ: حضرت قدامہ حضرت عمرؓ کے بہنوئی اور عبداللہ بن مظعون کے بھائی تھے۔ **ابنِ اثیر** کے مطابق یہ آغازِ اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور اپنے بھائیوں عثمان بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئے تھے۔ **سیرۃِ ابنِ اسحاق** میں حضرت جعفرِ طیّار اور ان کے ساتھیوں سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے ۳۶ افراد کے نام لکھے ہیں۔ اور ان میں قدامہ بن مظعون کا نام بھی شامل ہے۔ تمام اہلِ سِیَر ہجرتِ حبشہ اوّل میں ان افراد کو شامل نہیں کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ بعد میں اِکّا دُکّا صورت میں یہ بھی حبشہ پہنچتے رہے ہوں اور دوسری باقاعدہ ہجرت سے پہلے یہ حبشہ پہنچ چکے ہوں مگر ان کے بارے میں مزید تفصیلات نہیں مل سکیں۔ **مستدرک حاکم** میں ہے کہ یہ حبشہ سے مدینہ آئے اور سب سے پہلے غزوہ بدر میں شریک ہوتے۔

قیس بن حذافہؓ: حضرت قیسؓ بن حذافہ ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک تھے۔ **ابنِ ہشام** نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں ان کا نام بھی شامل کیا ہے۔ اور ان کا نسب یوں لکھا ہے۔ قیس بن حذام بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم۔

قیس بن عبداللہؓ: حضرت، قیسؓ اُمّ المومنین حضرت اُمِّ حبیبہؓ کے پہلے شوہر عُبیدُاللہ بن جحش کے خادم تھے۔ اور ان کی بیٹی آمنہ بنتِ قیس اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ حبیبہؓ کی دایہ تھیں۔ یہ ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور اپنے آقا کے ہمراہ اپنی بیوی برکہ بنتِ یسار کو لے کر حبشہ گئے تھے۔ وہاں ان کے آقا نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا مگر یہ اسلام پر قائم رہے۔

کبشہ (غلامِ مصطفیٰ ﷺ)ؓ: حضرت کبشہؓ حضورِ اکرم ﷺ کے غلام تھے۔ ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ علاقہ دوس کے غیر خالص عربوں میں سے

تھے۔ بعض فارسی اور بعض مکّی بتاتے ہیں۔ انھیں حضور ﷺ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ متعیّن نہیں ہے مگر چونکہ یہ حضور ﷺ کے غلام تھے، اس لیے قیاس ہے کہ انھوں نے ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا ہو گا۔ **ابنِ ہشام** نے بھی لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے غلام ابو کبشہ اور آنسہؓ نے آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کے ساتھ مدینہ ہجرت کی اور یہ سب کُلثُوم بن ہِدم کے ہاں ٹھہرے۔ **ابنِ ہشام** کے مطابق حضرت حمزہؓ نے حضور ﷺ کی مدینہ ہجرت سے پہلے ہجرت کی تھی۔ انھیں کبشہ اور بعض لوگ ابو کبشہ لکھتے ہیں۔

کُلثُوم بن ہِدمؓ: حضرت کلثومؓ بن ہِدم قُبا میں رہتے تھے اور بہت بوڑھے تھے۔ جب حضور ﷺ مدینہ کی طرف چلے تو راستے میں قُبا کے مقام پر ان کے ہاں کچھ دن قیام کیا۔ اور ان کی زمین پر مسجدِ قبا بنائی جس کی تعمیر میں خود حضور ﷺ بھی شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ انھیں یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ حضور ﷺ کی ہجرت کے بعد سب سے پہلے حضرت کلثومؓ ہی نے وفات پائی اور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے والے بیشتر صحابہ کی میزبانی بھی حضرت کلثوم نے کی تھی۔

مالک بن ابی خولیؓ: **ابنِ ہشام** حضرت مالک بن ابی خولی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنے بھائی خولی بن ابی خولی کے ساتھ حضور ﷺ کے حکم پر ہجرتِ نبویؓ سے پہلے مدینہ ہجرت کی تھی۔ **ابنِ اسحاق** کے مطابق ان دونوں بھائیوں کی اولاد نہیں تھی۔

مالک بن زمعہؓ: حضرت مالکؓ بن زمعہ اُمّ المؤمنین حضرت سودہؓ کے سگے بھائی تھے۔ **ابنِ سعد** کے مطابق یہ شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرتِ حبشہ دُوم میں اپنی بیوی عُمَیرہ کے ہمراہ شریک تھے۔

مالک بن عَمرُوؓ: حضرت مالک بن عمرُو کا تعلّق بنی غنم بن دودان سے تھا اور وہ پورا قبیلہ ہجرتِ مدینہ سے پہلے مسلمان ہو چکا تھا۔ جب حضورِ اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کی اجازت دی تو بنی غنم کے تمام مرد اور عورتوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ **ابنِ**

اثیر اور **ابنِ اسحاق** نے بھی لکھا ہے کہ حضرت مالک بنی غنم نے قبیلہ کے افراد میں شا
ہو کر مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ **ابنِ ہشام** نے بھی مدینہ ہجرت کرنے والوں میں ان کا
لکھا ہے۔

محرز بن نضلہؓ: حضرت محرز بن نضلہ کے اسلام قبول کرنے کے زمانے کا تعین نہیں ہو
مگر یہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ **معین الدین ندوی** ابنِ سعد کے حوالے سے لکھتے
ہیں کہ زمانۂ اسلام کا تعین نہ ہو سکنے کے باوجود یہ مومنینِ سابقین میں سے ہیں۔

محمد بن حاطبؓ: حضرت حاطب بن حارث کے بیٹے ہیں۔ ان کو **ابنِ ہشام** نے حبشہ د
میں ہجرت کرنے والوں میں شریک کیا ہے۔ یہ اس وقت بچے تھے۔ ایک روایت ہے کہ
حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔ **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ یہ اسلام کے بعد پہلے بچے تھے جن کا نام م
رکھا گیا تھا۔ حضرت محمد بن حاطب کی والدہ انھیں حبشہ سے لے کر مدینہ حضور ﷺ کی
خدمت میں پہنچیں تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ محمد بن حاطب ہیں۔ یہ پہلا بچہ
جو آپ ﷺ کا ہم نام ہے۔ حضور ﷺ نے محمد بن حاطب کے منہ میں اپنا لعا
دہن ڈالا اور سر پر ہاتھ پھیرا۔ پھر دعا فرمائی۔

محمد بن عبداللہ بن جحشؓ: حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش کے بارے میں **ابنِ اثیر**
لکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنے والد اور دو چچاؤں کے ہمراہ حبشہ کو ہجرت کی تھی اور وہاں
اپنے والد کے ساتھ ہجرت کی۔ **واقدی** لکھتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ کی پیدائش ہجرتِ مدینہ
سے پانچ برس پہلے ہوئی تھی۔ جب حضرت عبداللہ بن جحش غزوۂ اُحد کے لیے روانہ ہو
لگے تو انھوں نے حضور ﷺ کو اپنے بیٹے محمد کا وصی مقرر کیا تھا۔

محمید بن جزءؓ: حضرت محمیدؓ دعوتِ اسلام کے ابتدائی دنوں میں مسلمان ہوئے تھے
اور ہجرتِ حبشہ دوم میں شامل تھے حبشہ سے غزوہ مریسیع کے زمانے میں مدینہ پہنچے تھے۔ ا
کی بیٹی کی شادی حضرت عباسؓ کے چھوٹے بیٹے فضل بن عباس سے ہوئی تھی۔

مدلج بن عمروؓ: حضرت مدلجؓ بنی غنم بن دودان سے تھے اور مدینہ کی طرف ہجرت کر
والے مسلمانوں میں سے تھے۔ ہجرتِ مدینہ سے پہلے بنی غنم کے پورے قبیلہ نے اسلام قبو

کر لیا تھا اور جب حضور ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے مسلمانوں کو حکم
دیا تو بنی غنم بن دودان مدینہ ہجرت کر گئے۔ ان میں حضرت مدلجؓ کے بھائی حضرت مالک،
حضرت ثقیف اور حضرت صفوان بھی شامل تھے۔ **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ یہ تمام بھائی غزوہ بدر
میں موجود تھے۔ اور حضرت مدلجؓ بھی حضور ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شامل
رہے اور ۵۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

مُرثد بن ابو مُرثد غنویؓ: حضرت مرثدؓ غنوی دعوتِ اسلام کی ابتدا ہی میں مسلمان
ہو گئے تھے اور غزوۂ بدر سے پہلے مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔ **مستدرک حاکم** میں
ہے کہ غزوۂ بدر میں یہ حضورِ اکرم ﷺ کے پہلو بہ پہلو سبل نامی گھوڑے پر سوار تھے
اور بہادری سے لڑ رہے تھے۔

مسطح بن اثاثہؓ: حضرت مسطحؓ بہت ابتدا میں مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ حضرت ابو بکر
صدیق کے خالہ زاد بھائی تھے۔ **معین الدین ندوی** لکھتے ہیں کہ حضرت مسطحؓ کی ہجرت
کے وقت کا تعین نہیں ہے مگر یہ غزوہ بدر سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے اور بدر
میں شریک ہوئے تھے۔ انھوں نے عبیدہ بن حارث کے ذکر میں لکھا ہے کہ عبیدہ نے اپنے دو
بھائیوں طفیل اور حصین کے ساتھ حضرت مسطح بن اثاثہ کو بھی ساتھ لیا اور ہجرتِ نبوی
ﷺ سے پہلے مدینہ کو ہجرت کی۔

مسعود بن القادریؓ: **ضیاء النبیؐ** میں **پیر محمد کرم شاہ** نے اور **نقوش**
(رسولؐ نمبر جلد ۵) میں ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی نے انھیں سابقینِ اسلام میں لکھا ہے۔

مسعود بن ربیعؓ: حضرت مسعود بن ربیع اسلام کی ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ حضورِ
اکرم ﷺ نے جب مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا تو یہ بھی دوسرے صحابۂ کرام
کی طرح مدینہ ہجرت کر گئے۔ مدینہ میں حضور ﷺ نے ان کے اور حضرت ابو عبیدہ بن
تیہان میں بھائی چارہ کروا دیا۔

مسعودؓ بن ہنیدہؓ: حضرت مسعود بن ہنیدہ قبیلہ اسلم کی ایک شاخ بنو سہم کے ایک
سرکردہ شخص ابو تمیم اوس بن حجر کے غلام تھے۔ یہ حضور ﷺ کے سفرِ ہجرتِ مدینہ کے

دوران مسلمان ہوئے تھے اور مدینہ تک کا راستہ بتایا تھا۔ **ابن اثیر** نے ان کا ذکر کیا ہے کہ
مسعودؓ نے کہا کہ میں دوپہر کو العدوات میں موجود تھا اور وہاں حضرت ابوبکرؓ ایک شخص
کے ساتھ میرے پاس آئے اور کہا کہ جا کر اپنے آقا کو میرا پیغام دو کہ مجھ ایک اونٹ' توشہ اور
رہبر بھیجیں۔ حضرت ابوبکرؓ کو میں جانتا تھا کیونکہ وہ میرے آقا کے دوست تھے۔ میں نے
اپنے آقا کو جا کر یہ پیغام دیا تو انھوں نے ایک اونٹ' ایک مشک دودھ اور ایک صاع کھجور دے
کر کہا کہ تم اس راستے سے واقف ہو اس لیے تم بطور رہبر ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ چنانچہ میں
ان کو لے کر کوہِ رکوبہ تک گیا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھانی
شروع کی۔ جب میرے کانوں میں قرآن کی آیات پڑیں تو میرے دل میں اسلام اسی وقت
داخل ہوا اور میں نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب ہم قبا میں اُترے تو میں
نے وہاں بھی حضور ﷺ کے ساتھ پانچ نمازیں پڑھیں۔ جب میں رخصت ہونے لگا تو
حضور ﷺ کے حکم پر حضرت ابوبکر نے مجھے بیس درہم اور ایک چادر دی۔ میں نے جا کر
اپنے آقا کو اپنے مسلمان ہونے کا بتایا۔ بعد میں وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

مُصعَب بن عُمَیرؓ: حضرت مصعبؓ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب حضور
ﷺ دارِ ارقم میں تھے۔ انھوں نے ایک عرصہ تک اسلام کو چُھپائے رکھا مگر ایک دن
انھیں نماز پڑھتے دیکھ کر عثمان بن طلحہ نے ان کے گھر والوں کو خبر کردی اور اس وجہ سے یہ
مصیبتوں میں گھر گئے۔ جب مسلمان حبشہ جانے لگے تو یہ بھی حبشہ چلے گئے اور پھر وہاں سے
واپس مکہ آئے۔ جب مدینہ والوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں اپنی تعلیم اور تلقین
کے لیے کسی کو مامور فرمانے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے انھیں مدینہ بھیج دیا۔
وہاں یہ قرآن اور اشاعتِ اسلام میں مصروف رہے اور حضور ﷺ کی اجازت سے مدینہ
میں انھوں نے نمازِ جمعہ کی بنیاد ڈالی۔ اور دوسرے برس ۷۳ مسلمان مدینے سے بیعتِ عقبۂ
کبریٰ کی صورت میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں مکہ پہنچے۔ **ابن سعد** لکھتے ہیں کہ یہ پھر
حضور ﷺ کی خدمت میں رہے اور آپ ﷺ سے بارہ دن پہلے مدینہ کی طرف
ہمیشہ کے لیے ہجرت کی۔ یہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔

مُطّلب بن ازہرؓ: حضرت مطّلب بن ازہر کو **ابن ہشام** ہجرتِ حبشہ دُوُم کے افراد میں
شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی بیوی بھی ان کے ساتھ شریک ہوئیں اور حبشہ میں ان کا
ایک بیٹا عبداللہ پیدا ہوا۔ اسلام کے بعد عبداللہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے باپ کی میراث پائی۔

معتب بن عوفؓ: حضرت معتب بن عوف کو **ابنِ ہشام' ابنِ اسحاق** اور **ابنِ
اثیر** نے مہاجرینِ حبشہ میں شامل کیا ہے۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی اور انھوں نے حضور
ﷺ کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی تھی اور حضور ﷺ نے ان کے اور حضرت
ثعلبہ بن حاطب انصاری کے درمیان مواخات قائم کردی تھی۔

معمر بن ابی سرحؓ: حضرت معمرؓ بن ابی سرح اسلام کے ابتدائی زمانہ ہی میں مسلمان ہو
گئے تھے۔ ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک تھے۔ وہاں سے مدینہ پہنچے اور حضرت کُلثوم بن ہِدم کے
گھر مہمان ہوتے۔ یہ حضرت ابوعبیدہؓ کے بہنوئی تھے۔

معمر بن حارثؓ: حضرت معمرؓ حضرت عثمان بن مظعون کے بھانجے تھے۔ ان کی والدہ کا
نام قتیلہ تھا۔ انھوں نے اس وقت اسلام قبول کیا تھا جب حضورِ اکرم ﷺ ابھی حضرت
ارقم کے گھر تشریف نہیں لائے تھے۔ **ابن اثیر** نے لکھا ہے کہ یہ اپنے بھائیوں کے ساتھ
ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک تھے۔ **ابنِ اسعد** کے مطابق حضرت معمرؓ بن حارث نے مکہ
سے مدینۂ طیبّہ ہجرت کی اور حضور ﷺ نے ان کے اور حضرت معاذ بن عفراء کے
درمیان مواخات کرادی۔

معمر بن عبداللہؓ: حضرت معمرؓ بن عبداللہ ابتدائے اسلام ہی میں ایمان لے آئے
تھے۔ اور ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک تھے۔ حبشہ سے واپس آکر ایک طویل عرصہ تک مکہ ہی
میں قیام کیا اور مدینہ کی ہجرت میں تاخیر کی۔ اس لیے انھیں غزوات میں شریک ہونے کا موقع
نہیں ملا۔ مدینہ آنے کے بعد حضورِ اکرم ﷺ کے ساتھ حجتہ الوداع میں شریک ہوئے۔
اس موقع پر حضورِ اکرم ﷺ کی سواری مبارک کا اہتمام انھی کے سپرد تھا۔ اور کجاوہ
وغیرہ یہی کستے تھے۔ ایک دن حضور ﷺ نے انھیں کہا کہ ﷺ کجاوہ ڈھیلا معلوم
ہوتا ہے۔ انھوں نے عرض کی کہ میں نے تو حسب معمول کسا تھا۔ اس لیے ضرور کسی حاسد

نے ڈھیلا کر دیا ہو گا۔ میری جگہ کسی دوسرے کو یہ خدمت ملے۔ تو حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم مطمئن رہو۔ میں تمہاری جگہ کسی دوسرے کو مقرّر نہیں کروں گا۔

معیقیب بن ابی فاطمہؓ: حضرت معیقیب ؓ شروعِ اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک تھے۔ یہ حبشہ سے خیبر کے زمانہ میں مدینہ آئے تھے۔ حضورِ اکرم ﷺ کی خاتمِ رسالت (مُہر مبارک) انہی کے پاس رہتی تھی۔ اسی نسبت کی وجہ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ ان کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ حضرت عمر ؓ کو ان سے اس قدر محبّت تھی کہ حضرت معیقیب ؓ کو ایک بار جذام کی شکایت ہوگئی تو نہ صرف حضرت عمر ؓ نے دور سے طبیبوں کو بلا کر ان کا علاج کروایا' خود بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے پیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ طرزِ عمل تمہارے ساتھ مخصُوص ہے۔

مقداد بن اسْودؓ: حضرت مقداد اوّل ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔ انہوں نے حبشہ کو ہجرت کی اور کچھ عرصے بعد وہاں سے واپس آ گئے۔ جب مدینہ کو ہجرت شروع ہوئی تو مقداد ہجرت نہ کر سکے۔ کچھ عرصہ بعد حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ اور بعد میں آپ ﷺ نے عُبیدہ بن حارث کو ایک دستہ فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اس دوران ان کی ملاقات کُفّار کے ایک گروہ سے ہوگئی۔ اس گروہ میں حضرت مقداد اور عتبہ بن غزوان بھی تھے۔ جب دونوں گروہ آمنے سامنے آئے تو یہ دونوں کفّار کے گروہ سے نکل کر مسلمانوں میں شامل ہو گئے۔ اور دونوں دستوں میں کوئی جھگڑا نہ ہُوا۔

منقذ بن نباتہؓ: **ابنِ ہشام** نے حضرت منقذ ؓ بن نباتہ کو بھی حضرت ابو سلمہ ؓ کے بعد مدینہ ہجرت کرنے والوں میں شامل کیا ہے۔

نعمان بن عدیؓ: حضرت نعمان بن عدی اپنے والد حضرت عدی بن نضلہ کے ساتھ ہجرتِ حبشہ دُوم میں شامل تھے۔ وہاں حضرت عدی فوت ہو گئے۔ اور نعمان کو ان کی وراثت منتقل ہوئی۔ اسلام میں حضرت نعمان پہلے وارث تھے۔

نعیم بن عبداللہ النحّام تیمیؓ: حضرت نعیم ؓ نے جب اسلام قبول کیا' اس وقت صرف ۹ یا ۱۰ افراد مسلمان ہوئے تھے۔ حاکم نے **مستدرک** میں لکھا ہے کہ یہ حبشہ کی

ہجرت میں شریک تھے مگر دوسرے اہلِ سِیَر اس کو نہیں مانتے۔ مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا تو یہ بھی جانے لگے مگر بنی عدی کے جن بیواؤں اور یتیموں کی یہ پرورش اور خبر گیری کرتے تھے' انہوں نے کہا کہ ہم کو چھوڑ کر نہ جائیں۔ اس وجہ سے یہ اُس وقت ہجرت نہ کر سکے اور ٦ ہجری میں اپنے خاندان کے چالیس افراد کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو حضورِ اکرم ﷺ نے ان کو گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ فرمایا کہ تمہارا قبیلہ میرے قبیلے سے بہتر تھا کہ تمہارے قبیلے نے تم کو ٹھہرائے رکھا اور میرے قبیلے نے مجھے نکال دیا۔ انہوں نے عرض کی' یارسولَ اللہ ﷺ آپ ﷺ کا قبیلہ میرے قبیلے سے بہتر ہے کیونکہ آپ ﷺ کے قبیلے نے آپ ﷺ کو ہجرت پر آمادہ کیا اور میری قوم نے مجھ کو اس شرف سے محروم رکھا۔

واقد بن عبداللہ تمیمیؓ: حضرت واقد بن عبداللہ آغازِ اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے جب حضورِ اکرم ﷺ کی طرف سے اجازت ملی تو ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے اور حضرت رفاعہ بن عبد المنذر کے ہاں ٹھہرے۔ ان کے ساتھ ان کے حلیف خولی بن ابی خولی اور مالک بن ابی خولی نے بھی مدینہ ہجرت کی تھی۔

وہب بن سعدؓ: حضرت وہب بن سعد کے اسلام قبول کرنے کا زمانہ متعیّن نہیں ہو سکا مگر ابنِ سعد کے مطابق یہ مکّہ ہی میں مسلمان ہوئے۔ اسلام کے بعد مدینہ ہجرت کی اور حضرت کُلثوم بن ہدم کے ہاں قیام کیا۔ چونکہ حضورِ اکرم ﷺ کی مدینہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے حضرت کلثوم بن ہدم نے وفات پائی۔ اس لیے امکان یہی ہے کہ یہ حضورِ اکرم ﷺ کے مکّہ قیام کے دوران ہی مسلمان ہوئے ہوں گے۔

ہاشم بن ابی حذیفہؓ: **ابنِ سعد** کے مطابق یہ قدیم الاسلام اور یہ ہجرتِ حبشہ دُوم میں شریک تھے۔ **معین العین ندوی** لکھے ہیں کہ ان کے بارے میں صرف اتنا ملتا ہے کہ ان کی اولاد نہیں تھی۔

ہبّار بن سُفیانؓ: حضرت ہبّار بن سُفیان حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد کے بھتیجے تھے اور قدیم الاسلام تھے۔ **ابنِ ہشام' ابنِ اسحاق** اور **ابنِ اثیر** کے مطابق یہ ہجرتِ حبشہ میں

شریک تھے۔

ہشام بن ابو حذیفہ بن مغیرہؓ: حضرت ہشامؓ بن ابو حذیفہ کے بارے میں **ابنِ ہشام** لکھتے ہیں کہ یہ ہجرتِ حبشہ دوم میں شامل تھے۔ **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ یہ مہاجرینِ حبشہ میں سے تھے۔ ان لوگوں کے ساتھ واپس مدینہ آئے تھے جو حبشہ سے دو کشتیوں میں سوار ہو کر آئے تھے۔ **ابنِ اسحاق** نے انھیں مہاجرینِ حبشہ میں شامل کیا ہے اور نام ہشام بن ابی حذیفہ ہی لکھا ہے مگر **واقدی** نے ہشام کا نام ہاشم لکھا ہے **موسیٰ بن عقبہ** اور **ابو معشر** نے انھیں مہاجرینِ حبشہ میں شامل نہیں کیا مگر ذکر کیا ہے۔

ہشام بن عاص بن وائل سہمیؓ: حضرت ہشام مشہور دشمن اسلام عاص بن وائل کے بیٹے تھے۔ **سیرۃ ابنِ اسحاق** نے حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں سے قبل مکّہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کی جو فہرست دی ہے' ان افراد میں حضرت ہشامؓ کا نام بھی شامل ہے۔ **مستدرک حاکم** میں ہے کہ حضرت ہشامؓ اسلام قبول کرنے کے بعد مہاجرین کے ساتھ حبشہ چلے گئے' وہاں سے مکہ آئے اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے باپ اور خاندان والوں نے انھیں قید کر لیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو حضرت ہشام نے بھی ہمارے ساتھ جانے کا پروگرام بنایا اور کہا کہ جو وقت مقررہ پر اس مقام پر نہ پہنچ سکا' وہ ضرور کفّار کی قید میں ہوگا۔ اور پھر صبح ہشام بن عاص کے علاوہ باقی صحابہ پہنچ گئے۔ کچھ انتظار کے بعد مسلمان مدینہ چلے گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت ہشام کو کفّار نے روک لیا تھا۔ یہ عرصہ تک قید میں رہے اور غزوۂ خندق کے بعد انھیں موقع ملا اور مدینہ پہنچ گئے۔

یاسرؓ: یہ حضرت عمّار بن یاسر کے والد ہیں۔ حضرت یاسرؓ غلام تھے اور دعوتِ حق کی ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ان کے ساتھ ہی ان کا پورا گھرانا ہی مسلمان ہو گیا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے جرم میں کفّار نے ان پر مظالم ڈھائے۔ حضرت عمّار بن یاسر اور ان کے والدین کو طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں۔ ایک دن انھیں گرم ریت پر لٹا کر اذیتیں دے رہے تھے کہ اُدھر سے حضور ﷺ گزرے اور فرمایا۔ اے یاسر کے بیٹے' صبر کرو۔ تمہیں!

تمھارے ساتھ جنّت کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ مکّہ میں جن اشخاص کو جنّت کی بشارت دی' ان میں حضرت یاسرؓ کے گھر کے افراد تھے۔ ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے آلِ یاسر۔ صبر کرو' تمھارے آرام کی جگہ جنّت ہے۔

حضرت یاسرؓ اور ان کی بیوی سُمیّہؓ اور بیٹے عبداللہ بن یاسرؓ کو کفّار نے اذیتیں دے کر شہید کر دیا۔ حضرت یاسرؓ کے ایک بیٹے عمّارؓ بن یاسر مظالم کے باوجود زندہ رہے حضور ﷺ ان سے بہت محبّت فرماتے تھے۔

یزید بن رقیشؓ: حضرت یزیدؓ بن رقیش حضرت سعید بن رقیش کے بھائی ہیں۔ **ابنِ ہشام** نے انھیں اور ان کے بھائی سعید بن رقیش کو اُن مہاجرین میں شامل کیا ہے جنھوں نے حضور ﷺ کے حکم پر مکّہ سے مدینہ ہجرت کی تھی۔

یزید بن زمعہؓ: حضرت یزید بن زمعہ کی والدہ قریبہ بنتِ ابو اُمیّہ تھیں جو اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہؓ کی بہن تھیں۔ حضرت یزیدؓ دعوتِ اسلام کی ابتداء ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکّی زندگی میں
ایمان لانے والی مہاجر صحابیاتؓ

آمنہ بنتِ رقیسؓ: حضرت آمنہ بنت رقیس بنو غنم بن دودان سے تعلّق رکھتی تھیں اور ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مدینہ اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ ہجرت کر گئی تھیں۔ **طبری** اور **واقدی** نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ آمنہ بنتِ قیس اور آمنہ بنتِ رقیس دراصل ایک ہی خاتون ہیں اور ان کو **ابو موسٰی** نے الگ الگ ذکر کیا ہے۔ خود **ابنِ اثیر** نے بھی ان کا الگ الگ ذکر کیا ہے۔

آمنہ بنتِ قیسؓ: حضرت آمنہ بنتِ قیس نے اپنے والد قیس بن عبداللہ اور والدہ برکہ بنتِ یسار کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

اسماء بنتِ ابو بکر صدّیقؓ: یہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کی بہن اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں۔ ان کا شمار نہایت جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ ان کا نکاح حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوّام سے ہوا تھا۔ یہ ہر روز غارِ ثور میں کھانا لے کر جاتی تھیں۔ جب حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر غارِ ثور سے روانہ ہونے لگے تو حضرت اسماء زادِ سفر لے کر آگئیں مگر اس میں لٹکانے والا بندھن لگانا بھول گئیں۔ جب روانگی کا وقت آیا اور حضرت اسماء نے توشہ لٹکانا چاہا تو دیکھا کہ اس میں بندھن ہی نہیں ہے۔ انھوں نے فوراً اپنا پٹکا یعنی کمربند کھولا اور دو حصّوں میں چاک کر کے ایک میں توشہ لٹکا دیا اور دوسرا کمر سے باندھ لیا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب "ذاتُ النّطاقَین" پڑ گیا۔

اسماء بنتِ سلامہؓ: پیر **محمد کرم شاہ** اور سیّد **مودودی** نے حضرت عیاش بن ابی ربیعہ کی بیوی اسماء بنتِ سلامہ تمیمہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ دعوتِ اسلام کے ابتدائی تین برسوں میں مسلمان ہوئیں۔ حضرت اسماء اپنے خاوند کے ہمراہ حبشہ کی ہجرت میں شریک تھیں اور وہاں ان کے ہاں عبداللہ بن عیاش پیدا ہوئے۔ حبشہ سے مکّہ آئے تو کچھ عرصہ بعد حضرت اسماء اپنے بیٹے کو لے کر ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے حضرت عمرؓ کے ہمراہ مدینہ چلی گئیں مگر کفّار نے عیاش کو روکے رکھا۔ عرصہ بعد وہ بھی مدینہ پہنچ گئے۔

اسماء بنتِ عمیسؓ: حضرت اسماء بنتِ عمیس نے اس وقت اسلام قبول کر لیا تھا جب حضورِ اکرم ﷺ ابھی دارِ ارقم میں مقیم نہیں ہوئے تھے۔ اس زمانے میں ان کے شوہر حضرت جعفرؓ طیّار نے بھی اسلام قبول کیا۔ اس وقت صرف تیس آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ اس طرح حضرت اسماء بنتِ عمیس کو اوّل ایمان لانے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت اسماء نے حضرت جعفر کے ساتھ حبشہ ہجرت کی۔ کئی سال حبشہ میں رہ کر خیبر کے موقع پر مدینہ آئیں اور حضرت حفصہؓ کے گھر ٹھہریں۔ وہاں حضرت عمرؓ آگئے اور حضرت اسماء سے کہنے لگے کہ ہم کو تم پر فضیلت ہے کہ ہم مہاجر ہیں۔ حضرت اسماء کو غصہ آگیا۔ کہنے لگیں کبھی نہیں کیونکہ تم لوگوں کے ساتھ تو حضورِ اکرم ﷺ تھے۔ جو تمہیں کھلاتے اور جاہلوں کو پڑھاتے تھے اور ہماری یہ حالت تھی کہ ہم نہایت دور دراز مقام پر صرف خدا اور رسول (ﷺ) کی خوشنودی کی وجہ سے پڑے رہے۔ اور بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے اور حضرت اسماء سے سارا واقعہ سنا تو حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "انھوں نے ایک ہجرت کی ہے اور تم نے دو ہجرتیں۔ اس لیے تم کو زیادہ فضیلت ہے"۔

اُمّ الفضلؓ بنتِ حارث: ان کا اصل نام لبابہ تھا مگر یہ اپنی کُنیت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ **ابنِ سعد** لکھتے ہیں کہ حضرت اُمّ الفضلؓ نے حضرت خدیجہؓ کے ایمان لانے کے بعد سب عورتوں میں سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ یہ خاتون حضورِ اکرم ﷺ سے بے حد محبّت کرتی تھیں۔ حضرت اُمّ الفضل کے گھر حضورِ اکرم ﷺ تشریف لے جاتے تھے۔

ام ایمنؓ: حضرت ام ایمنؓ حضور اکرم ﷺ کو اپنے والد حضرت عبداللہؓ کی میراث میں ملی تھیں اور انھوں نے حضور ﷺ کو گودوں کھلایا تھا۔ اسی نسبت سے حضور اکرم ﷺ انھیں ماں کہہ کر پکارتے اور فرماتے کہ یہ میرے اہلِ بیت کا حصہ ہیں۔ یہ خاتون ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں۔ انھوں نے حبشہ اور مدینہ طیبہ دو ہجرتیں کی تھیں۔ **ابنِ عبدالبر** کہتے ہیں کہ یہ حضرت رقیہؓ بنتِ رسول اللہ اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہجرتِ حبشہ اوّل میں شریک تھیں۔ **ابنِ سعد** کے مطابق انھوں نے حبشہ میں چند سال رہنے کے بعد غزوۂ اُحد سے پہلے مدینہ ہجرت کی۔ مگر حافظ **ابن عبداللہ، طبری** اور **بلاذری** نے لکھا ہے کہ ہجرتِ مدینہ کے وقت یہ مکّہ میں مقیم تھیں اور چند ماہ بعد ان کے شوہر حضرت زید بن حارثہ حضور ﷺ کے حکم پر آئے اور ام المومنین حضرت سودہؓ اور حضور ﷺ کی دو صاحبزادیوں حضرت فاطمہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کے علاوہ حضرت ام ایمنؓ اور اپنے بیٹے حضرت اسامہؓ کو ساتھ لے کر مدینہ چلے گئے۔ حضرت ام ایمنؓ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ انھوں نے نہ صرف حضور ﷺ کے اجداد کا زمانہ دیکھا بلکہ حضور ﷺ کے وصال اور آپ ﷺ کی تمام اولاد نے بھی حضرت ام ایمنؓ کے سامنے انتقال فرمایا۔

ام حبیب بنتِ ثمامہؓ: **ابنِ ہشام** نے ان کا ذکر ان صحابیات میں کیا ہے، جنھوں نے ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

ام حبیبہؓ بنتِ ابوسفیانؓ: حضرت ام حبیبہؓ قدیم الاسلام ہیں۔ یہ اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئیں۔ وہاں ان کی بیٹی حبیبہؓ پیدا ہوئیں، عبیداللہ جحش عیسائی ہو گیا اور وہیں مر گیا۔ حضرت ام حبیبہؓ کہتی ہیں کہ عبیداللہ کی موت کے بعد ابرہہ کی ایک لونڈی آئی اور اس نے مجھے بتایا کہ حضور ﷺ نے نجاشی کو لکھا ہے کہ وہ آپ سے نکاح کے لیے دریافت کریں۔ میں نے اس پیشکش کو قبول کر لیا اور ابرہہ نے نکاح پڑھانے کے لیے حبشہ میں موجود مسلمانوں کو مجلسِ نکاح میں شرکت کی دعوت دی اور خطبۂ نکاح کے بعد

حضرت ام حبیبہ سے نکاح کی اجازت طلب کی۔ اجازت پر نجاشی نے ان کا مہر چار سو دینار مقرر کیا اور مہمانوں کو کھانا کھلا کر رخصت کیا۔

ام حبیبہؓ بنتِ جحش: حضرت ام حبیبہؓ ام المومنین حضرت زینبؓ بنتِ جحش کی بہن تھیں اور عبدالرحمٰن بن عوف کی بیوی تھیں۔ حضرت ام حبیبہؓ اپنے بہن بھائیوں کی طرح دعوتِ اسلام کے ابتدائی زمانے میں مسلمان ہو گئی تھیں۔ اور مدتوں راہِ حق میں مصائب جھیلتی رہیں۔ یہاں تک کہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مکہ سے مدینہ جا کر آباد ہو گئیں۔ **صحیح مسلم** کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں اپنی بہن ام المومنین حضرت زینبؓ سے بہت محبت تھی اور دن میں کئی کئی بار ان کے گھر جایا کرتی تھیں۔

ام رومانؓ: حضرت ام رومان حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیوی اور ام المومنین حضرت عائشہؓ کی والدہ ہیں۔ حضور ﷺ نے جب اسلام کی دعوت دی تو اس موقع پر حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بلا تامّل آپ ﷺ کی تقلید کی۔ اس موقع پر حضرت ام رومان نے بھی اپنے شوہر حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔ ایک بار حضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ جس کو جنّت کی حوریں دیکھنے کی خواہش ہو تو وہ ام رومانؓ کو دیکھ لے۔ ان کی وفات پر حضور ﷺ ان کی قبر میں اترے اور دعائے مغفرت فرمائی۔

ام سلمہؓ بنتِ ابو امیہ: حضرت ام سلمہؓ کی پہلی شادی حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت برّہ کے بیٹے حضرت ابو سلمہؓ سے ہوئی۔ جو حضور ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ حضرت ام سلمہؓ اور ابو سلمہؓ شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ **ابن اثیر** کے مطابق ان دونوں میاں بیوی نے مہاجرین حبشہ میں سب سے پہلے ہجرت کی تھی۔ جب حضرت ام سلمہؓ ابو سلمہؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگیں تو ان کے گھر والوں نے انھیں خاوند کے ساتھ جانے سے روک دیا اور سسرال والے، بچے سلمہؓ کو گود سے لے کر چلے گئے۔ لیکن

اس کے باوجود ابو سلمہؓ مدینہ ہجرت کر گئے۔ یہ ہر روز راستے میں بیٹھی روتی رہتی تھیں۔ آخر ایک سال بعد میکے والوں نے ترس کھا کر جانے کی اجازت دے دی اور یہ تنہا ہی مدینہ کی طرف چل پڑیں۔ یہ ابھی راستے ہی میں تھیں کہ عثمان بن طلحہ مل گئے۔ انھوں نے حضرت اُمِ سلمہؓ کو ان کے خاوند کے پاس پہنچا دیا۔ حضرت ابو سلمہؓ غزوۂ اُحد میں زخمی ہوئے اور اس زخم کی وجہ سے فوت ہو گئے۔ حضرت ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد حضور ﷺ نے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت اُمِ سلمہؓ نے چند عُذر پیش کیے۔ حضور ﷺ نے ان کی سب شرطیں مان لیں اور نکاح کر لیا۔

اُمِ شریک دوسیہؓ: ان کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو عامر بن لوی سے تھا۔ یہ ابو العکر دوسی کی بیوی تھیں۔ جب مسلمان ہوئیں تو چپکے چپکے قریش کے گھروں میں جا کر انھیں اسلام کی طرف مائل کرتیں۔ قریش کو علم ہوا تو انھوں نے انھیں پکڑ کر ان کے قبیلے میں بھیج دیا۔

اُمِ عبدؓ: یہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی والدہ تھیں۔ ان کے بارے میں مخدوم محمد ہاشم سندھی لکھتے ہیں کہ یہ پہلے سالِ نبوت میں مسلمان ہوئیں۔

اُمِ عیسؓ: ان کا تعلق بنو تیم بن مرہ سے تھا اور یہ کنیزہ تھیں۔ انھوں نے اسلام قبول کیا تو مشرکینِ مکّہ نے انھیں سخت تکالیف پہنچائیں۔ ان کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

اُمِ عطیہ بنتِ حارثؓ: ان کا اصل نام نُسیبہ ہے۔ یہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مسلمان ہوئیں۔ حضرت اُمِ عطیہؓ حضور ﷺ کے ہمراہ کئی غزوات میں شریک ہوئیں۔ یہ مسلمانوں کے سامان کی حفاظت کرتیں، مریضوں کی تیمار داری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور ان کے لیے کھانا بناتیں۔ حضرت زینبؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ کے غسلِ آخرت میں بھی شریک تھیں۔

اُمِ قیس بنتِ محصنؓ: حضرت اُمِ قیس بنتِ محصن حضرت عُکاشہ بن محصن کی بہن تھیں۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ انھوں نے مکّہ میں اسلام قبول کیا اور پھر مدینہ کو ہجرت کی۔

حضرت اُمِ کلثوم بنتِ رسول اللہؓ: حضرت اُمِ کلثومؓ حضورِ اکرم ﷺ کی صاحبزادی ہیں۔ **عبدالرحمٰن ابنِ جوزی** لکھتے ہیں کہ جب حضرت خدیجہؓ حضور ﷺ کی نبوت پر ایمان لائیں تو حضرت خدیجہ کی طرح انھوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ ان کا پہلا نکاح ابولہب کے دوسرے بیٹے عُتیبہ سے ہوا تھا مگر رخصتی سے پہلے ہی ابولہب اور اس کی بیوی نے حضرت رقیہؓ کی طرح انھیں بھی طلاق دلوا دی۔ حضرت اُمِ کلثوم کی بہن حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضور ﷺ نے ان کی شادی حضرت عثمانؓ سے کر دی اور فرمایا۔ اگر میری سو لڑکیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔ حضرت اُمِ کلثوم ۹ ہجری میں فوت ہو گئیں۔

اُمِ کلثوم بنتِ عقبہؓ: حضرت اُمِ کلثوم مشہور دشمنِ اسلام عقبہ بن ابی مُعیط کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ اروٰیؓ بنتِ کریز تھیں۔ یہ دونوں ماں بیٹی مکّہ میں مسلمان ہو گئی تھیں۔ حضرت اُمِ کلثومؓ بنتِ عقبہ حضرت عثمانِ غنی کی اخیافی بہن بھی تھیں۔ انھوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ ہجرتِ نبوی ﷺ کے وقت جب سب مسلمان مدینہ جا رہے تھے، ان کے باپ اور بھائیوں نے انھیں قید کر رکھا تھا، اس وجہ سے یہ نہ جا سکیں۔ صلحِ حُدیبیہ کے بعد انھیں گھر سے نکلنے کا موقع مل گیا اور یہ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئیں۔ ان کے بھائیوں عمارہ بن عقبہ اور ولید بن عقبہ نے ان کا تعاقب کیا مگر ان تک نہ پہنچ سکے اور یہ مدینہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئیں۔ دونوں بھائیوں نے حضور ﷺ کے پاس جا کر اپنی بہن کو واپس مانگا مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ صلحِ حُدیبیہ میں عورت کا ذکر نہیں تھا۔ جب بھائی مایوس ہو کر چلے گئے تو حضور ﷺ نے ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا۔

اُمِ کلثوم بنتِ سہیل بن عمروؓ: حضرت اُمِ کلثوم بنتِ سہیل نے ابتدائے اسلام ہی میں

اسلام قبول کر لیا تھا۔ **زرقانی** نے لکھا ہے کہ یہ اپنے خاوند ابو سبرہ بن ابو رُہم اور اپنی بہن سلمہ بنتِ سہیل کے ساتھ حبشہ کی ہجرت میں شامل تھیں۔ **ابنِ اسحاق** اور **ابنِ اثیر** نے بھی انھیں فہرستِ مہاجرینِ حبشہ میں شامل کیا ہے۔

اُمِّ ہانی بنتِ ابو طالبرضی اللہ عنہا**:** حضرت اُمِّ ہانی حضور ﷺ کے مہربان چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان کے قبولِ اسلام کے بارے میں بعض کا خیال ہے کہ یہ فتحِ مکہ کے دن مسلمان ہوئیں اور بعض کے مطابق یہ قدیم الاسلام تھیں اور اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ فتحِ مکہ کے دن دو واجب القتل افراد نے اُمِّ ہانی کے گھر پناہ لی۔ جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا تو وہ ان دونوں کو قتل کرنے لگے۔ مگر اُمِّ ہانیؓ نے کہا انھوں نے میرے ہاں پناہ لی ہے اور میں انھیں ہرگز قتل ہونے نہیں دوں گی۔ پھر یہ دونوں کو لے کر حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور تمام واقعہ سنایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "جس کو تم نے پناہ دی، اس کو میں نے بھی پناہ دی"۔ اس پر دونوں افراد نے اسلام قبول کر لیا۔

اُمِّ یقینہ بنتِ علقمہرضی اللہ عنہا**:** یہ حضرت سلیط بن عمرو کی بیوی تھیں اور اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی تھی۔ وہاں ان کے ہاں بیٹا سلیط بن سلیط پیدا ہوا تھا۔ (بعض لوگ انھیں یقینہ یا فاطمہ بھی کہتے ہیں۔ ہم نے آخر میں یقینہ کے عنوان سے بھی ان کا ذکر کیا ہے)

اروی بنتِ عبد المطّلبرضی اللہ عنہا**:** حضرت اروی بنتِ عبد المطّلب حضورِ اکرم ﷺ کی پھوپھی تھیں اور ان کے قبولِ اسلام کے بارے میں **ابو عمر**، **ابنِ سعد**، **ابنِ قیّم** کہتے ہیں کہ یہ مسلمان ہوئی تھیں۔ جب حضورِ اکرم ﷺ ارقم کے گھر میں تھے، اس وقت حضرت ارویؓ کے بیٹے طلیب بن عُمیر نے اسلام قبول کیا اور ماں کے پاس جا کر بتایا تو انھوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ سب سے زیادہ تم اس بات کے مستحق ہو کہ ان کی مدد کرو کیونکہ وہ تمہارے ماموں کے بیٹے ہیں۔ اور کہا کہ اگر مجھ میں مردوں جیسی قوت ہوتی تو میں بھی ان ﷺ کو کفار کی دراز دستیوں سے بچاتی۔ اس جواب کو سن کر حضرت طلیبؓ نے کہا کہ

آپ کو اسلام قبول کرنے میں کون سی چیز روک رہی ہے حالانکہ آپ کے بھائی حمزہؓ بھی ایمان لا چکے ہیں۔ حضرت ارویؓ نے کہا کہ مجھ کو اپنی بہنوں کا انتظار ہے کہ وہ کیا کرتی ہیں۔ ان کے بعد میں بھی ان کی ہی پیروی کروں گی۔ **سعید انصاری** لکھتے ہیں کہ طلیبؓ کے بہت اصرار پر یہ انکار نہ کر سکیں اور مسلمان ہو گئیں۔

ارویؓ بنتِ کریزؓ: حضرت ارویؓ حضورِ اکرم ﷺ کی پھوپھی اُمِّ حکیم بنتِ عبد المطّلب کی بیٹی تھیں۔ یہ حضرت عثمان بن عفان کی والدہ تھیں۔ حضرت ارویؓ کا دوسرا شوہر عقبہ بن ابی مُعیط تھا جو دعوتِ حق کی وجہ سے حضور ﷺ کا جانی دشمن بن گیا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی مگر اس کی بیوی حضرت ارویؓ اور بیٹی اُمِّ کلثومؓ بنتِ عقبہ نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ اس پر قائم رہیں اور مخالفت کی پروا نہ کی۔ بعض روایات کے مطابق حضرت ارویؓ نے ابتدا کے تین برسوں میں اسلام قبول کیا تھا

امیمہ بنتِ خلفرضی اللہ عنہا**:** حضرت امیمہ بنتِ خلف حضرت خالد بن سعید بن عاص کی بیوی تھیں۔ یہ دونوں دعوتِ حق کے ابتدائی زمانے ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور انھوں نے راہِ حق میں بہت مصیبتیں جھیلیں۔ آخرِ کار حضور ﷺ کے حکم پر مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تو یہ دونوں بھی ہجرتِ حبشہ دُوُم میں شریک ہوئے۔ حبشہ میں حضرت امیمہ بنتِ خلف اور خالد بن سعید کے ہاں ایک بیٹا سعید بن خالد اور ایک بیٹی اُمِّ خالدؓ پیدا ہوئیں۔ بعض لوگ انھیں امیمہ کے بجائے امینہ کہتے ہیں اور انھیں بنتِ خلف کے بجائے بنت خالد بھی لکھتے ہیں۔

امیمہ بنتِ عبد المطّلبرضی اللہ عنہا**:** حضرت امیمہؓ حضورِ اکرم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ ان کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ جب حضورِ اکرم ﷺ نے دعوتِ حق کا آغاز کیا تو حضرت امیمہ کی تمام اولاد نے اسلام قبول کرنے میں پہل کی اور قبولِ اسلام کے بعد دوسرے مسلمانوں کی طرح یہ خاندان بھی قریشِ مکہ کے ظلم و ستم کا نشانہ بنا۔ پھر حضور ﷺ کے حکم پر یہ لوگ حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہاں ان کا ایک بیٹا عبید اللہ بن جحش عیسائی ہو کر مر

گیا اور اس کی بیوہ سے حضور ﷺ کا غائبانہ نکاح نجاشی نے کر دیا۔ **ابنِ ہشام** نے حضرت امیمہ بنتِ عبد المطلب کو حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شامل کیا۔ یہ خاندان ہجرتِ مدینہ سے کچھ عرصہ قبل مکہ آیا اور پھر اپنے پوری قبیلہ بنی غنم کے ساتھ مدینہ ہجرت کی۔

برکہ بنتِ یسارؓ: یہ حضرت قیس بن عبد اللہ کی بیوی تھیں جو عبید اللہ بن جحش کے غلام تھے۔ حضرت برکہ بنتِ یسار نے اپنے خاوند کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور وہاں سے غزوۂ خیبر کے موقع پر مدینہ منورہ پہنچے تھے۔

جذامہؓ بنتِ جندلؓ: حضرت جذامہؓ بنتِ جندل نے ہجرتِ نبوی ﷺ سے چند سال پہلے اسلام قبول کیا اور جب حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی تو یہ بھی دوسرے صحابۂ کرام کے ہمراہ مدینہ چلی گئیں۔ **ابنِ اسحاق** اور **ابنِ ہشام** نے ان کا ذکر اُن مہاجر عورتوں میں کیا ہے جن کا تعلق بنی غنم بن دودان سے تھا اور اس کے بارے میں یہ لکھا جاتا ہے کہ ہجرتِ مدینہ میں بنی غنم بن دودان کے سب مرد و عورت مدینہ ہجرت کر گئے تھے۔ یہ تمام عمر مدینہ ہی میں رہیں۔

حرملہ بنتِ عبد الاسودؓ: یہ قبیلہ بنو خزاعہ سے تھیں۔ یہ حضرت جہم بن قیس کی بیوی تھیں اور دونوں میاں بیوی دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ۶ نبوی میں اپنے بیٹے عمرو بن جہم اور بیٹی خُزیمہ بنت جہم (**ابن اثیر** نے خُزیمہ کو بیٹی لکھا ہے۔ **ابنِ اسحاق** نے بیٹا) کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ حضرت حرملہؓ نے حبشہ ہی میں وفات پائی۔ ان کا نام **اُمِّ حبیب** نے حرملہ لکھا ہے۔ **ابو عمر** اور **طبری** نے حرملہ۔ **مودودی** نے "اُمِّ حرملہ" لکھا ہے جو درست نہیں۔ **ابنِ ہشام** نے انھیں حضرت مصعب بن عمیر کی بیوی لکھا ہے جو درست نہیں کیونکہ حضرت مصعب کی بیوی حمنہ بنتِ جحش تھیں۔ اور حرملہ حضرت جہم بن قیس ہی کی بیوی تھیں۔

حرملہ بنتِ مالکؓ: حضرت حرملہ بنت مالک کو **عبداللہ بن محمد بن**

عبدالوہاب نے ابنِ اسحاق کے حوالے سے ہجرتِ حبشہ دوم کی فہرست میں شامل کیا ہے اور ان کے خاوند کا نام سو۔بط بن عبد الدار لکھا ہے مگر **سیرتِ ابنِ اسحاق** میں سو۔بط کے والد کا نام سعد لکھا ہے جو بنی عبد الدار سے تھے اور حرملہ بنتِ مالک کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ **ابو الاعلیٰ مودودی** نے بھی سو۔بط بن سعد لکھا ہے مگر سیرتِ ابن اسحاق کے ترجمے (از **رفیع اللہ شہاب**) میں سو۔بط کو سوبط لکھا ہے جو غلط ہے اور نور الٰہی ایڈووکیٹ (مشمولہ نقوش۔ رسول ﷺ نمبر۔ جلد ۱۱) میں سو۔بط بن خُزیمہ درج ہے۔ کچھ پتا نہیں چلتا کہ عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے حرملہ بنتِ مالک کو ہجرتِ حبشہ میں کیسے شامل کر لیا۔ **ابنِ اثیر** نے بھی اس نام کی کسی صحابیہ کا ذکر نہیں کیا۔

حسانہؓ: حضرت حسانہؓ بنو مُزینہ سے تھیں اور ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مسلمان ہوئی تھیں۔ یہ کئی برس بعد مدینہ منورہ میں حضور ﷺ سے ملنے آئیں تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ کہو ہمارے آنے کے بعد تم لوگوں پر کیا بیتی۔ انھوں نے عرض کیا' خیریت ہی رہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! حضرت حسانہؓ کے جانے کے بعد حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ یہ بُڑھیا حضرت خدیجہؓ کی دوست تھی اور ان سے ملنے اکثر آیا کرتی تھیں۔ **ابو عمر** اور **ابو موسیٰ** نے ان کا ذکر کیا' اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب کوئی تحفہ بھیجنے کا ارادہ فرماتے تو حکم دیتے' جاؤ فلاں چیز فلاں خاتون کو دے آؤ کیونکہ وہ خدیجہؓ کی سہیلی تھی یا وہ خدیجہؓ سے پیار کرتی تھی۔

حسنہؓ: حضرت حسنہؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو ان کے ساتھ ان کے شوہر سفیانؓ کے علاوہ دو بیٹے جو سفیان سے تھے اور ایک بیٹا جو ان کے پہلے شوہر سے تھے' یہ سب اکٹھے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ حضرت حسنہ کو حبشیہ فزاعیہ عدویہ کہتے ہیں۔

حفصہ بنتِ عمر فاروقؓ: یہ حضرت عمرؓ کی بیٹی تھیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ کا پہلا

نکاح حضرت خُنیس بن حذافہ سے ہوا۔ ان دونوں نے اسلام قبول کیا اور مدینہ کی طرف ہجرت بھی کی۔ غزوۂ بدر میں حضرت خُنیس شہید ہوگئے اور حضرت حفصہ سے حضور ﷺ نے نکاح کر لیا۔ بعض اہلِ سِیَر نے لکھا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے قرآنِ حکیم کے تمام کتابت شدہ اجزا کو یکجا کر کے حضرت حفصہ کے پاس رکھوایا تھا اور یہ اجزا حضور ﷺ کے وصال کے بعد تازندگی اُمّ المومنین حضرت حفصہ بنتِ عمر کے پاس رہے۔

حمامہؓ: حضرت حمامہؓ حضرت بلال بن رباح حبشی کی والدہ تھیں۔ یہ ان خوش قسمت افراد میں شامل تھیں جنھوں نے ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس جرم میں مشرکین مکہ نے ان پر سخت مظالم توڑنے شروع کیے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔

حمنہ بنتِ جحشؓ: حضرت حمنہؓ حضرت مُصعب بن عمیر کی بیوی ہیں اور ان کے ساتھ ہی مسلمان ہوئیں۔ **ابنِ ہشام** ان کی ہجرتِ مدینہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حضورِ اکرم ﷺ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے صحابہ میں شامل تھیں۔ جب مدینے میں ایک معزز قبیلے نے اسلام قبول کیا تو حضور ﷺ نے حضرت مصعبؓ کو بھجوا دیا اور یہ وہاں گھر گھر پھر کر اشاعتِ اسلام کی خدمت انجام دینے لگے تھے۔ حضرت حمنہؓ نے غزوۂ اُحد میں نمایاں شرکت کی۔ وہ مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ **ابنِ سعد** کے مطابق انھیں طبّ و جراحت میں ماہر خواتین میں شمار کیا جاتا تھا۔

حوّا بنتِ یزید انصاریہؓ: یہ حضرت سعد بن معاذ کی بہن تھیں اور انھوں نے اپنے خاوند سے چُھپ کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کا خاوند جب بھی گھر آتا اور انھیں نماز پڑھتے دیکھتا تو کہتا کہ تم نے ایک ایسا دین اختیار کر لیا ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکتے۔ حضور ﷺ کو اس خاتون کے اسلام کا علم ہوا اور حج کے موسم میں جب ان کا خاوند مکہ آیا تو حضور ﷺ نے اس سے وعدہ لیا کہ وہ اب انھیں نہیں ستائے گا۔

حضرت خدیجہؓ بنتِ خویلدؓ: حضرت خدیجہؓ حضور ﷺ کی ازواج میں سب سے

پہلی خاتون ہیں اور سوائے حضرت ابراہیم کے رسول اللہ ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہؓ سے ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ تاجرہ تھیں اور حضور ﷺ بھی تاجر تھے۔ تمام اہلِ سِیَر اس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ پر سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ ایمان لائی تھیں اور ان کے بعد تمام مرد و زن ایمان لائے۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنی زندگی کے ۲۵ برس حضور ﷺ کے ہمراہ گزارے اور تمام عمر حضور ﷺ کی بھرپور حمایت کی۔ حضرت خدیجہؓ حضرت ابوطالب کی وفات کے تین دن بعد فوت ہوئیں۔ اس سال کو آپ ﷺ "عام الحُزن" یعنی غم کا سال فرماتے تھے۔

خُزیمہ بنتِ جہمؓ: حضرت خزیمہ بنت جہم کے بارے میں **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ یہ جہم بن قیس کی بیٹی تھیں اور انھوں نے اپنے والدین کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی تھی۔ ان کی والدہ کا نام خولہ بنتِ اسود تھا۔ جو اُمِّ حرملہ کی کُنیت سے مشہور تھیں۔ **عبداللّٰہ بن محمد** بھی انھیں لڑکی سمجھتے ہیں مگر جب مہاجرینِ حبشہ دوم کا "میزان" کرتے ہیں تو ان کو نہیں گنتے۔ **ابنِ اسحاق** اور **مودودی** انھیں بیٹا لکھتے ہیں۔

خولہ بنتِ حکیمؓ: یہ حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی تھیں اور ۱۳ نبوی میں اپنے شوہر کے ساتھ مدینہ ہجرت کر کے چلی گئی تھیں۔ حضرت خولہ کے شوہر غزوۂ بدر کے بعد وفات پا گئے تو انھوں نے اپنے دو بیٹوں عبدالرحمن بن عثمانؓ اور سائب بن عثمان کے ساتھ زندگی گزاری، دوسری شادی نہ کی۔

خولہ بنتِ قیسؓ: حضرت خولہ حضورِ اکرم ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی بیوی تھیں۔ **طالب ہاشمی** لکھتے ہیں کہ یہ مدینۂ منورہ کی رہنے والی تھیں اور بنو نجّار سے ان کا تعلق تھا۔ حضرت حمزہؓ نے ۶ نبوی میں اسلام قبول کیا تھا۔ خیال ہے کہ یہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئی تھیں اور پھر چند سال بعد ان کے ساتھ ہی ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں۔

رقیقہ بنت ابی صیفیؓ: حضرت رقیقہ حضورِ اکرم ﷺ کے والد حضرت عبداللہؓ کی چچازاد بہن تھیں۔ یہ حضور ﷺ کے اعلانِ نبوت کے وقت بوڑھی تھیں مگر انھوں نے اسلام قبول کیا اور یہ حضورِ اکرم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری تک زندہ تھیں۔ انھوں نے حضور ﷺ کو بتایا تھا کہ کفّار نے آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ حالانکہ یہ بات حضور ﷺ کو وحی کے ذریعے پہلے ہی معلوم ہو چکی تھی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کب فوت ہوئیں۔

حضرت رقیہؓ بنتِ رسول اللہؐ: حضرت رقیہؓ حضورِ اکرم ﷺ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت رقیہؓ کا پہلا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا تھا اور ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ عتبہ نے اپنے والدین کے حکم سے حضرت رقیہؓ کو طلاق دے دی۔ کچھ دنوں بعد حضرت عثمان بن عفّانؓ نے اسلام قبول کر لیا اور حضور ﷺ نے ان سے نکاح کر دیا۔ حضرت رقیہ اور حضرت عثمان میں اس قدر محبّت تھی کہ عرب میں یہ مقولہ ضرب المثل بن گیا تھا کہ رقیہ اور عثمان سے بہتر میاں بیوی کسی انسان نے نہیں دیکھے۔ حضرت رقیہؓ نے اپنے خاوند حضرت عثمان کے ہمراہ ہجرتِ حبشہ اوّل میں حصہ لیا اور ایک عرصہ تک ان کے متعلّق کوئی اطلاع حضور ﷺ کو نہ ملی۔ آپ ﷺ بیٹی کی محبّت میں آنے جانے والوں سے ان کی خیریت دریافت کرنے کے لیے شہر سے باہر نکل جایا کرتے تھے۔ آخر ایک دن ایک عورت نے بتایا کہ اس نے ان دونوں میاں بیوی کو خیریت سے دیکھا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا ابراہیم اور لوط کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنھوں نے خدا کی راہ میں اپنی بیوی کے ہمراہ ہجرت کی۔ ۲ ہجری میں حضرت رقیہؓ چیچک سے فوت ہو گئیں۔

رملہ بنت ابی عوفؓ: حضرت رملہ بنت ابی عوف حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے چچا زاد بھائی حضرت مطّلب بن ازہر کی بیوی تھیں۔ یہ دونوں میاں بیوی دعوتِ حق کے ابتدائی برسوں میں مسلمان ہوئے اور ہجرتِ حبشہ دوم میں شریک ہوئے۔ وہاں ان کے ہاں عبداللہ بن مطّلب پیدا ہوئے اور ان کے خاوند حبشہ میں قیام کے دوران ہی فوت ہو گئے۔ یہ غزوۂ خیبر کے موقع پر اپنے بیٹے اور دوسرے مہاجرین حبشہ کے ساتھ مدینہ پہنچیں۔

ریطہ بنت الحارثؓ: یہ حضرت ابوبکر صدیق کے ماموں زاد بھائی حضرت حارث بن خالد کی بیوی تھیں۔ ان کے خاوند نے دعوتِ اسلام کی ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور یہ یقیناً اپنے خاوند کے ہمراہ تھیں کیونکہ ہجرتِ حبشہ دوم میں یہ دونوں شریک تھے۔ وہاں ان کے چار بچے پیدا ہوئے اور جب یہ حبشہ سے مدینہ جا رہے تھے تو راستے میں زہریلا پانی پینے سے حضرت ریطہ اور سب بچے فوت ہو گئے۔ صرف ان کے خاوند حارث مدینہ پہنچے۔

زنّیرہؓ: حضرت زنّیرہؓ بنو مخزوم کی لونڈی تھیں۔ دعوتِ حق کے ابتدائی زمانے میں مسلمان ہو گئی تھیں۔ راہِ حق میں بے پناہ مظالم سہتے سہتے ان کی بینائی جاتی رہی۔ ان پر ابوجہل ظلم کیا کرتا تھا۔ **بلاذری** کہتے ہیں کہ بینائی جانے کے بعد ابوجہل نے انھیں کہا کہ اسلام قبول کرنے پر تمھیں لات و عزّیٰ نے اندھا کر دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ مصیبت اللہ کی طرف سے ہے۔ اگر وہ چاہے تو میری بینائی لوٹا بھی سکتا ہے۔ جب یہ سو کر اٹھیں تو بینائی بحال تھی۔ **ابنِ ہشام** لکھتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق نے ان پر مظالم ہونے کی وجہ سے انھیں خرید کر آزاد کر دیا تو بعد میں وہ نابینا ہو گئیں۔ اس پر کفّار نے انھیں کہا کہ تمھیں لات و عزّیٰ نے اندھا کر دیا ہے۔ انھوں نے وہی بات کہی تو اور بینائی واپس آ گئی۔

حضرت زینبؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ: حضرت زینبؓ حضورِ اکرم ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کی بڑی بیٹی تھیں۔ انھوں نے آغاز ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ مسلمان ہونے والوں پر جو مظالم ہوئے ان میں حضورِ اکرم ﷺ کی دو بیٹیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت امِّ کلثومؓ کو طلاق دے دی گئی جن کے نکاح مشہور دشمنِ اسلام ابولہب کے بیٹوں سے ہو چکے تھے۔ اس موقع پر کفار نے حضرت زینبؓ کے شوہر ابوالعاص کو بھی بہت اکسایا کہ وہ حضرت زینبؓ کو طلاق دے دیں مگر ابوالعاص نے صاف انکار کر دیا اور حضرت

زینبؓ سے حُسن سلوک سے پیش آئے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوالعاص کے اس
عمل کی ہمیشہ تعریف کی۔ حضرت ابوالعاص نے خود غزوۂ بدر کے چند سال بعد اسلام قبول کیا۔
حضرت زینبؓ ۸ ہجری میں فوت ہوگئیں۔ حضور ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور خود
نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت زینبؓ کی وفات پر حضورِ اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ
رہے تھے اور فرمایا۔ "زینبؓ! میری سب سے اچھی لڑکی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی"۔

زینبؓ بنتِ جحش: اُمُ المؤمنین حضرت زینبؓ حضور ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی
تھیں۔ اور اوّل ایمان لانے والوں میں شامل تھیں۔ حضرت زید بن حارثہ حضور ﷺ
کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اور آپ ﷺ نے ان کی شادی حضرت زینبؓ سے کردی۔
حضرت زینبؓ نے اس رشتہ کو پسند نہ کیا اور ایک سال بعد علیٰحدگی ہوگئی۔ بعد میں حضور
ﷺ نے انھیں نکاح کا پیغام بھجوایا۔ حضرت زینبؓ نے کہا کہ میں خدا کے حضور استخارہ
کروں گی۔ یہ کہہ کر مُصلّے پر کھڑی ہوگئیں۔ ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ آپ
ﷺ کا نکاح حضرت زینبؓ سے کر دیا گیا ہے۔ حضرت زینبؓ کے نکاح کی چند
خصوصیتیں ہیں جو کسی اور میں نہیں پائی جاتیں۔ جاہلیت کی ایک رسم کہ مُتبنّیٰ اصلی بیٹے کے
برابر ہوتا ہے، مٹ گئی۔ مساواتِ اسلامی کا وہ عظیم الشّان منظر نظر آیا کہ آزاد غلام کی تمیز اٹھ
گئی۔ پردہ کا حکم ہوا اور نکاح کے لیے وحی آئی۔ ولیمہ پُرتکلّف ہوا۔ انھی خصوصیات کی بنا پر
حضرت زینبؓ دوسری ازواج کے مقابلے میں فخر کیا کرتی تھیں۔

زینبؓ بنتِ مظعون: حضرت زینبؓ بنت مظعون حضرت عمر کی بیوی اور اُمُ المؤمنین
حضرت حفصہؓ کی والدہ تھیں اور حضرت عثمان بن مظعون کی بہن تھیں۔ حضرت زینبؓ نے
حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ ۶ نبوی میں اسلام قبول کیا۔ حضرت زینبؓ کی ہجرت کے بارے میں
ابوعمر لکھتے ہیں کہ حضرت زینبؓ مہاجرات سے تھیں اور ساتھ ہی یہ بھی لکھتے ہیں کہ مجھے
ڈر ہے کہ کہیں یہ بات غلط نہ ہو کیونکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ خاتون ہجرت سے پہلے ہی

مکہ میں فوت ہوگئی تھی۔ البتہ ان کی بیٹی حفصہؓ نے ہجرت کی تھی۔ **ابوموسیٰ** لکھتے ہیں کہ
بعض احادیث میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمر نے اپنے والدین کے ہمراہ ہجرت کی تھی۔ اور
اس بات کا ثبوت حضرت عمرؓ کی ایک روایت سے بھی ملتا ہے کہ ان کو تو ان کے والدین نے
اپنے ساتھ لے کر ہجرت کی تھی"۔ حضرت زینبؓ کی اولاد میں ایک بیٹا عبداللہ بن عمر اور ایک
بیٹی اُمُ المؤمنین حضرت حفصہ ہیں۔

سعدی بنتِ کریزؓ: حضرت عثمان بن عفان کی خالہ تھیں۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ ان کی
والدہ کا نام اُمِ حکیم بنت عبدالمطلب تھا یا نہیں۔ حضرت سعدی زمانۂ جاہلیت میں کہانت سے
شغف رکھتی تھیں اور اس کی بڑی ماہر تھیں۔ بعض روایات کے مطابق یہ ابتدا ہی میں
مسلمان ہوگئی تھیں۔ **ابن حجر** کے مطابق انھوں نے ہی سب سے پہلے اپنے بھانجے
حضرت عثمان غنی کو اسلام کی طرف راغب کیا تھا۔

سلامہ ضبیہؓ: **ابونعیم** اور **ابن مندہ** نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے حوالے سے آتا
ہے کہ یہ ابتدائے اسلام میں بکریاں چَراتی تھیں۔ ایک دن حضور ﷺ وہاں سے
گزرے اور ان سے پوچھا کہ کیا تجھے کلمہ شہادت آتا ہے۔ انھوں نے سنایا تو حضور
ﷺ مسکرائے۔

سلمیٰ بنتِ صخرؓ: حضرت ابوبکر صدیق کی والدہ ہیں اور قدیم الاسلام ہیں۔ حضرت عبداللہ
بن عبّاس نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر کی والدہ نے اسلام قبول کیا تو حضرت عثمان،
طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور عمّار بن یاسر کی مائیں بھی مسلمان ہوگئیں۔

سُمیّہ بنتِ خباطؓ: حضرت سمیّہ حضرت عمّارؓ بن یاسر کی والدہ ہیں۔ حضرت عمّار اور ان کے
خاندان کے جن افراد پر اسلام لانے کی وجہ سے بہت مظالم ہوئے، ان میں ان کے علاوہ بھائی
عبداللہ، والدہ سمیّہ اور والد یاسر شامل ہیں۔ حضرت سمیّہ کو بنو مغیرہ نے اسلام قبول کرنے کے
جرم میں سخت تکلیفیں پہنچائیں۔ مگر انھوں نے اسلام کے سوا ہر چیز کا انکار کیا۔ اس وجہ سے

انھیں شہید کر دیا گیا۔ **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ حضرت سمیہؓ اسلام کے نام پر شہید ہونے والی پہلی خاتون تھیں۔

سنجرہ بنتِ تمیمؓ: حضرت سنجرہ بنت تمیم بن غنم بن دودان کے افراد میں شامل تھیں جنھوں نے ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مدینہ کو ہجرت کی تھی۔ ان کا ذکر **ابنِ اسحاق** اور **ابنِ اثیر** نے کیا ہے۔

سہلہ بنتِ سہیل بن عمروؓ: حضرت سہلہ بنت سہیل حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کی بیوی تھیں اور اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی تھی اور حبشہ میں ان کے ہاں محمد بن ابو حذیفہ پیدا ہوئے۔

سودہ بنتِ زمعہؓ: حضرت سودہؓ دعوتِ اسلام کے ابتدائی زمانہ ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں اور ان کے ساتھ ہی ان کے شوہر سکرانؓ بن عمروؓ بھی مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ دونوں ہجرتِ حبشہ اول میں شریک تھے۔ اس ہجرت میں حضرت سودہؓ کے بھائی، بھاوج، دو دیور اور ایک دیور کا بیٹا اور بیٹی بھی شامل تھے۔ کئی سال بعد حبشہ سے لوٹیں تو مکہ پہنچ کر چند ہی دنوں کے بعد ان کے شوہر سکرانؓ انتقال کر گئے۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضور ﷺ نے حضرت سودہ سے نکاح کر لیا اور یہ امّ المؤمنین بنیں۔ (**ضیاءُ النّبی** میں لکھا ہے کہ سکران بن عمروؓ مرتد ہو گئے تھے لیکن **پیر محمد کرم شاہ** کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ حوالہ نہیں دیتے۔ بہر حال، اور کسی کتاب سے اس بات کی تائید نہیں ہوتی)

شفاء بنتِ عبداللہؓ: **اصابہ** میں ہے کہ یہ ہجرتِ نبوی سے پہلے مسلمان ہوئی تھیں اور حضور ﷺ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے جاتے اور آرام فرماتے۔ آپ ﷺ کا وہ بستر حضرت شفا نے نہایت احتیاط سے محفوظ رکھا تھا۔ ان کی بیٹی حضرت شرحبیل بن حسنہ کی بیوی تھیں۔ ایک بار حضور ﷺ کو انھوں نے چیونٹی کے کاٹے کا منتر بتایا اور اسے پڑھنے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے اجازت دی

اور فرمایا۔ حفصہؓ کو بھی سکھا دو۔

شفا بنتِ عوفؓ: یہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی والدہ ہیں۔ انھوں نے دعوتِ حق کے ابتدائی تین سالوں میں کسی وقت اسلام قبول کیا۔ ایک روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حضور ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر "حضرت آمنہؓ" کے پاس موجود خواتین میں شامل تھیں۔ (افسوس کہ چند ماہ پہلے، ابواء شریف میں حضور ﷺ کی والدۂ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار مقدس کو بلڈوز کر دیا گیا)

شفاء بنتِ وہبؓ: حضرت شفاء قریش کی ان چند عورتوں میں سے ہیں جنھیں لکھنا پڑھنا آتا تھا اور حضرت شفا کئی امراض میں جھاڑ پھونک سے مریضوں کا علاج بھی کرتی تھیں۔ حضرت شفاء کے بارے میں تمام اہلِ سِیَر متفق ہیں کہ یہ ہجرت سے پہلے کسی وقت مسلمان ہوئی تھیں اور جب حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو یہ بھی مدینہ چلی گئیں۔ **ابنِ حجر** نے لکھا ہے کہ وہ ان چند عورتوں میں سے تھیں جنھوں نے سب سے پہلے ارشادِ نبوی ﷺ پر لبیک کہا اور مکہ چھوڑ کر ہمیشہ کے لیئے مدینہ چلی گئیں۔ آپ ﷺ نے مدینہ جا کر کچھ عرصہ بعد انھیں ایک مکان بھی عنایت فرمایا تھا۔

صعبہؓ بنت الحضرمیؓ: حضرت صعبہؓ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی والدہ تھیں۔ ان کے والد حرب بن امیہؓ کے حلیف بن کر مکہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ حالانکہ ان کا وطن یمن تھا۔ حضرت صعبہؓ کے شوہر وفات پا چکے تھے اور یہ دعوتِ اسلام کے ابتدائی زمانے میں اپنے بیٹے حضرت طلحہؓ کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔ اور چند سال بعد اپنے بیٹے کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

صفیہ بنتِ ربیعہؓ: حضرت صفیہؓ بنت ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ کی بہن تھیں مگر یہ اپنے بیٹے حضرت شماس بن عثمان کے ساتھ ابتدا میں ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔ یہ ہجرتِ حبشہ دوم میں اپنے بیٹے کے ہمراہ شریک ہوئیں **ابنِ سعد** کے مطابق وہاں سے مکہ واپس آئیں اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

صفیہؓ بنتِ عبدالمطلبؓ: حضرت صفیہؓ حضور ﷺ کی پھوپھی اور حضرت زبیر بن عوّام کی والدہ تھیں۔ ان کے قبولِ اسلام کے بارے میں **ابنِ اثیر** کا خیال ہے کہ "صحیح یہ ہے کہ ان کے سوا آنحضرت (ﷺ) کی کوئی پھوپھی ایمان نہیں لائیں"۔ **ابنِ سعد** اور حافظ ابن رحیم نے حضور ﷺ کی پھوپھیوں میں حضرت عاتکہ بنتِ عبدالمطلب اور حضرت اروی بنتِ عبدالمطلب کو بھی اسلام لانے والی خواتین میں شامل کیا ہے۔ مگر حضرت صفیہؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ حضرت صفیہؓ اور حضورِ اکرم ﷺ نے ایک ہی گھر میں پرورش پائی تھی اس لیے انھیں بھی حضور ﷺ سے غیر معمولی محبّت تھی۔ خود حضور ﷺ بھی ان سے بہت محبّت سے پیش آتے اور ان کے بیٹے زبیر بن عوّام کو "ابنِ صفیہؓ" کہ کر پکارا کرتے۔

ضباعہ بنتِ عامرؓ: انھوں نے مکہ میں اسلام قبول کیا۔ **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ یہ عکاظ کے بازار میں تھیں۔ وہاں حضور ﷺ نے دعوتِ اسلام دی جس کو انھوں نے قبول کیا۔ اتنے میں ایک کافر نے حضور ﷺ کی اونٹنی کو نیزے کی اَنی چبھوئی جس پر وہ بھاگی تو حضور ﷺ نیچے گر پڑے۔ حضرت ضباعہؓ نے اپنے قبیلہ والوں کو کہا کہ تم میرے کس کام کے ہو کہ حضور ﷺ کے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے۔ ان کے قبیلے والوں نے اس کافر اور اس کے تین ساتھیوں کو پکڑ کر مارا۔ حضور ﷺ نے ضباعہ کے لیے دعا فرمائی۔

عاتکہ بنتِ زیدؓ: حضرت عاتکہؓ کے بھائی حضرت سعید بن زید ہیں جو حضرت عمر فاروقؓ کے بہنوئی تھے۔ ان کے والد حضرت زید بن عمروؓ بن نفیل کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ قیامت کے دن ایک اُمّت کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے۔ کیونکہ یہ ان مستقیم الفطرت انسانوں میں سے تھے جو کفر و شرک کے ظلمت کدہ میں توحید کے علمبردار تھے۔ اور حضور ﷺ ان کے عقیدۂ توحید اور محاسنِ اخلاق کے مدّاح تھے۔ حضرت عاتکہؓ بنتِ زید اول ایمان لانے والوں میں شامل ہیں اور انھوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔

عاتکہ بنتِ عبدالمطلبؓ: حضرت عاتکہ حضورِ اکرم ﷺ کی سگی پھوپھی ہیں۔ ان کے اور ان کی بہن ارویؓ کے متعلق **ابوعمر** اور **محمد بن سعید** کا بیان ہے کہ یہ دونوں مکہ میں ایمان لائیں اور مدینہ منورہ میں ہجرت بھی کی۔ **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ حضرت عاتکہ کے اسلام لانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ اور **ابنِ اسحاق** اور علما کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ حضور ﷺ کی پھوپھیوں میں سوائے حضرت صفیہؓ کے کسی اور نے اسلام قبول نہیں کیا۔ حضرت عاتکہؓ کے بیٹے عبداللہ بن ابو امیہؓ اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کے سخت مخالف تھے اور حضور ﷺ کی مخالفت بھی کرتے تھے۔ فتح مکہ کے کچھ روز بعد یہ اسلام قبول کرنے کی نیت سے حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہؓ نے ان کی سفارش کی۔ آپ ﷺ نے انھیں معاف کردیا۔ یہ حضرت اُمِّ سلمہؓ کی سوتیلی ماں کے بیٹے تھے۔

عائشہ بنتِ ابوبکرؓ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہؓ حضرت ابوبکر صدیق کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ کا نام اُمِّ رومان تھا۔ حضرت عائشہؓ کا نکاح ہجرت سے تین سال پہلے شوّال کے مہینے میں ہوا اور رخصتی بھی شوّال ہی کے مہینے میں ہوئی۔ اس زمانے میں شوال کے مہینے کو لوگ منحوس سمجھتے تھے۔ حضور ﷺ کا اس مہینے میں نکاح کرنا اور رخصتی کرانا گویا عرب کی اوہام پرستی کا سدِّ باب تھا۔ حضرت عائشہ بہت عبادت گزار تھیں۔ اکثر روزے رکھا کرتیں غلاموں پر شفقت فرماتیں اور انھیں خرید کر آزاد کردیا کرتی تھیں۔ ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد ۶۷ ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ بہت فیّاض تھیں، جو رقم ان کے پاس ہوتی وہ فوراً خدا کی راہ میں خرچ کردیتیں۔ **شیخ محمد رضا مصری، پیر محمد کرم شاہ** اور **ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی** نے انھیں اوّلین مومنات میں شامل کیا ہے۔

عُمَیرہ یا عمرہ بنتِ السعدیؓ: حضرت عمیرہؓ بنتِ سعدی حضرت مالک بن زمعہ کی بیوی

تھیں جو اُمُّ المؤمنین حضرت سودہؓ کے سگے بھائی تھے۔ ہجرتِ حبشہ دُوُم میں دونوں میاں بیوی نے شرکت کی۔ ان کے خاوند نے ابتدائے اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ بھی ان کے ہمراہ تھیں۔

غزیہؓ: یہ مکّہ کے نواح میں صحرائی علاقے کی رہنے والی تھیں اور دعوتِ حق کے ابتدائی زمانے ہی میں انھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور قریش کی عورتوں میں اسلام کی تبلیغ کرنے لگیں۔ یہ خاتون چونکہ قریش کی نہ تھیں۔ اس لیے انھیں مکّہ سے قید کر کے ان کے قبیلے میں پہنچانے کے لیے ایک قافلے والوں کے سپرد کر دیا۔ کہتی ہیں کہ مجھے انھوں نے ایک بار بھی پانی نہ دیا۔ تین دن کے بعد میری حالت غیر ہو گئی اور مجھے کسی چیز کا ہوش نہ رہا، تو رات کے وقت غیب سے کوئی چیز میرے منہ کو لگی۔ میں نے محسوس کیا کہ پانی ہے۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا اور ہوش میں آ گئی۔ صبح لوگ اٹھے اور میری حالت پہلے سے بہتر پائی۔ وہ سمجھے کہ میں نے کسی طرح اپنی رسیاں کھول کر مشکیزے سے پانی پیا ہے مگر انھوں نے دیکھا کہ میری رسّیاں بھی اسی طرح تھیں اور پانی کے مشکیزے بھی بند تھے۔ اطمینان کے بعد سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

فارعہ بنتِ ابو سفیانؓ: حضرت فارعہ بنت ابو سفیان حضرت اُمّ حبیبہؓ بنتِ ابو سفیان کی بہن اور حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت ابو احمد بن جحش کی بیوی تھیں۔ **ابو مُوسیٰ** نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن جحش نے اپنی بیوی فارعہ کے ساتھ ہجرت کی۔ اور **ابنِ اثیر** نے اس بات کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ غلطی سے لکھا گیا ہے کیونکہ فارعہؓ ابو احمد بن جحش کی بیوی تھیں۔

فاطمہ بنتِ اسدؓ: حضرت فاطمہ بنتِ اسد حضور ﷺ کے محبوب چچا حضرت ابو طالبؓ کی بیوی اور حضرت علیؓ کی والدہ تھیں۔ حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد کو بہت سی فضیلتیں حاصل ہیں۔ ان عظیم خاتون نے آقا حضور ﷺ کی دعوتِ حق کے آغاز ہی میں اسلام

قبول کیا۔ جب شعبِ ابی طالب کی محصوری کا وقت آیا تو فاطمہؓ بنتِ اسد نے بھی شعبِ ابی طالب کے مصائب و مشکلات کے باوجود اپنے اہلِ کُنبہ کے ساتھ ہمت اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ حضرت فاطمہؓ سے حضور ﷺ بہت محبّت فرماتے تھے اور انھیں **اُمّی بَعْدَ اُمّی** کہتے۔ حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد ان پانچ خوش نصیب افراد میں شامل ہوں جن کی قبر میں آقا حضور ﷺ لیٹے تھے۔ ان کی وفات پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ یہ خود بھوکی رہتی تھیں اور مجھے کھلایا کرتی تھیں۔ اپنے لباس کی ضرورت سے زیادہ مجھے پہناتی تھیں۔ یہ میری ماں کے بعد میری ماں تھیں۔

فاطمہ بنتِ خطابؓ: حضرت فاطمہ حضرت عمرؓ کی بہن اور حضرت سعید بن زید کی بیوی تھیں۔ یہ دونوں میاں بیوی ان آدمیوں میں شامل ہیں جنھوں نے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت فاطمہؓ ہی اپنے بھائی عمرؓ کے قبولِ اسلام کا ذریعہ بنی تھیں۔ **ابنِ اثیر** نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے قبولِ اسلام کی وجہ سے بتاتے ہوئے کہا کہ حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کے تین دن بعد میں گھر سے نکلا تو راستے میں بنو مخزوم کا ایک آدمی ملا جو اسلام قبول کر چکا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ تم نے اپنے آبائی دین کو کیوں ترک کر دیا ہے۔ اس آدمی نے جواب میں کہا کہ ایسا جرم تو اس نے بھی کیا ہے جس پر تیرا زیادہ حق ہے۔ میں نے پوچھا کون؟ کہنے لگا تمھاری بہن اور بہنوئی۔ میں سیدھا ان کے گھر پہنچا۔ اندر سے آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کس کی آواز تھی جو میں نے سنی ہے۔ وہ دونوں انکار کرنے لگے اور میں اصرار کرنے لگا۔ پھر میں نے بڑھ کر بہنوئی کو پکڑ لیا اور مار مار کر لہولہان کر دیا۔ اسے چھُڑانے بہن آگے آئی تو میں اس کی طرف بڑھا۔ اس نے کہا جو کچھ تم کر سکتے ہو کر لو، ہم اس دین کو نہیں چھوڑ سکتے۔ جب میں نے اس کا خون بہتا دیکھا تو شرم آ گئی۔ میں نے کہا اچھا تم جو پڑھ رہے تھے، مجھے بھی دکھاؤ۔ اور حضرت عمرؓ کے اپنے قبولِ اسلام کا تمام واقعہ سنایا۔

حضرت فاطمہ بنتِ رسول اللہؓ: حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی

صاحبزادی تھیں۔ حضور ﷺ کو حضرت فاطمہؓ سے بہت محبّت تھی۔ جب کہیں سفر کے لیے جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ سے ملتے اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملاقات کرتے اور فرماتے۔ فاطمہؓ میرا جگر گوشہ ہے۔ جس نے اسے تکلیف دی، اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے اس سے بُغض رکھا، اس نے بلاشبہ مجھ سے بغض رکھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی شخص کو بھی حضرت فاطمہؓ سے زیادہ طور اطوار، متانت اور وقار میں حضورِ اکرم ﷺ سے مشابہ نہیں دیکھا۔ جب حضرت فاطمہ حضور ﷺ سے ملنے کے لئے آتیں یا آپ ﷺ ان کے پاس جاتے تو حضرت فاطمہؓ کو چُومتے اور اپنے پاس بٹھاتے۔ حضور ﷺ کی واحد اولاد حضرت فاطمہؓ ہیں جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد جلد فوت ہوگئیں۔ آخر روز آپ ﷺ نے بیٹی کو اپنے وصال کی خبر سرگوشی میں سنائی تو یہ رو پڑی اور جب بتایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ مومنین کی عورتوں پر جنت میں تمھیں سیادت اور سرداری ملے گی اور میرے اہلِ بیت میں تم سب سے پہلے مجھ سے آملوگی تو حضرت فاطمہ ہنس پڑیں۔ یہ حضور ﷺ کے وصال کے چھے ماہ بعد فوت ہوئیں۔

فاطمہ بنتِ صفوانؓ: حضرت فاطمہؓ بنتِ صفوان حضرت عمروؓ بن سعید بن عاص کی بیوی تھیں اور انھوں نے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ ہجرت کی تھی۔ حضرت فاطمہ حبشہ ہی میں فوت ہو گئی تھیں اور حضرت عمروؓ بن سعید حضرت ابوبکر کے زمانہ میں معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے۔

فاطمہ بنتِ قیسؓ: یہ حضرت ضحاکؓ بن قیس کی بہن تھیں۔ یہ دعوتِ حق کی ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں اور ہجرت کے دورِ اول ہی میں مدینہ چلی گئی تھیں۔ **ابنِ اثیر** نے بھی انھیں اولین مہاجرین میں گنوایا ہے۔ ۱۰ ہجری میں ان کے خاوند ابو عمر بن حفص نے انھیں طلاق دے دی تو معاویہ اور ابو جہم بن حذیفہ نے انھیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ انھوں نے حضور

ﷺ سے مشورہ پوچھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "معاویہ تو قلّاش ہے اور ابو جہم کی لاٹھی ہر وقت اس کے کندھے پر رہتی ہے۔ اس لیے تم اُسامہ بن زید سے نکاح کرلو۔ حضرت فاطمہ نے تعمیل کی۔

فاطمہ بنتِ مجلّلؓ: حضرت فاطمہ بنتِ مجلل نے دعوتِ حق کے ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کیا اور اپنے خاوند حاطب بن حارث اور دو بیٹوں محمد بن حاطب اور حارث بن حاطب کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حاطب بن حارث حبشہ میں فوت ہو گئے اور فاطمہ اپنے بہنوئی کے ہمراہ ایک کشتی میں مدینہ پہنچیں۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسولُ اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ لڑکا محمد ﷺ آپ کے بھائی حاطب کا بیٹا ہے جو آگ میں جل کر مرگیا تھا۔ آپ ﷺ اس کے لیے دعا فرمائیں۔

فاطمہ بنتِ ولید بن عتبہؓ: حضرت فاطمہ بنت ولید حضرت سالمؓ بن ابو حُذیفہ کی بیوی تھیں۔ ان کے چچا نے حضرت سالمؓ کو اپنا بیٹا بنایا تھا اور پھر ان سے نکاح کر دیا تھا۔ **ابنِ اثیر** نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اولین مہاجرات اور قریش کی بہترین بیویوں سے تھیں۔

فکیہہ بنتِ یسارؓ: حضرت فکیہہؓ بنتِ یسار حضرت خطّاب بن حارث کی بیوی تھیں اور انھوں نے دعوتِ اسلام کے ابتدائی تین سالوں میں اسلام قبول کیا تھا۔ ان کے خاوند بھی سابقینِ اولین میں سے ہیں۔ یہ دونوں میاں بیوی ہجرتِ حبشہ دوم میں شامل تھے۔ حضرت فکیہہ کے شوہر کے انتقال کے بارے میں دو روایتیں ملتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ حبشہ ہی میں فوت ہوئے اور حضرت فکیہہ غزوۂ خیبر کے موقع پر مدینہ پہنچیں اور دوسری یہ کہ حضرت فکیہہ اپنے خاوند خطّاب کے ہمراہ مدینہ آئیں اور ان کے خاوند حضرت عمر کے زمانے میں فوت ہوئے۔

فُطم بنتِ علقمہؓ: یہ حضرت سلیط بن عمروؓ کی بیوی تھیں اور دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ پھر دونوں نے اکٹھے ہی کشتی میں مدینہ کو ہجرت کی۔ (**اُسُد الغابہ**

فی معرفت الصحابہ میں ان کا ذکر ہے لیکن حقیقتاً" ان کا نام یقظہ ہے۔ بعض اُمِّ یقظہ بھی کہتے ہیں)

لبیبہؓ: حضرت لبیبہؓ بنو عدی کی ایک شاخ بنی مومل کی لونڈی تھیں اور دعوتِ حق کے ابتدائی زمانہ میں مسلمان ہو گئیں۔ دیگر ایمان لانے والے کمزور صحابہ کی طرح ان پر بھی مظالم ہونے لگے۔ حضرت عمرؓ ان کو روزانہ مارا کرتے تھے۔ جب مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے۔ مجھے تم پر ترس نہیں آیا بلکہ میں تھک گیا ہوں' اس لیے تمھیں چھوڑا ہے۔ وہ جواب میں پھر اسلام پر ڈٹی رہتیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔

لیلیٰ بنتِ ابی خثیمہؓ: حضرت لیلیٰ حضرت عامر بن ربیعہ کی بیوی تھیں جنھیں حضرت عمرؓ کے والد خطّاب نے اپنا بیٹا بنا رکھا تھا۔ یہ دونوں میاں بیوی اسلام کے ابتدائی زمانے میں مسلمان ہو گئے تھے اور ۵ نبوی میں حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ جب یہ ہجرت کی تیاری کر رہے تھے تو حضرت عمرؓ آئے اور کہنے لگے۔ اے اُمِّ خالد! تم کہاں جا رہی ہو۔ حضرت لیلیٰ نے کہا' تم لوگوں نے ہمیں بہت ستایا ہے۔ اس لیے ہم گھر بار چھوڑ کر جہاں سینگ سمائے گا' چلے جائیں گے۔ حضرت عمرؓ پریشان ہو گئے۔ اس کے بعد اسی سال حضرت عمرؓ مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت لیلیٰ اور ان کے خاوند نے حبشہ میں تین ماہ گزارے اور واپس مکہ آ گئے۔ پھر دوسری ہجرتِ حبشہ میں شریک ہوئے۔ اور اس بار بھی ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مکہ آ گئے اور حضور ﷺ کے حکم پر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ **ابنِ ہشام' ابنِ اسحاق** اور **طبری** کے مطابق حضرت ابو سلمہؓ کی مدینہ کو ہجرت کے بعد سب سے پہلے حضرت عامر بن ربیعہ اپنی بیوی لیلیٰ کے ساتھ مدینہ گئے تھے اور **ابن سعد** کہتے ہیں کہ مدینہ منوّرہ ہجرت کرنے والی خواتین میں بھی حضرت لیلیٰ کو اوّلیت حاصل ہے۔

نہدیہؓ: حضرت نہدیہؓ اور ان کی بیٹی بنو عبدالدار کی ایک عورت کی لونڈیاں تھیں۔ یہ دعوتِ حق کے ابتدائی زمانے میں مسلمان ہوئیں اور ان پر ان کی کافرہ مالکہ نے مظالم ڈھائے۔ حضرت

ابو بکر نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔

وعدؓ بنتِ مخدم: **ابنِ اثیر** نے لکھا ہے کہ یہ دعوتِ اسلام کی ابتدا میں مسلمان ہوئیں اور ہجرتِ حبشہ دوم میں اپنے بیٹے سہیل بن بیضا کے ساتھ شریک ہوئیں۔ **ابنِ اثیر** نے ان کا نام اور نسب وعد بنتِ مخدم بن امیہ بن ظرب لکھا ہے اور **طالب الہاشمی** نے حضرت سہیل بن بیضا کی والدہ کا نسب نامہ یہ لکھا ہے کہ بیضا بنت مخدم بن عمر بن عائش بن ظرب بن حارث بن فہر یہ۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ بیضا کا نام ہی وعد ہو۔

یقظہؓ بنتِ علقمہ: ان کے شوہر حضرت سلیطؓ بن عمرو ہیں۔ انھوں نے اپنے خاوند کے ہمراہ ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس لیے یہ سابقین اوّلین کے طبقے سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت یقظہؓ ہجرتِ حبشہ دوم میں اپنے خاوند کے ساتھ شریک ہوئیں اور غزوۂ خیبر کے موقع پر حبشہ سے مدینہ پہنچیں۔ ان کی صرف ایک اولاد سلیط بن سلیط ہیں۔ (حضرت یقظہؓ کو بعض لوگ فاطمہؓ اور بعض ام یقظہؓ بھی کہتے ہیں۔ **ابنِ اثیر** نے ان کا نام قطم لکھا ہے۔ ہم نے اس حوالے سے بھی ضروری وضاحت کر دی ہے)

حضور ﷺ کی مکّی زندگی میں ایمان لانے والے انصار صحابہؓ

ابو اُسید مالک بن ربیعہ ساعدیؓ: سِیَرُ الصّحابہ میں ہے کہ ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ غزوہ بدر میں ان کی شرکت کا ذکر **بخاری شریف** میں بھی ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر بنو ساعدہ کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔ سن ۶۰ ہجری میں ۷۸ سال کی عمر میں مدینہ منوّرہ میں وفات پائی۔

ابو اُمامہ اسعد بن زُرارہؓ: بنی نجّار سے تعلّق تھا۔ مکہ سے منیٰ آتے ہوئے ایک تنگ پہاڑی گھاٹی میں سن ۱۱ نبوی میں حج کے لیے آنے والے چھے یثربیوں کو حضور ﷺ نے اسلام کی دعوت دی، اور وہ ایمان لے آئے۔ پہلی بیعتِ عقبہ یہی تھی۔ اسعدؓ انھی چھے خوش نصیبوں میں تھے۔ بیعتِ عَقَبۂ ثانیہ اور بیعتِ عقبۂ کُبریٰ میں بھی شریک تھے۔ **سِیَرُ الصّحابہ** میں ہے کہ انصار میں جو شخص سب سے پہلے اسلام سے مشرّف ہوئے، وہ اسعدؓ ہیں، ہمارا ذوق بھی یہی کہتا ہے۔ حضور ﷺ مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپ ﷺ کی اونٹنی قصویٰ اسعد بن زُرارہ کی مہمان بنی۔ ابھی مسجدِ نبوی ﷺ کی عمارت تیار ہو رہی تھی کہ شوّال سن ایک ہجری میں اسعدؓ انتقال فرما گئے، ہجرت کے بعد یہ پہلی موت تھی۔ پہلی نمازِ جنازہ انھی کی پڑھائی گئی۔ یہ بنو نجّار کے نقیب تھے، ان کے بعد حضور ﷺ خود بنو نجّار کے نقیب ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کی دونوں لڑکیوں کی کفالت بھی اپنے ذمہ لی۔

ابو ایّوب خالد بن زیدؓ: بیعتِ عقبۂ کُبریٰ میں مکّہ مکرمہ حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ حضورِ پُرنور ﷺ نے یثرب کو مدینۃُ النبی ﷺ بنایا تو انھی ابو ایّوب انصاریؓ کے گھر کو قیامِ نبوی ﷺ کی سعادت سے بہرہ ور کیا گیا۔ روایت ہے کہ حضور ﷺ چھے ماہ کے قریب ان کے مکان میں فروکش رہے۔ بدر، اُحُد، خندق، بیعتِ رضوان وغیرہ تمام

موقعوں پر انھیں حضور ﷺ کی معیّت کا شرف حاصل رہا۔

ابو الہیثم بن التّیہانؓ: اوس کے بنی عبدِ اشہل سے تعلّق تھا۔ قبیلہ اوس کے پہلے مسلمان جنھیں سن ۱۲ نبوی کے حج کے موقع پر بیعتِ عَقَبۂ ثانیہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں بھی شریک تھے۔ انھیں بنو عبد الاشہل کا دوسرا نقیب بنایا گیا۔ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں وفات پائی۔

ابو الیسر کعب بن عمروؓ: بیعت عَقَبۂ کُبریٰ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ پہلے یثربی مسلمانوں میں سے ایک ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ اصحابِ بدر میں سے سب سے بعد میں ۵۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

ابو بردہ ہانی بن نیارؓ: بیعتِ عَقَبۂ کبریٰ میں یثرب سے مکّہ مکرّمہ آ کر حضور ﷺ کی غلامی کا شرف پایا۔ قبیلہ اوس کے بنی حارثہ میں سے تھے۔ بدر، اُحُد، خندق اور تمام غزوات میں شرکت کی۔ ۴۱ ہجری میں وفات پائی۔

ابو دُجانہ سماک بن لوذانؓ: سِیَرُ الصّحابہ میں ہے کہ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے۔ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ غزوہ اُحُد میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص میری تلوار کا حق ادا کرنے کا وعدہ کرے، اسے تلوار دوں گا۔ یہ تلوار ابو دجانہ نے لی تھی اور حق ادا کیا تھا۔ جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذّاب کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

ابو طلحہ زید بن سہلؓ: بیعت عَقَبۂ کبریٰ کرنے والے ۷۳ مردوں میں سے ایک تھے۔ بنو نجّار سے تعلّق تھا۔ حضرت اَنَس بن مالکؓ کی والدہ اُمِّ سلیمؓ سے اسلام قبول کرنے کی شرط پر نکاح کیا تھا۔ حضور ﷺ نے انھیں انصار کا نقیب مقرر فرمایا تھا۔ غزوہ بدر، اُحُد، خیبر، حُنین میں حصہ لیا۔

ابو عبد الرحمان بن یزیدؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

ابو عبس عبد الرحمان بن جُبیرؓ: استیعاب میں ابنِ عبد البر لکھتے ہیں کہ ہجرت سے

قبل مسلمان ہوئے اور ابوبردہ کو ساتھ لے کر بنو حارثہ کے بت توڑے۔ غزوہ بدر میں ۴۸ سال کے تھے۔ سب غزوات میں شریک ہوئے۔ ۳۴ ہجری میں فوت ہوئے۔

ابو عمرہ بشیر بن عمرو بن محصنؓ: **معین الدین ندوی** لکھتے ہیں کہ یہ بیعتِ عَقَبہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے لیکن عَقَبۂ اولیٰ اور عَقَبۂ کُبریٰ کی بیعت کرنے والوں میں ان کا نام نہیں ہے۔ پتا نہیں، ندوی نے یہ بات کہاں سے لی ہے۔ ہو سکتا ہے، بیعتِ عقبہ کے زمانے میں قبولِ اسلام کا شرف حاصل کیا ہو۔

ابُو عمّارہ براء بن عازبؓ: **سیَرُ الصّحابہ** میں ہے کہ مدینہ میں دعوتِ اسلام عام ہو چکی تھی۔ ان کے ماموں ابوبردہ بن نیارؓ عقبہ میں بیعت کر چکے تھے۔ باپ نے بھی توحید و رسالت کا اقرار کر لیا تھا۔ بیٹے نے انھی دونوں خاندانوں میں تربیت پائی۔ غزوہ بدر میں کمسن تھے، حضور ﷺ نے جنگ میں شرکت کی اجازت نہ دی۔ اُحُد، خندق، حدیبیہ، خیبر، حنین میں شریک ہوئے۔ سن ۷۲ ہجری میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔

ابولبابہ رفاعہ بن عبدالمنذرؓ: بنی عَمرو بن عوف جو یثرب کے قبیلہ اوس کا حصہ تھے، ان کے وہ جوانمرد فرد جو سن ۱۳ نبوی میں مکہ مکرمہ آ کر بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شریک ہوئے اور نقیب بنائے گئے۔ اکثر غزوات میں شرکت کی۔ بدر میں سرکار ﷺ نے انھیں اپنا نائب بنا کر مدینہ منوّرہ واپس بھیج دیا تھا۔ غزوۂ قَینُقاع اور غزوہ سُویق میں بھی یہی مدینے کے حاکم بنائے گئے۔ غزوہ بنو قُرَیظہ میں انھوں نے یہودیوں کو اشارے سے بتایا کہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ احساسِ ندامت سے اپنے آپ کو مسجدِ نبوی ﷺ کے ایک ستون سے باندھ لیا۔ آیتِ توبہ اتری تو یہ کھولے گئے۔

ابو مسعود عقبہ بن عمروؓ: ۱۳ نبوی میں یثرب سے مکہ مکرمہ آ کر دیگر ۷۲ آدمیوں کے ہمراہ حضور ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ **اُسدُ الغابہ** میں ہے کہ یہ عقبۂ ثانیہ میں شریک لوگوں میں سب سے کمسن تھے۔ **بخاری** نے لکھا ہے کہ یہ بدر میں شریک تھے مگر **ابن اثیر** نے اس کی تردید کی ہے، البتہ لکھا ہے کہ اُحُد اور بعد کے غزوات میں شریک تھے۔

معین الدین ندوی نے لکھا ہے کہ جب بیعتِ عقبہ میں ان کی موجودگی ثابت ہے تو بدر سے غائب ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

اُبَی ابنِ کعبؓ: **سیَرُ الصّحابہ** میں **معین الدین ندوی** نے ان کے بارے میں بھی لکھ دیا ہے کہ "مدینہ کے جن انصار نے دوسری دفعہ جا کر آنحضرت ﷺ کے دستِ مبارک پر عقبہ میں بیعت کی تھی، ان میں حضرت اُبَیؓ بھی تھے، اور یہی ان کے اسلام کی تاریخ ہے"۔ ------ لیکن یہ بات کسی اور ذریعے سے ثابت نہیں ہوتی۔

اُسَید بن حُضیرؓ: قبیلہ اوس کے ان گیارہ خوش بختوں میں سے ایک جنھوں نے بیعتِ عَقَبۂ کُبریٰ میں ایمان لانے کا اعلان کیا۔ قبیلہ عبدالاشہل سے تھے۔ **سیَر الصحابہ** میں لکھا ہے کہ بیعتِ عقبہ سے پہلے حضرت مصعب بن عمیرؓ کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا تھا۔ حضور ﷺ نے انھیں عبدالاشہل کا نقیب مقرر فرمایا تھا۔ اُحُد، خندق اور دوسرے غزوات میں شریک ہوئے۔

اَنَس بن مالکؓ: ان کی والدہ اُمِ سلیم بنتِ ملحانؓ عقبہ ثانیہ سے پہلے اسلام قبول کر چکی تھیں۔ وہ اس معاملے میں بہت سخت تھیں۔ انھوں نے ابو طلحہؓ سے اس شرط پر نکاح کیا تھا کہ وہ اسلام قبول کر لیں چنانچہ وہ بھی عقبۂ کبریٰ کی بیعت میں شریک تھے۔ اَنَس بن مالک اُمِ سلیمؓ کے بیٹے تھے اور ماں کے زیرِ اثر ایمان لا چکے تھے۔ **سیَر الصحابہ** میں ہے کہ حضور ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے دو ایک برس پہلے ہی سے مسلمان تھے۔ سرکار ﷺ تشریف لائے تو انھیں آپ ﷺ کی خدمت پر مامور کر دیا گیا۔ حُدَیبیہ، عُمرۃ القضا، غزوۂ خیبر، فتحِ مکّہ، حجۃُ الوداع، ان تمام واقعات میں یہ حضور ﷺ کی ہمراہی کی سعادت سے مشرف رہے۔

اَنَس بن نضرؓ: انس بن مالکؓ کے چچا تھے۔ **سیَر الصحابہ** میں ہے کہ یہ عقبہ ثانیہ میں مشرف باسلام ہوئے مگر اس موقع پر بیعت کرنے والوں میں ان کا نام نہیں آتا۔ **اُسد الغابہ** میں بھی ایسی کوئی بات نہیں۔ پتا نہیں، **معین الدین ندوی** نے کہاں سے روایت

لی ہے۔ بہرحال جنگ بدر میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، البتہ غزوہ اُحد میں شامل ہو کر شہادت کا رتبہ پایا۔

اوس بن ثابت بن منذرؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک تھے۔

ایاس بن معاذؓ: بنو عبدالاشہل کے جو چند آدمی خزرجیوں کے خلاف قریش کی مدد حاصل کرنے کے لیے مکہ آئے تھے، ان میں ایاس بن معاذ بھی تھے، جو کم سن تھے۔ انھیں حضور ﷺ نے اسلام کی دعوت دی۔ ایاس بول اٹھے، ہم جس کام کے لئے آئے ہیں، یہ اس سے بہتر باتیں ہیں۔ **مُسندِ احمد بن حنبل** میں ہے کہ یثرب میں وفات پائی۔ مرتے وقت تک اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے رہے۔ ان کے قبیلے کے لوگ انھیں مسلمان سمجھتے تھے۔ **معین الدین ندوی** لکھتے ہیں، یہ مسلمان تھے۔

براء بن مَعرُورؓ: **سِیَرُ الصّحابہ** میں ہے کہ بیعتِ عقبۂ کبریٰ سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ **ابنِ اسحاق** کا کہنا ہے کہ عقبۂ اولیٰ کی بیعت میں شریک تھے، لیکن یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ البتہ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں ان کی شمولیت مُسلّم ہے۔ ذی الحجہ سن ۱۳ نبوی میں بیعت کی اور دو ماہ بعد صفر سن ایک ہجری میں فوت ہو گئے۔ حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو صحابہؓ کو لے کر ان کی قبر پر آئے اور نمازِ جنازہ پڑھی۔

بشر ابن براءؓ: حضور ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کرنے والے ۷۵ یثربیوں میں سے ایک، جو بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہوئے۔

بشیر بن سعدؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ کے ۷۵ خوش قسمت انسانوں میں سے ایک تھے۔

ثابت بن الجذعؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شرکت کے شرف سے بہرہ یاب ہونے والے خزرجی انصاری تھے۔

ثابت بن قیسؓ: ثابت بن قیس خزرجی ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو **اصابہ فی تمیز الصّحابہ** میں ہے، ثابتؓ نے کہا۔ "یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی ہر اس چیز سے حفاظت کریں گے جس سے اپنی جان اور

اولاد کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمیں اس کا معاوضہ کیا ملے گا"۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "جنت"۔ اس پر پورا مجمع پکار اٹھا۔ "ہم سب راضی ہیں"۔ غزوۂ بدر میں ان کا ذکر نہیں کیا جاتا لیکن **تہذیب التہذیب** میں ابنِ حجر نے انھیں بدر میں شامل بتایا ہے۔ ۱۲ ہجری میں مُسیلمہ کذّاب سے مقابلے میں شہادت پائی۔

ثعلبہ بن غنمہؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شمولیت کے شرف سے مشرف ہونے والے یثربی فرزند۔

جابر بن عبداللہ بن ربابؓ: قبیلہ بنی عبید بن غنم سے تھے۔ بیعتِ عقبۂ اولیٰ میں اپنے پانچ دوسرے یثربی حاجیوں کے ساتھ حضور ﷺ کی بیعت کی۔ یہ واحد صحابی تھے جو بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں مکہ مکرمہ نہیں آ سکے تھے۔ باقی پانچوں اصحاب دوسری بیعت میں بھی، سات نئے حضرات کے ساتھ، شامل ہوئے تھے۔

جابر بن عبداللہ بن عمروؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شامل تھے۔ خزرج کے بنو سلمہ سے تھے۔ ان کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ کو حضور ﷺ نے بنو حرام کا نقیب مقرر فرمایا۔ عبداللہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ جابر بن عبداللہؓ کو حضور ﷺ کے ساتھ ۱۹ اسفار میں شرکت کی سعادت ملی۔

جبّار بن صخرؓ: ابو عبداللہ کنیت ہے۔ خزرج کے بنو سلمہ سے ہیں۔ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شمولیت کی سعادت ملی۔ غزوۂ بدر میں ۳۲ سال کے تھے۔ قریباً سب غزوات میں شریک ہوئے۔ سن ۳۰ ہجری میں حضرت عثمان غنیؓ کے عہدِ خلافت میں ۶۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

حارث بن صمہؓ: بنو نجّار سے تھے۔ ابو سعید کنیت تھی۔ **سِیَرُ الصّحابہ** میں ہے کہ ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ بدر میں شرکت کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں چوٹ آ گئی، اس لیے حضور ﷺ نے واپس مدینہ بھیج دیا اور غنیمت اور اجر میں شامل رکھا۔ غزوۂ اُحد میں خوب داد شجاعت دی۔ بئر معونہ کے معرکے میں شہید ہوئے۔

حارث ابنِ قیس رضی: یثرب سے مکہ مکرمہ آکر حضورِ اکرم ﷺ کی بیعت کرنے والے ۷۳ مردوں اور ۲ عورتوں کے مقدس گروہ کے فرد' جو خزرج کے بنو زریق سے تھے۔

حباب بن منذر بن جموع رض: ابو عمر کنیت تھی۔ بنو غنم سے تھے۔ **سِیَرُ الصحابہ** میں ہے کہ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے۔ غزوہ بُدر میں خزرج کا عَلَم ان کے پاس تھا۔ غزوۂ اُحُد میں انھیں خبر رسانی کے لیے متعیّن کیا گیا۔ بعد کے کئی غزووں میں خزرج کا جھنڈا انھی کو دیا گیا۔

حرام بن ملحان رض: اُمِّ سلیم رض کے بھائی اور اَنَس بن مالک رض کے ماموں تھے۔ **سِیَرُ الصّحابہ** میں ہے کہ بنو نجّار صدائے اسلام پر لبیک کہنے میں تمام کے پیش پیش رہے۔ حضرت اُمِ سلیم رض کی وجہ سے خاندانِ عدی اسلام کے نام سے گوش آشنا ہو چکا تھا' اس لیے بھائی نے بھی قبولِ اسلام میں سبقت کی۔ بیرِ معونہ کے سریّہ میں ان کی موجودگی کی شہادت ملتی ہے۔

حُذَیفہ بن الیمان رض: **اُسُد الغابہ** میں ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ ان کے والدین نے اسلام کا زمانہ پایا اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بھائی بہنوں میں صرف حذیفہ اور صفوان کو یہ سعادت حاصل ہوئی۔ اس وقت آنحضرت ﷺ مکہ میں اقامت گزین تھے۔ حضرت حذیفہ رض ہجرت کرکے مکہ پہنچے اور آنحضرت ﷺ سے ہجرت اور نُصرت کے متعلق رائے طلب کی۔ حضور ﷺ نے ہجرت کے بجائے ان کے لیے نصرت تجویز فرمائی۔ اُحُد' خندق اور بعد کے غزوات میں شرکت کی۔ ۳۶ ہجری میں وفات پائی۔

حسیل الیمان بن جابر رض: حذَیفہ بن یمان رض کے والد ہیں۔ بنی عبد الاشہل کے حلیف تھے۔ یہ اور ان کے دونوں بیٹے حذیفہ اور صفوان اُحُد میں شریک تھے۔ حسیل رض کو مسلمانوں نے غلطی سے شہید کر دیا تھا۔ حضور ﷺ نے چاہا کہ ان کی دِیَت ادا کر دیں مگر حذیفہ رض نے ان کی دیت مسلمانوں کو خیرات کر دی۔

خارجہ بن زید بن ابی زُہیر رض: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک تھے۔ قبیلہ حارث بن خزرج کے فرد تھے۔ ہجرت کے بعد حضرت ابو بکر رض کی انھی سے مواخات ہوئی تھی کہ انھوں نے انھی

کے ہاں قیام کیا تھا۔ بدر میں شریک تھے۔ اُحُد میں شہید ہوئے۔

خالد بن عمرو بن عدی رض: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شامل تھے۔ بنو سلمہ (خزرج) سے تھے۔

خالد بن قیس بن مالک رض: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شرکت کی سعادت پائی۔

خُبَیب بن عدی رض: **سِیَرُ الصحابہ** میں ہے کہ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے۔ **بُخاری** میں ہے کہ غزوہ میں مجاہدین کے اسباب کی نگرانی ان کے ذمّے تھی۔ واقعہ رُجیع میں دس میں سے جو تین آدمی زندہ بچے تھے' ان میں خُبیب رض بھی تھے۔ **الاستیعاب** میں ہے کہ انھیں ایک درخت پر سُولی چڑھایا گیا۔ **اصابہ** میں ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ قتل کرتے وقت انھیں قبلہ رُخ نہیں رکھا مگر چہرہ بار بار اُدھر مُڑ جاتا تھا۔ مولانا ظفر علی خاں نے جو واقعہ زید بن دثنہ رض کے ساتھ منسوب کیا ہے' وہ دراصل حضرت خُبیب رض کے ساتھ پیش آیا تھا کہ میں تو یہ بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ حضور ﷺ کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے۔

خُدَیج بن سلامہ رض: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شرکت کی سعادت ملی۔ بنو سلمہ (خزرج) کے یثربی تھے۔

خُزَیمہ بن ثابت رض: ابو عمارہ کنیت اور ذوالشہادتین لقب ہے۔ **سِیَرُ الصحابہ** میں ہے کہ ہجرت سے پیشتر مشرف بہ اسلام ہوئے اور عُمَیر بن عدی رض کو لے کر اپنے قبیلے (خطمہ) کے بُت توڑے۔ بدر اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ فتح مکہ میں بنو خطمہ کا جھنڈا انھی کے پاس تھا۔ حضور ﷺ نے کسی غیر مسلم سے کوئی سودا کیا اور وہ بعد میں مُکر گیا۔ بات ہوئی تو اس نے گواہ مانگا۔ حضرت خُزیمہ رض نے گواہی دی حالانکہ اس وقت موقعے پر موجود نہیں تھے۔ پوچھا گیا تو کہا کہ حضور ﷺ کے کہنے پر تو خدا تک کو مان لیا ہے' یہ کیسے نہ مانوں گا۔ حضور ﷺ نے اُسی دن سے اِن کی شہادت دو آدمیوں کے برابر قرار دے دی۔

خلاد بن سوید بن ثعلبہ رض: عقبۂ کبریٰ سے پہلے ایمان لائے اور بیعت میں شریک ہوئے۔ بدر' اُحُد' خندق میں شاملِ غزوات رہے۔ غزوہ بنو قُرَیظہ میں جنگ کے لیے نکلے' ایک یہودی عورت نے قلعے سے پتھر مارا اور شہید ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اس عورت کو تلاش کروا

کے قتل کروایا۔

خوات بن جُبیرؓ: سِیَرُ الصّحابہ میں ہے کہ ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ بدر میں شریک تھے۔ صفراء پہنچ کر پیر میں پتھر لگا۔ حضور ﷺ نے واپس مدینہ منوّرہ بھیج دیا لیکن مالِ غنیمت اور اجر میں شامل رکھا۔ باقی غزوات میں شریک ہوئے۔ سن ۴۰ ہجری میں مدینہ منوّرہ میں ۷۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ذکوان بن عبدِ قیسؓ: خزرج کے قبیلہ بنی زریق سے تھے۔ بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں سن ۱۲ نبوی کے اواخر میں حضور ﷺ کے دامن سے وابستہ ہونے کا شرف ملا۔ بیعتِ عَقبۂ کبریٰ میں بھی شامل تھے۔

رافع بن خُدَیجؓ: سِیَر الصحابہ میں ہے کہ ہجرت کے وقت صغیر السّن تھے، تاہم اسلام کا نغمہ دل میں گھر کر چکا تھا۔ اس کے علاوہ ان کے دو چچا ظہیر اور مظہر بھی شرف ایمان حاصل کر چکے تھے۔ غزوہ بُدر میں ۱۴ سال کے تھے، حضور ﷺ نے ان کی کمسنی کی وجہ سے جنگ میں شمولیت کی اجازت نہ دی۔ خندق اور اکثر معرکوں میں شریک رہے۔ وفات کے وقت ۸۶ برس کے تھے۔

رافع بن مالک بن عجلانؓ: قبیلہ بنی زریق سے تعلق تھا۔ بیعتِ عقبۂ اولیٰ میں ذی الحجہ سن ۱۱ نبوی میں پانچ دوسرے یثربی ساتھیوں کے ساتھ ایمان لائے۔ بیعتِ عقبۂ ثانیہ اور بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں بھی موجود تھے۔ حضور ﷺ نے بنو زریق کے لیے انھیں نقیب مقرر فرمایا۔ **ابنِ اسحاق** نے انھیں اصحابِ بدر میں شمار نہیں کیا، **زہری** کہتے ہیں، وہ شریک تھے۔ غزوہ اُحُد میں شریک ہوئے۔

رفاعہ بن رافعؓ: اپنے والد رافع بن مالک بن عجلانؓ کے ساتھ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک تھے۔ ان کی ماں بھی مسلمان ہو چکی تھیں۔ عبداللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) ان کا ماموں تھا۔ **بخاری شریف** میں ہے کہ بدر میں شریک تھے۔ اُحُد، خندق، بیعتِ رضوان اور تمام اہم واقعات میں ان کی شمولیت ثابت ہے۔ **سِیَر الصحابہ** میں بیعتِ عقبہ میں

شریک ہونے والے صحابی کا نام رفاعہ بن حارث لکھا ہے جو بنی نجّار سے تھے۔ **ابنِ اثیر** نے رفاعہ بن حارث کے بدری ہونے اور بنی عفرا سے ہونے کا بھی انکار کیا ہے۔

رفاعہ بن عمروؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہوئے۔ بنی عوف بن خزرج سے تھے۔ **اُسدُ الغابہ** میں ہے کہ بدر میں شریک تھے۔ اور اُحُد کے دن شہید ہوئے۔

زیاد بن لبیدؓ: خزرج کے بنو بیاضہ سے تھے۔ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہو کر ایمان کی دولت پائی۔ جب مدینہ میں مہاجرین کی آمد شروع ہوئی تو چار انصار مکہ پہنچے جن میں ایک زیاد تھے۔ پھر یہ صحابہ کے ساتھ مدینہ واپس آئے۔ **طبقاتِ ابنِ سعد** میں ہے کہ اِس بنا پر یہ لوگ انصاری بھی تھے اور مہاجر بھی۔ بدر، اُحُد، خندق تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

زید بن ارقمؓ: ابُو عمر کنیت، زید بن ارقم بن زید کے والد ان کے بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ رشتے کے چچا عبداللہ بن رواحہ ؓ نے پرورش کی۔ **سِیَر الصحابہ** میں ہے کہ ابنِ رواحہ ؓ عَقبہ میں بیعت کر چکے تھے۔ زید کے ایمان لانے کا وہی سبب بنے۔ زید خندق اور بعد کے سب غزوات میں شریک ہوئے۔ ۶۸ ہجری میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

زید بن ثابتؓ: سیَرُ الصّحابہ میں لکھا ہے کہ مُصعب بن عمیر ؓ یثرب میں توحید و رسالت کا وعظ کر رہے تھے۔ زید بن ثابت کم سن تھے۔ اسی صغر سنی میں گیارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ کمسنی کی وجہ سے بدر میں شرکت کی اجازت نہ ملی۔ خندق، تبوک وغیرہ کے غزوات میں شریک ہوئے۔ کاتب الوحی تھے۔

سعد بن خَیثمہؓ: قبیلہ اوس کے ان گیارہ اصحاب میں سے ایک جو بیعتِ عَقبۂ کبریٰ میں شامل ہو کر ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے۔ بنو عمرو بن عوف سے تعلق تھا۔ اس قبیلے کے نقیب بنائے گئے۔ حضور ﷺ قبا پہنچے تو کلثوم بن ہدمؓ کے گھر میں بیٹھے اور ملاقاتوں کے لیے سعد بن خَیثمہ ؓ کا مکان استعمال فرمایا۔ بدر میں شہادت پائی۔

سعد بن ربیعؓ: یثرب کے حارث بن خزرج کے قبیلے سے تھے۔ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہو کر اسلام لانے کا اعلان کیا۔ سرکار ﷺ نے انھیں اپنے قبیلے کا نقیب بنایا۔

سعد بن زید اشہلیؓ: قبیلہ اوس کے خاندان اشہل سے تھے۔ **واقدی** کہتے ہیں کہ عقبہ کی بیعت میں شریک تھے لیکن اور کہیں سے تائید نہیں ہوتی۔ بہرحال اِس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی مکّی زندگی میں ایمان لا چکے تھے۔ بدر میں ان کی شرکت پر اتفاق ہے۔ غزوۂ بنو قُریظہ میں ان کو خدمت سونپی گئی۔ فتح مکّہ کے بعد مناۃ توڑنے کے لیے انھیں بھیجا گیا۔

سعد بن عُبادہؓ: بنی ساعدہ کے سردار جو بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہو کر ایمان لائے۔ غزوۂ اُحُد میں حضور ﷺ نے خزرج کا عَلَم اِن کے سپرد کیا۔ خندق میں بھی انصار کا جھنڈا اِنھی کے پاس تھا۔ **طبقاتِ ابنِ سعد** میں ہے کہ غزوۂ غابہ میں انھیں مدینہ منوّرہ کی حفاظت کے لیے چھوڑا گیا۔ حُدیبیہ میں موجود تھے۔ غزوۂ خیبر میں اسلامی لشکر کے تین جھنڈے تھے، ایک ان کے پاس تھا۔ فتح مکّہ میں خود حضور ﷺ کا جھنڈا اِن کے پاس تھا۔ حُنین میں خزرج کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں دیا گیا۔ ۱۵ ہجری میں وفات پائی۔

سعد بن معاذؓ: مصعب بن عمیرؓ اسعد بن زُرارہؓ کے مکان میں تھے اور تبلیغ اسلام کر رہے تھے۔ انھوں نے سعد بن معاذؓ کو وہاں بلوایا، حقیقت بیان کی تو یہ کلمۂ شہادت پکار اٹھے۔ قبیلہ عبدالاشہل سے تھے۔ ان کے زیرِ اثر شام سے پہلے سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ بدر میں قبیلہ اوس کا جھنڈا حضور ﷺ نے انھیں عطا فرمایا۔ اُحُد میں انھوں نے حضور ﷺ کے آستانے پر پہرہ دیا۔ جنگِ خندق کے زخم سے انتقال فرمایا۔

سلمہ بن سلامہ بن وقشؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ (ذی الحجہ ۱۳ نبوی) میں ایمان لائے قبیلہ اوس کے بنو عبدالاشہل سے تھے۔ **سِیَرُ الصحابہ** میں ہے کہ عقبۂ اولیٰ کی بیعت میں بھی شریک تھے۔ بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ۴۵ ہجری میں مدینہ منورہ میں ۷۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔

سلیم بن عمروؓ: بیعتِ عقبۂ کبری میں شامل ہوئے والے بنو سلمہ کے یثربی فرزند۔

سنان بن صیفیؓ: بیعتِ عقبۂ کبری میں شامل ہو کر داخلِ اسلام ہونے والے یثربی خوش

نصیب۔ بنو سلمہ میں سے تھے۔

سوید بن صامتؓ: قبیلہ عمرو بن عوف سے تعلّق تھا۔ حج یا عُمرے کی غرض سے یثرب سے مدینہ آئے۔ حضور ﷺ سے قرآنِ پاک سنا۔ **ابنِ ہشام** کہتے ہیں کہ پھر وہ اسلام سے دور نہیں رہے۔ یثرب واپسی پر خزرج والوں نے انھیں قتل کر دیا۔ یہ جنگِ بعاث سے پہلے کی بات ہے۔ **عمرو بن عوف** کہتے ہیں کہ انھوں نے اسلام کی حالت میں انتقال کیا۔

سہل بن حُنیفؓ: **سِیَرُ الصحابہ** میں ہے کہ ہجرت سے قبل مشرّف بہ اسلام ہوئے۔ غزوۂ اُحُد میں ثابت قدم رہے۔ سن ۳۸ ہجری میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔

سہل بن سعدؓ: ہجرتِ نبویؐ سے ۵ سال قبل پیدا ہوئے۔ باپ نے حُزن نام رکھا لیکن حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بدل کر سہل کر دیا۔ **سِیَرُ الصحابہ** میں ہے کہ ہجرت سے پہلے حضرت سہلؓ کے والد سعد بن مالکؓ اسلام قبول کر چکے تھے۔ سہل نے باپ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ حضور ﷺ کے وصال کے وقت ۱۵ برس کے تھے۔ سن ۹۱ ہجری میں فوت ہوئے۔

سہل بن عتیکؓ: سن ۱۳ نبوی میں حج کے موقع پر جن ۷۵ خوش بختوں نے حضورِ اکرم ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کیا اور آپ ﷺ کو یثرب آنے کی دعوت دی، ان میں شامل تھے۔ قبیلہ خزرج کے بنو نجّار سے تعلق تھا۔

صیفی بن سوادؓ: بنو سلمہ (خزرج) سے تھے۔ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہوئے۔

ضحاک بن حارثہؓ: بنو سلمہ میں سے تھے۔ قبیلہ خزرج کے جن ۷۳ لوگوں نے بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شرکت کی، ان میں شامل تھے۔

طفیل بن مالکؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہوئے والے ۷۵ خوش قسمتوں میں سے ایک تھے۔

طفیل بن نعمانؓ: یثرب کے ان ۷۵ خوش نصیبوں میں سے ایک جنھیں بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شرکت نصیب ہوئی۔ بنو سلمہ (خزرج) سے تھے۔

طلحہ بن البراءؓ: قبیلہ عمرو بن عوف کے حلیف' خاندان بلی سے تھی۔ **سیرُ الصّحابہ** میں ہے کہ ان کا آغازِ شباب تھا' آنحضرت ﷺ نے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ طلحہؓ قریب آئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں چوم کر کہا کہ مجھ کو جو جی چاہے' حکم دیجیے' تعمیل میں کوتاہی نہ ہوگی۔ حضور ﷺ نے ہنس کر فرمایا' جاؤ' اپنے باپ کو قتل کر دو۔ چلنے لگے تو واپس بلا لیا گیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا' میں قطعِ رحم کے لیے مبعوث نہیں کیا گیا ہوں۔ اسی زمانے میں بیمار ہو گئے' حضور ﷺ نے دیکھ کر فرمایا' بچیں گے نہیں' مریں تو مجھے اطلاع دینا۔ وہ رات کو فوت ہوئے' حضور ﷺ کو خبر نہ کی گئی۔ صبح اطلاع ہوئی تو سرکار ﷺ قبر پر تشریف لے گئے اور نمازِ جنازہ پڑھی۔

ظہیر بن رافع بن عدیؓ: قبیلہ اوس کے ان گیارہ افراد میں سے ایک جنھیں بیعتِ عقبۂ کُبریٰ میں شرکت کی سعادت ملی۔ **سیرُ الصّحابہ** میں رافع بن خُدیجؓ کے ذکر میں ان کے ان چچا کے اسلام کا ذکر کیا گیا ہے۔

عاصم بن ثابت بن ابی اقلحؓ: **سیرُ الصحابہ** میں ہے کہ ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ بدر میں عقبہ بن ابی مُعیط کو قتل کیا۔ اُحُد میں کئی کافروں کو جہنّم رسید کیا۔ سن ۳ ہجری میں نو دوسرے صحابہؓ کے ساتھ انھیں بنو لحیان کی طرف تبلیغ کی خاطر بھیجا گیا۔ کافروں نے سات ساتھیوں کے ساتھ انھیں بھی شہید کر دیا۔ عاصمؓ نے دعا کی کہ کوئی مشرک میری لاش کو ہاتھ نہ لگا سکے۔ **اُسدُ الغابہ** میں ہے کہ پہلے شہد کی مکھیوں نے ان کی لاش کے نزدیک کسی کو نہ آنے دیا' پھر سیلاب آیا اور لاش سیلاب میں بہ گئی' کسی کے ہاتھ نہ آئی۔

عباد بن بشرؓ: ابو رافع کنیت تھی۔ قبیلہ عبد الاشہل سے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ بدر' اُحُد اور دیگر غزوات و مشاہد میں شریک ہوئے۔ کعب بن اشرف کے قتل میں محمد بن مُسلمہؓ کے ساتھ شریک تھے۔ جنگِ یمامہ میں بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اس وقت ۴۵ سال کے تھے۔

عباد قیس بن عامرؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہوئے۔ خزرج کے بنو زریق میں سے تھے۔

عُبادہ بن صامتؓ: بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں مسلمان ہوئے۔ بیعتِ عَقَبۂ کبریٰ میں بھی شرکت کی سعادت پائی۔ **مُسندِ احمد** میں ہے کہ ایک جماعت کا خیال ہے کہ انصار کے وفد ۳ سال تک مدینہ سے مکہ آئے تھے' عُبادہ سب میں شامل تھے۔ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں انھیں خاندان قوافل کا نقیب مقرر فرمایا گیا۔ **زرقانی** میں ہے کہ وہاں سے واپس آتے ہی انھوں نے اپنی والدہ کو مشرّف بہ اسلام کیا۔ کعب بن عُجرہ بھی انھی کی وجہ سے مسلمان ہوئے۔ بدر' بنو قینُقاع' بیعتِ رضوان وغیرہ اہم واقعات میں شامل رہے۔ ۳۴ ہجری میں شام میں ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

عباس بن عبادہ بن نضلہؓ: خزرج کے قبیلہ بنی سالم سے تعلق تھا۔ ذی الحجہ سن ۱۲ نبوی میں دوسری بیعتِ عَقَبہ میں شریک تھے۔ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں بھی شمولیت ہوئی۔ یہ بیعت کر کے مکہ مکرمہ ہی میں مقیم ہو گئے۔ بعد میں مہاجرین کے ساتھ مدینہ منورہ آئے۔ اس بنا پر وہ مہاجر انصاری ہیں۔ **اصابہ** میں ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ اصحابِ صُفّہ میں شامل تھے۔ غزوۂ اُحُد میں شہادت ہوئی۔

عبداللہ بن اُنیسؓ: پہلے خزرجی انصاریوں میں سے ایک جنھوں نے بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شمولیت پائی۔ عہدِ اسلام میں کئی کارنامے انجام دیے۔ **اُسدُ الغابہ** میں ہے کہ عقبۂ ثانیہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور مکہ جا کر آنحضرت ﷺ سے بیعت کی ---- اور وہیں مقیم ہو گئے۔ پھر مہاجرین کے ساتھ مدینہ منورہ آئے۔ اس لیے مہاجر انصاری کہلاتے ہیں۔ بدر' اُحُد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ **سُننِ ابو داؤد** میں ہے کہ خلد بن نبیح عنبری' اسلام کا دشمن تھا۔ حضور ﷺ نے ان کے ذریعے قتل کروایا۔ ۵۴ ہجری میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن جُبیرؓ: یثرب کے ان خوش قسمت لوگوں میں سے ایک جو ۱۳ نبوی میں بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہو کر ایمان لائے۔

عبداللہ بن رواحہؓ: حارث بن خزرج کے معروف فرد جو یثرب سے اپنے دوسرے ۷۲

ساتھیوں کے ساتھ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہو کر ایمان لائے۔ بنو حارثہ کے نقیب بنائے گئے۔ مشہور شاعر تھے۔ بدر، عُمرۃ القضا اور دوسرے مواقع پر رجزیہ اشعار پڑھتے رہے۔ جنگِ مُوتہ میں جمادی الاولیٰ سن ۸ ہجری میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن زید بن ثعلبہؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شامل تھے۔ حارث بن خزرج کے قبیلے کے تھے۔ **جامع ترمذی** میں ہے کہ مسجد میں نماز کے وقت لوگوں کو بلانے کے مسئلے پر انھیں خواب میں اذان بتائی گئی جس کی منظوری حضور ﷺ نے دی۔ حضرت بلالؓ نے اذان دینی شروع کی تو اقامت یہ کہتے تھے۔ بدر اور دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ فتحِ مکہ کے موقع پر اپنے قبیلے کا جھنڈا انھی کے پاس تھا۔ سن ۳۲ ہجری میں فوت ہوئے۔

عبداللہؓ بن عبداللہ بن اُبی: رأس المنافقین عبداللہ بن اُبی کے بیٹے جن کے بارے میں **سِیَر الصحابہ** میں ہے کہ ہجرت سے قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ بدر میں شریک ہوئے، اُحد میں آگے کے دو دانت شہید کروائے۔ ان کے کہنے سے حضور ﷺ نے ان کے باپ کے لیئے دعا فرمائی، اس کے لیے اپنی قمیص عطا فرمائی اور جنازہ بھی پڑھایا۔ حضرت عبداللہؓ نے جنگِ یمامہ میں ۱۲ ہجری میں وفات پائی۔

عبداللہ بن عتیکؓ: خاندانِ سلمہ سے تھے۔ **معین الدین ندوی** لکھتے ہیں کہ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے۔ اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ رمضان ۶ ہجری میں ابو رافع سلام بن الحقیق کو قتل کرنے کے لیے انھیں چار صحابہؓ کے ساتھ بھیجا گیا اور یہ کامیاب لوٹے۔ سن ۹ ہجری میں بنو طے کا بت توڑنے کی مہم میں بھی حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ: ان یثربی انصاریوں میں سے ایک جنھیں بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شمولیت کا شرف ملا۔ خزرج کے بنو سلمہ سے تعلق تھا۔ **اُسد الغابہ، سِیَر الصحابہ** اور **الرحیق المختوم** وغیرہ میں ہے کہ انھیں بنو سلمہ کا نقیب فرمایا گیا۔ جنگِ بدر میں شریک ہوئے، اُحد میں شہادت نصیب ہوئی۔

عبس بن عامرؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شمولیت کی سعادت ملی۔ یثرب کے پہلے خزرجی مومنوں میں سے ایک۔

عتبان بن مالکؓ: قُبا کے قریب رہتے تھے، اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ **سِیَر الصحابہ** میں ہے کہ ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے۔ **طبقاتِ ابنِ سعد** میں ہے کہ حضرت عمرؓ سے اخوّت تھی۔ **بخاری شریف** میں ہے کہ بدر میں شریک تھے۔ بعد میں نابینا ہو گئے تھے۔ سن ۵۲ ہجری میں فوت ہوئے۔

عثمان بن حُنَیفؓ: ابو عمرو کنیت تھی۔ اوس کے قبیلے سے تھے۔ **سِیَر الصحابہ** میں لکھا ہے کہ اپنے برادرِ اکبر سہل بن حُنَیفؓ کے ساتھ مسلمان ہوئے اور سہل کے ذکر میں لکھا ہے کہ ہجرت سے پہلے ایمان لائے تھے۔ **جامع ترمذی** میں ہے کہ بدر میں شریک تھے لیکن کہیں اور سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت میں انتقال کیا۔

عقبہ بن عامر بن نابیؓ: بنی حرام بن کعب سے تھے۔ یثرب کے ان چھے ہی بختوں میں سے تھے جنھوں نے سب سے پہلے حضورِ اکرم ﷺ کی بیعت کی تھی۔ دوسری بیعتِ عَقَبہ میں بھی شامل ہوئے۔

عقبہ بن وہبؓ: ۷۵۔ افراد کے اس قافلے میں شریک تھے جو ۱۳ نبوی میں بیعتِ عقبہ کبریٰ میں شامل تھے۔ بنی عوف بن خزرج سے تھے۔ **ابنِ اثیر** نے لکھا ہے کہ عقبۂ اولیٰ اور عقبۂ اُخریٰ اور بدر میں شریک تھے۔ **ابنِ اسحاق** کے بقول، یہ انصار میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔ اسلام لا کر مکہ میں مقیم ہوئے اور مہاجرین کے ہمراہ مدینہ منورہ آئے، اس لیے مہاجر بھی ہیں اور انصار بھی۔ بدر، اُحد اور تمام غزووں میں شریک ہوئے۔ اُحد میں حضور ﷺ کے سرِ مبارک میں خُود کی جو میخیں کھب گئی تھیں، وہ ابو عُبیدہؓ نے اپنے دانت سے کھینچی تھیں، **اصابہ** اور **استیعاب** میں ہے کہ عقبہؓ بھی ان کے مددگار تھے۔

عمارہ ابنِ حزمؓ: خزرج کے بنو نجار سے تھے۔ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہو کر اسلام کی دولت پائی۔ بدر، اُحد، خندق سب میں شامل ہوئے۔ فتحِ مکہ کے موقع پر بنو مالک بن نجار کا

جھنڈا انھی کے پاس تھا۔ جنگِ یمامہ میں شہادت حاصل کی۔

عمرو بن جموح ؓ: بنو سلمہ سے تھے۔ ان کے بیٹے معاذ بن عمرو بن جموح ؓ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شامل تھے۔ وہاں سے آکر اس کوشش میں لگ گئے کہ والد بھی اسلام کے دامن سے وابستہ ہو جائیں اور معاذ بن جبل ؓ کے ساتھ مل کر اس سعی میں کامیاب ہو گئے۔ عمرو بن جموح ؓ پیر میں چوٹ کی وجہ سے بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ اسی چوٹ کی وجہ سے انھیں اُحد سے بھی روکا گیا لیکن نہیں رُکے، لڑتے لڑتے شہادت پائی۔

عمرو بن حارث ؓ: سن ۱۳ نبوی کے آخر میں یثرب کے دیگر ۷۴ خوش قسمت افراد کے ساتھ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہوئے۔

عمرو بن غزیہ ؓ: یثرب کے ان خوش قسمت لوگوں میں سے ایک جنھیں ۱۳ نبوی میں بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہونے کا شرف ملا۔

عمرو بن غنمہ ؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہوئے۔ خزرج کے بنو سلمہ میں سے تھے۔

عُمیر بن حارث ؓ: بنو سلمہ (خزرج) کے وہ فرد جو بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شامل ہونے والے ۷۵ کے قافلے میں شریک تھے۔

عوف بن حارث بن رفاعہ ؓ: بنی نجّار سے تھے۔ بیعتِ عَقَبۂ اولیٰ میں شامل تھے۔ یثرب کے پہلے چھ خوش بختوں میں سے ایک، جو اسلام کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ دوسری بیعتِ عقبہ اور بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں بھی شریک ہوئے۔

عویم بن ساعدہ ؓ: قبیلہ اوس کے ان دو خوش بخت آدمیوں میں سے ایک ہیں جنھیں بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں اسلام کے سائے میں آنا نصیب ہوا۔ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں بھی شریک تھے۔ بدر، اُحد، خندق اور تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ حضرت ابوبکر صدّیق ؓ کی خلافت و بیعت میں بہت نمایاں رہے۔ خلافتِ فاروقی میں انتقال فرمایا۔

فروہ بن عمرو ؓ: یثرب سے مکہ مکرمہ آکر جن ۷۵ انسانوں نے بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شرکت کی تھی، ان میں شامل تھے۔ خزرج کے بنو بیاضہ سے تعلق تھا۔

فضالہ بن عبید ؓ: **سِیَر الصحابہ** میں ہے کہ حضرت فضالہ ؓ مدینہ میں اسلام کے قدم آتے ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ اُحد اور باقی غزوات میں شریک رہے۔ **اصابہ فی تمییزِ الصّحابہ** میں ہے کہ بیعتِ رضوان میں بھی شریک تھے۔ ۵۳ ہجری میں وفات پائی۔

قتادہ بن نعمان ؓ: قبیلہ اوس کے خاندانِ ظفر سے تھے۔ **اُسد الغابہ فی معرفتِ الصّحابہ** میں ہے کہ عقبۂ ثانیہ میں بیعت کی۔ لیکن کسی اور ماٰخذ سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ بدر میں شریک تھے۔ غزوۂ اُحد میں تیر لگنے سے ان کی آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا تھا۔ **ابنِ کثیر** لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ڈھیلا واپس رکھ کر لعابِ دہن لگا دیا تو اس آنکھ کی روشنی زیادہ تیز ہو گئی۔ غزوۂ حُنین میں ثابت قدم رہے۔ مہمِ اُسامہ میں شامل کیے گئے۔ ۲۳ ہجری میں انتقال کیا۔

قطبہ بن عامر بن حدیدہ ؓ: یثرب کے قبیلہ بنی سلمہ سے تھے۔ پہلی بیعتِ عَقَبہ میں حج کے پانچ دوسرے یثربی ساتھیوں کے ساتھ اسلام لائے۔ دوسری بیعتِ عقبہ اور بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں بھی شریک ہوئے۔ بدر، اُحد اور تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ حضرت عثمانِ غنی ؓ کے عہدِ خلافت میں وفات پائی۔

قیس بن ابو صعصعہ ؓ: بنو نجّار سے تھے۔ سن ۱۳ نبوی میں بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شامل تھے۔

قیس بن سعد بن عُبادہ ؓ: بنو ساعدہ (خزرج) کے سردار سعد بن عُبادہ ؓ کے بیٹے تھے۔ **سِیَر الصحابہ** میں ہے کہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے قبل اسلام سے مشرف ہوئے۔ تمام غزوات میں شرکت کی۔ سریّہ خبط (رجب ۸ ہجری) میں شامل تھے۔ سن ۶۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

کعب بن مالک ؓ: یثرب کے ان ۷۵ افراد میں سے ایک جنھیں بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شرکت کا شرف ملا۔ خزرج کے بنو سلمہ سے تھے۔ بدر اور تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔ غزوۂ اُحد میں دادِ شجاعت دی۔ دوسرے غزوات میں شرکت کی۔ حضرت علی اور امیر معاویہ کی لڑائیوں سے بے تعلق رہے۔ سن ۵۰ ہجری میں ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

کلثوم بن ہدمؓ: ضعیف تھے مگر اسلام کی صدا کانوں میں پہنچی اور انھوں نے اسلام قبول کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ان کے مکان میں قیام فرمایا۔ مسجدِ نبوی ﷺ اور ازواجِ مطہرات کے حجروں کی تعمیر شروع ہوئی تو بدر کے غزوے سے پہلے پیغام اجل آ پہنچا۔ **معین الدین ندوی** لکھتے ہیں کہ ان کے چند دن بعد اسعد بن زُرارہؓ فوت ہوئے۔

مالک بن سنانؓ: **سِیَر الصحابہ** میں ہے کہ مدینہ میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ بیعتِ عقبہ سے جاری تھا۔ خود انصار داعیٔ اسلام بن کر توحید کا پیغام اپنے قبیلوں تک پہنچاتے تھے۔ مالک بن سنانؓ نے اسی زمانے میں اسلام قبول کیا۔ **ابنِ اثیر** نے ان کے قبولِ اسلام کا زمانہ نہیں لکھا۔ غزوۂ اُحُد میں حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک پر زخم آیا تو انھوں نے خون چوس کر نگل لیا تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا ہے۔

محمد بن مسلمہؓ: ابو عبد الرحمٰن محمد بن مسلمہؓ قبیلہ اوس سے تھے۔ **سِیَر الصحابہ** میں ہے کہ سعد بن معاذؓ سے پہلے حضرت معصب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ ابو عبیدہ بن جرّاحؓ سے مواخات ہوئی۔ بدر میں شریک تھے۔ **طبقاتِ ابنِ سعد** میں ہے کہ غزوہ قینقاع میں یہود کا مال انھی نے وصول کیا تھا۔ کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا شرف انھی کو حاصل ہوا۔ اُحُد میں لشکرِ اسلام کی حفاظت پر متعیّن تھے۔ بنی نَضیر کے جلاوطن کرنے کا معاملہ بھی انھی کے سپرد ہوا تھا۔ غزوۂ بنو قُرَیظہ میں بھی ان کی خدمات نمایاں ہیں۔ سریّہ قرطاء اور ذی القصّہ کی مہمّوں میں اہم کردار ادا کیا۔ تبوک میں انھیں مدینہ منوّرہ کا انتظام سونپا گیا۔ ۴۶ ہجری میں وفات پائی۔

محیصہ بن مسعودؓ: ابو سعید کنیت کے یہ صحابی قبیلہ اوس میں سے تھے۔ مسعود بن کعب کے دو بیٹے تھے، حویصہ اور محیصہ۔ یہ چھوٹے تھے لیکن زیادہ عقل مند اور ہشیار تھے۔ **سِیَر الصّحابہ** میں ہے کہ ہجرت سے پہلے مشرّف بہ اسلام ہوئے۔ اُحُد، خندق وغیرہ میں شرکت کی۔ بڑے بھائی حویصہ ان کے ہاتھ پر بعد میں ایمان لائے تھے۔ **اُسُد الغابہ** میں ہے کہ

حضور ﷺ نے اشاعتِ اسلام کے لیے انھیں مبلّغ بنا کر فدک بھیجا تھا۔

مظہر بن رافع بن عدیؓ: **سِیَر الصحابہ** میں رافع بن خُدَیجؓ کے ذکر میں معین الدین ندوی لکھتے ہیں کہ رافعؓ تو ہجرت کے وقت صغیر السّن تھے مگر ان کے چچا مظہر شرف ایمان سے مشرّف ہو چکے تھے۔

معاذ بن جبلؓ: بیعتِ عقبۂ کُبریٰ میں شامل ہونے والے ۷۵ کے قافلے کے ایک خوش نصیب فرد جو بنی سلمہ (خزرج) سے تھے۔ اس سے پہلے معصب بن عمیرؓ کی تبلیغ سے ۱۸ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے تھے۔ انھیں کئی بار حضور ﷺ نے اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھایا۔ بدر اور دوسرے غزوات میں شریک ہوئے۔

معاذ بن حارث بن رفاعہ (ابنِ عفراؓ): بیعتِ عقبۂ اولیٰ کرنے والے عوف بن حارثؓ کے بھائی تھے۔ ذی الحجہ سن ۱۲ نبوی میں جن بارہ آدمیوں نے بیعتِ عقبۂ ثانیہ کی، ان میں شامل تھے۔ ۱۳ نبوی میں بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں بھی شریک ہوئے۔ بنو نجّار سے تھے۔ **فتح الباری** میں ہے کہ یہ ۵ آدمیوں کے ساتھ بیعتِ عقبہ سے پہلے ہی مکّہ مکرّمہ گئے اور اسلام لے آئے تھے۔ بدر میں ابو جہل کو انھی نے قتل کیا تھا۔ **بخاری شریف** میں ہے کہ یہ کارنامہ ابنائے عفراء (معاذ اور معوّذ) نے انجام دیا۔ **مسلم شریف** میں البتہ معاذ بن عفراء کے نام کے ساتھ معاذ بن عمرو بن جموح کا نام ہے۔ ان کی والدہ کا نام عفراء بنتِ خویلد تھا۔

معاذ بن عمرو بن جموحؓ: یثربی خزرجی انصاریوں میں سے ایک تھے جو بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شمولیت کے شرف سے بہرہ ور ہوئے۔ **مسلم شریف** میں ہے کہ معاذ بن عفراء کے ساتھ یہ معاذ ابو جہل کے قتل میں شریک تھے۔

معقل بن منذرؓ: بنو سلمہ سے تھے۔ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہوئے۔

معن بن عدیؓ: ۱۳ نبوی کے اواخر میں حج کے موقع پر بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہوئے۔ یثرب کے ان ۷۵ خوش قسمتوں میں سے ایک جنھیں آغاز ہی میں اسلام کی دولت مل گئی۔ قبیلہ بلی سے تھے۔ عاصم بن عدیؓ کے بھائی تھے۔ **بخاری شریف** میں ہے کہ

غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ اُحد، خندق اور دوسرے غزوات میں حضور ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ مُسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ میں شہید ہوئے۔

منذر بن عمرو بن خُنیسؓ: بنی ساعدہ (خزرج) سے تھے۔ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شمولیت سے اسلام کا اعلان ہوا۔ وہیں اپنے قبیلے کے نقیب مقرر فرمائے گئے۔ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ بیرِ معونہ کے حادثے میں ستر صحابہؓ کی جماعت کے ساتھ شہید ہوئے۔

نہیر بن الہیثمؓ: ذی الحجہ سن ۱۳ نبوی میں حج کے موقع پر بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شامل تھے۔ قبیلہ اوس کے بنی حارثہ سے تعلق تھا۔

ہلال بن امیہؓ: قبیلہ اوس کے بنو واقف سے تھے۔ ان کی والدہ انیسہ کلثوم بن ہدمؓ کی بہن تھیں۔ **سِیَر الصحابہ** میں ہے کہ بیعتِ عقبۂ ثانیہ کے بعد مسلمان ہوئے اور خاندانِ واقف کے بت توڑنے کی سعادت حاصل کی۔ بدر اور احد میں شریک تھے۔ فتح مکہ میں واقف کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ امیر معاویہ کے عہد میں وفات پائی۔

یزید بن ثعلبہؓ: یثرب کے ان ۱۲ اہلِ محبت میں سے تھے جو دوسری بیعتِ عقبہ میں شریک ہوئے۔ بنی غنم کے حلیف تھے۔

یزید بن حزامؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شامل ہونے والے یثربی مسلمانوں میں سے ایک جو بنی سلمہ سے تھے۔

یزید بن عامرؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے والے ۶۲ خزرجیوں میں سے ایک۔ بنو سلمہ سے تعلق تھا۔

یزید بن منذرؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شرکت کی سعادت سے بہرہ ور ہونے والے بنی سلمہ کے رُکنِ رکین۔

حضور ﷺ کی مکی زندگی میں ایمان لانے والی انصار صحابیاتؓ

اُمِ حرام بنتِ ملحانؓ: حضرت اُمِ حرامؓ حضرت اُمِ سلیم کی سگی بہن تھیں اور اُنھی کی طرح حضور اکرم ﷺ کی خالہ مشہور تھیں۔ **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ حضرت اُمِ حرامؓ ان کے بہن بھائیوں اور خاوند عمرو بن قیس اور بیٹے قیس بن عمرو نے اسلام قبول کرنے میں جلدی کی اور اس گھرانے کے سارے مردوں اور عورتوں نے شروع ہی میں اسلام قبول کر لیا۔ **ابنِ سعد، ابنِ حجر، ابنِ اثیر** اور **زرقانی** نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ حضرت اُمِ حرامؓ کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔

اُمِ حسن بنتِ زیدؓ: حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی اہلیہ۔ حضرت ابو ایوب سن ۱۳ نبوی میں بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں شریک ہوئے تھے لیکن اس سے پہلے ہی ایمان کی دولت سے مشرف تھے۔ ام حسن بنتِ زیدؓ بھی اپنے خاوند کی طرح پہلے ہی اسلام کی دولت پا چکی تھیں۔

اُمِ سلیم بنتِ ملحانؓ: حضرت اُمِ سلیمؓ آبائی سلسلے میں حضورِ اکرم ﷺ کی خالہ مشہور تھیں کیونکہ حضرت اُمِ سلیم حضور ﷺ کی پردادی کے بھائی کی پوتی تھیں۔ حضرت اُمِ سلیمؓ کا پہلا نکاح اپنے چچا زاد مالک سے ہوا۔ اس سے خادمِ رسول (ﷺ) اَنَس بن مالک پیدا ہوئے۔ دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں حضرت اُمِ سلیم نے اسلام قبول کر لیا مگر ان کے شوہر نے اسلام قبول نہ کیا۔ بلکہ ان کے مسلمان ہونے پر بھی ناراض ہوا۔ نہ صرف حضرت اُمِ سلیمؓ اسلام پر قائم رہیں بلکہ اپنے ننھے بچے اَنَسؓ بن مالک کو بھی کلمہ پڑھاتیں۔ اس پر ان کا خاوند ناراض ہو کر شام چلا گیا اور وہیں مر گیا۔ یہ بیوہ ہوئیں تو نکاح کے پیغام آنے شروع ہوئے۔ کہنے لگیں کہ میرا بیٹا ذرا بڑا ہو جائے، پھر نکاح کروں گی۔ بعد میں ابو طلحہ نے انھیں پیغام بھیجا تو حضرت اُمِ سلیم نے کہا کہ میں مسلمان ہوں اور تم کافر۔ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں اسی کو اپنا مہر مانوں گی۔ ابو طلحہؓ مسلمان ہو گئے۔ جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انھوں نے اَنَس بن مالک کو آپ ﷺ کی غلامی میں دے دیا۔ حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے چند ماہ بعد مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ

ہوا تو حضرت اُمِّ سلیم کا مکان اس مقصد کے لیے استعمال ہوا۔

اُمِّ منیع اسماء بنت عمروؓ: بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں جو دو خواتین شریک تھیں، ان میں سے ایک امِ منیعؓ تھیں جن کا تعلق بنو سلمہ سے تھا۔

امۃ بنتِ فارسیہؓ: حضرت سلمانؓ فارسی نے بتایا کہ جب وہ پہلی بار مدینہ پہنچے تو انھوں نے ایک اصفہانی خاتون کو دیکھا جو ان سے پہلے مسلمان ہو چکی تھی۔ انھوں نے اس خاتون سے حضور ﷺ کے متعلق پوچھا تو اس خاتون نے انھیں حضور ﷺ تک پہنچایا۔ حضرت سلمان فارسی مدینہ کی بستی قُبا میں حضور ﷺ کے قیام کے دوران مسلمان ہوئے تھے۔ اس لیے یقین ہے کہ حضرت امۃ بنتِ فارسیہؓ ہجرت نبوی سے پہلے ہی ایمان لا چکی تھیں۔

خلیدہ بنتِ قیس: یہ حضرت براء بن مُعرُورؓ انصاری کی بیوی تھیں۔ ان کے بیٹے اور شوہر بیعتِ عقبۂ کبیرہ میں شریک تھے اور ان باپ بیٹا نے اس ہجرت سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت براء بن مُعرُورؓ نے حضور ﷺ کی ہجرتِ مدینہ سے ایک ماہ پہلے وفات پائی تھی۔ حضرت خلیدہؓ نے بھی حضور ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔

رباب بنتِ کعب انصاریہؓ: حضرت رباب اور ان کے خاوند حسیل الیمان ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ یہ حذیفہؓ بن حسیل الیمان کی والدہ ہیں۔

ربیع بنتِ معوذ انصاریہؓ: حضرت ربیع بنتِ معوذ کے والد اور چچا معوذؓ معاذؓ اور عوفؓ اپنے والد حارث کی بجائے اپنی ماں عفراء کے نام سے مشہور تھے۔ یہ تینوں بھائی ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ اور حضرت ربیع بنتِ معوذؓ بھی ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے اسلام قبول کر چکی تھیں۔ حضور ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو خیر مقدمی ترانے گانے والوں میں حضرت ربیع بھی شامل تھیں۔

ربیع بنتِ نضر انصاریہ: **تذکارِ صحابیات** میں لکھا ہے کہ حضرت ربیع اور ان کے بیٹے حارثہ نے ہجرتِ نبوی ﷺ سے قبل یا فوراً بعد اسلام قبول کیا تھا۔ یہ وہ خاتون

ہیں جن کے صرف ایک بیٹے حارثہؓ بن سُراقہ تھے اور وہ بھی غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے۔ یہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اگر میرا بیٹا جنّت میں ہے تو میں صبر کروں گی اور اپنے آنسوؤں کو روکوں گی لیکن اگر وہ جنت میں نہیں ہے تو میں دل کھول کر روؤں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جنّت کے کئی درجے ہیں اور حارثہؓ کو فردوسِ اعلیٰ میں جگہ ملی ہے۔

شموس بنتِ نعمان انصاریہؓ: حضرت شموس کے بارے میں **ابنِ اثیر** لکھتے ہیں کہ جب مسجدِ قُبا تعمیر کی جا رہی تھی تو یہ حضور ﷺ کے ساتھ تھیں۔ کہتی ہیں کہ جب حضورِ اکرم ﷺ مسجدِ قُبا کی بنیاد رکھنے کے لیے تشریف لائے تو میں نے حضورِ اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کبھی چھوٹے اور کبھی بھاری پتّھر اٹھاتے۔

قرۃ العین بنتِ عُبادہ: یہ حضرت عُبادہؓ بن صامت کی والدہ ہیں۔ حضرت عبادہؓ سابقینِ اولین ہیں۔ اور وہ بیعتِ عقبہ کی تینوں بیعتوں میں شامل تھے اور بعض کے مطابق بیعتِ عقبۂ ثانیہ اور بیعتِ عقبۂ کبیرہ میں شامل ہوئے۔ جب یہ مسلمان ہو کر گھر گئے تو سب سے پہلے اپنی والدہ حضرت قرۃ العینؓ کے سامنے اسلام پیش کیا۔ اور یہ فوراً مسلمان ہو گئیں۔

کبشہ بنتِ رافع: یہ حضرت سعد بن معاذ کی والدہ ہیں۔ تمام اہلِ سِیَر کا اتفاق ہے کہ یہ اسلام لائیں اور یہ سعادت انھیں ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے نصیب ہوئی۔ غزوۂ احزاب میں ان کے بیٹے سعد بن معاذ شہید ہو گئے تو انھوں نے بیٹے کی جدائی میں رو رو کر ماتمی اشعار پڑھے جن کو سن کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ "جتنی رونے والی عورتیں ہیں، جھوٹ بولتی ہیں مگر اُمِّ سعد سچ کہتی ہیں"۔

ملیکہ بنتِ مالکؓ: یہ حضرت اُمِ سلیمؓ بنت ملحان اور اُمِ حرامؓ بنت ملحان کی والدہ ہیں اور حضرت اَنس بن مالک کی نانی ہیں۔ یہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے کچھ عرصہ پہلے اپنی بیٹیوں کے ساتھ مسلمان ہوئی تھیں۔ **صحیح بخاری** میں ہے کہ انھوں نے ایک بار حضور ﷺ کی دعوت کی تھی اور آپ ﷺ نے کھانا کھانے کے بعد فرمایا آؤ میں تمھیں

نماز پڑھاؤں۔ گھر میں ایک بوسیدہ چٹائی تھی جس کو حضرت انسؓ نے پانی سے دھویا اور پھر نماز کے لیے بچھایا۔ حضور ﷺ نے امامت فرمائی اور حضرت ملیکہ کے علاوہ حضرت انسؓ اور ایک یتیم غلام پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی اور واپس تشریف لے گئے۔

ہند بنتِ عمرو بن حرامؓ: حضرت ہند حضرت عمرو بن جموح کی بیوی تھیں۔ حضرت ہندؓ نے اپنے بیٹے معاذ بن عمرو کے ساتھ حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے پہلے اسلام قبول کیا تھا مگر ان کے شوہر حضرت عمرو بن جموح ہجرتِ نبوی ﷺ کے بعد اور غزوۂ بدر سے کچھ عرصہ پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت معاذ بن عمرو بیعتِ عقبۂ کبیرہ میں شریک تھے۔ حضرت ہندؓ حضور ﷺ سے بہت محبت اور عقیدت رکھتی تھیں۔ غزوۂ اُحد میں ان کے شوہر، ایک بیٹے خلادؓ بن عمرو اور بھائی حضرت عبداللہ بن عمرو تینوں شہید ہو گئے تھے جب انھیں ان کی شہادت کی خبر سنائی تو یہ سوال کرتی رہیں کہ مجھے یہ تو بتاؤ کہ حضور ﷺ کا کیا حال ہے۔ جب انھیں بتایا گیا کہ حضور ﷺ خیریت سے ہیں تو ان کا چہرہ کھل اٹھا اور فرمایا کہ آپ ﷺ سلامت ہیں تو سب مصیبتیں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔

نُسیبہ بنتِ کعبؓ: بنو نجار سے تھیں۔ بیعتِ عقبۂ کبریٰ میں سن ۱۳ نبوی میں شرکت کی سعادت پائی۔ یثرب کی اولین مسلمات میں سے ہیں۔

اخبارِ نعت

ناموسِ مصطفیٰ ﷺ ایکشن کمیٹی

ابواء شریف میں حضور رحمتِ ہر عالم ﷺ کی والدۂ ماجدہ کی قبرِ انور کو ڈھانے کے سانحے پر ملک بھر میں احتجاج ہو رہا ہے۔ ۱۴۔ اپریل کو اسلام آباد میں پیر محمد افضل قادری کی قیادت میں جلسہ اور مظاہرہ بھی ہُوا۔

سب سے پہلے لاہور میں نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ (کنوینر ناموسِ مصطفیٰ ﷺ ایکشن کمیٹی) نے ۱۳ مارچ کو غازی لا چیمبر میں اک ہنگامی اجلاس طلب کیا۔ اس کی صدارت ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی نے کی۔

ناموسِ مصطفیٰ ﷺ ایکشن کمیٹی کا دوسرا اجلاس ۲۰ مارچ کو جامعہ نعیمیہ لاہور میں پیر سیّد منوّر حسین جماعتی علی پوری (بانی امیرِ ملّت فاؤنڈیشن) کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں ۲۵ کے قریب تنظیموں کے نمائندے شریک ہوئے۔ کراچی سے سیّد محمد اخلاق خصوصی طور پر شرکت کے لیے آئے۔ نذیر احمد غازی اور مدیرِ نعت کے علاوہ مفتی محمد خاں قادری، ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی، مولانا معراج الاسلام، احمد علی قصوری، عبدالتواب صدیقی، مفتی عبدالقیّوم خاں، محمد خان لغاری، محمد قاسم علوی، شمس الزمان قادری، صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ اور محمد نواز کھرل نے خطاب کیا۔ نظامت کے فرائض کرامت علی قادری نے ادا کیے۔ علمی رہنمائی کے لیے علما کی ایک کمیٹی قائم کی گئی اور طے پایا کہ اسلامی ممالک کے سُفراء اور اعیانِ حکومت کو اس موضوع پر مراسلے تحریر کیے جائیں۔

کمیٹی نے سانحۂ ابواء کے موضوع پر تیسرا اجلاس جامعہ رسولیہ شیرازیہ، لاہور میں ۱۷۔ اپریل کو پیر محمد افضل قادری (مرکزی کنوینر عالمی تنظیمِ اہلِ سنت مراڑیاں شریف) کی صدارت میں منعقد ہوا۔ نظامت مدیرِ نعت نے کی۔ صاحبِ صدارت کے علاوہ نذیر احمد غازی، ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی، مولانا الٰہی بخش، صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ، مفتی محمد اشرف آصف جلالی، محمد قاسم علوی، میجر محمد یعقوب، عبداللطیف چشتی اور دوسرے

حضرات نے خطاب کیا۔ فیصلہ ہوا کہ یکم مئی کو بعد نمازِ عشا جامعہ رسولیہ شیرازیہ میں "سانحۂ ابواء کانفرنس" ہوگی اور حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے عرس کے موقع پر جلوس نکالا جائے گا۔

حلقۂ ادب

حلقۂ ادب کا چوتھا باقاعدہ ماہانہ اجلاس ۶ مارچ کو ہوا جس میں مدیرِ نعت نے حضورِ اکرم ﷺ کی معاشی زندگی کے موضوع پر گفتگو کی۔ ۳۔ اپریل کو ہونے والے پانچویں اجلاس میں بھی یہ گفتگو جاری رہی۔ دونوں اجلاسوں کی صدارت ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر شیخ شاہد مقبول نے کی۔ ۳۔ اپریل کے اجلاس میں ڈاکٹر قمر احمد زیدی، محمد قاسم علوی، محمد نواز درویش، صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ نے گفتگو میں حصہ لیا۔

متفرّقات

☆ ۲۱ مارچ کو ادارہ معارفِ نعمانیہ کے زیرِ اہتمام شاد باغ میں سانحۂ ابواء کے بارے میں جلسہ ہوا جس میں صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ، سیّد محمد اخلاق، محمد حسین گوہر، محمد اویس قرنی اور مدیرِ نعت نے گفتگو کی۔

☆ رشید پبلک سکول کا سالانہ جلسہ ۳۱ مارچ کو ہوا۔ مدیرِ نعت مہمانِ خصوصی تھے۔

☆ قینچی امر سدھو، لاہور میں ۴۔ اپریل کو حافظ محمد آصف شہید کے چہلم پر کانفرنس ہوئی جس کی صدارت میاں محمد حنفی سیفی نے کی۔ نذیر احمد غازی مہمانِ خصوصی تھے۔ مدیرِ نعت نے نظم پڑھی۔

☆ ۱۱۔ اپریل کو جامعہ نعیمیہ میں جماعتِ اہلِ سُنّت کے زیرِ اہتمام سربراہ کانفرنس ہوئی جس میں ۸۰ کے قریب تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی اور مستقبل کے لائحۂ عمل کے لیے تجاویز پیش کیں۔ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ ایکشن کمیٹی کے نمائندے نذیر احمد غازی اور انٹرنیشنل سیرت فورم کے نمائندے راجا رشید محمود نے بھی گفتگو کی۔

☆ ۲۳۔ اپریل کو پاکستان ٹیلی ویژن پر پنجابی محفلِ نعت ٹیلی کاسٹ ہوئی جس میں

محمد ثناء اللہ بٹ، شہزاد ناگی، عنایت اللہ شیخ اور دیگر چھ نعت خوانوں نے حصہ لیا۔ کمپیئرنگ مدیرِ نعت نے کی۔

☆ ۱۲ ذی الحجہ (۳۱ مارچ) کو جامع مسجد عکسِ گنبدِ خضرا، اپر مال، پل نہر میں حسبِ روایت بعد نمازِ عصر حلقۂ درود پاک کا اہتمام ہوا۔ محمد ثناء اللہ بٹ اور دوسرے نعت خواں حضرات نے نعتیں پڑھیں۔ مدیرِ نعت نے گفتگو کی۔

تعارفِ کُتب

سیّدہ آمنہؓ

فاروق احمد علوی نے سانحۂ ابواء کے حوالے سے سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت و عظمت اور اُن کی قبرِ انور کی بے حرمتی کے حوالے سے ایک علمی کاوش کی ہے جس میں محبّت کے جذبات کی شدّت بھی ہے۔ ۳۲ صفحات کی یہ قابلِ قدر کاوش فیضانِ طیبہ لائبریری، نزد نورانی مسجد، شاہ کمال، اچھرہ لاہور سے چار روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائی جاسکتی ہے۔

۱۹۹۹ کے شمارے

جنوری	کراچی کے شعراءِ نعت
فروری	حقیر فاروقی کی نعت
مارچ	نعتیہ تبرکات
اپریل	سرکار ﷺ دی جنگی زندگی
مئی	مکّی زندگی کے مسلمان
جون	عابد بریلوی کی نعت
جولائی اگست (اشاعتِ خصوصی)	تحفظِ ناموسِ رسالت

[توسیعِ مسجدِ نبوی ﷺ کا ابتدائی ڈھانچہ، جو اَب صرف تصویر ہی کی صورت میں محفوظ ہے]